ماہنامہ اشاعت اہلسنّت
سلسلہ اشاعت نمبر 100
طلاق ثلاثہ
کا شرعی حکم
از افادات
حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
مرتب
مولانا محمد عرفان ضیائی صاحب
جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)
نور مسجد کاغذی بازار کراچی

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

ہفت واری اجتماع :۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے زیر اہتمام ہر پیر کو بعد نماز عشاء تقریبا ۱۰ بجے رات کو نور مسجد کاغذی بازار کراچی میں ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے جس سے مقتدر و مختلف علمائے اہلسنّت مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

مفت سلسلہ اشاعت :۔

جمعیت کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علمائے اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کر کے تقسیم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

مدارس حفظ و ناظرہ:۔

جمعیت کے تحت رات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی :۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت رات کے اوقات میں درس نظامی کی کلاسیں بھی لگائی جاتی ہیں جس میں ابتدائی پانچ درجوں کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری :۔

جمعیت کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے جس میں مختلف علمائے اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لیے اور کیسٹیں سماعت کے لیے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیکَ یَارَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم

ازافادات

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی

مرتب

حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی

ناشر:

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیۡکَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ ﷺ

نام کتاب	:	طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم
از افادات	:	حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ العالی
مرتب	:	حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی مدظلہ العالی
ضخامت	:	۱۹۵ صفحات
تعداد	:	۲۵۰۰
مفت سلسلہ اشاعت	:	۱۰۰
اشاعت	:	صفر ۱۴۲۳ھ، مئی ۲۰۰۲ء

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۔ فون: 2439799

ترتیب

حرف اولیں

علمی وادبی حلقوں میں مفتی اعظم سندھ شیخ الحدیث والتفسیر شمس العلماء حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عبداللہ نعیمی صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں حضرت اپنی ساری زندگی دین متین کی خدمت کرتے رہے اور بعد وفات بھی آپ کا مزار پُر انوار مرجع خلائق ہے جو کہ دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ صاحبداد گوٹھ ملیر کے احاطہ میں ہے آپ کی زندگی میں ہی آپ کے بے شمار شاگردوں نے مختلف مقامات پر درس وتدریس کا سلسلہ شروع کردیا تھا ان ہی میں سے ایک نام شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد نعیمی صاحب مدظلہ العالی کا ہے جنہوں نے پہلے دوبئی اور پھر شاہ بندر ٹھٹھہ میں درس وتدریس وافتاء کا سلسلہ شروع کیا اور پھر مفتی اعظم سندھ علیہ الرحمہ کے وصال پر ان کے باغ کی آبیاری کے لئے ملیر کراچی تشریف لاکر درسِ حدیث اور افتاء کی ذمہ داری سنبھالی اور اپنے ادارے کو غریب آباد ملیر جیسے پسماندہ علاقے میں منتقل کیا اسطرح غالباً ۱۹۹۴ء تک دونوں جگہ یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ حضرت کی محنت ولگن کا نتیجہ ہے کہ آپ کے اکثر شاگرد آج درس وتدریس اور افتاء کے ذریعے دین متین کی خدمت سر انجام دے رہے ہیں۔ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب قبلہ مدظلہ العالی ان ہی کے شاگرد خاص اور داماد ہیں۔ مفتی صاحب موصوف انتہائی مخلص، دین متین کی بے غرض خدمت کرنے والے اور انتہائی محنت اور لگن سے اپنے فرائض انجام دینے والے شخص ہیں ان کے فتاویٰ میں جامعیت اور تدبر جھلکتا ہے۔ حضرت مفتی صاحب کی علم دین سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت روزانہ موٹر سائیکل پر ملیر سے میٹھادر کے دور دراز علاقے کا سفر کر کے درس وتدریس کے لیے ہماری تنظیم جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے مرکزی دفتر نور مسجد کاغذی بازار تشریف لاتے ہیں نیز ہمارے ہاں دارالافتاء کا کام بھی آپ نے ہی شروع کیا ہے۔

زیر نظر کتاب حضرت مفتی صاحب قبلہ کے رشحات قلم کا نتیجہ ہے اس کتاب میں حضرت نے "تین طلاق" کے موضوع پر بڑی جامع اور مدلل بحث کی ہے نہ صرف قرآن وحدیث بلکہ افعال، اقوال وآثار صحابہ وتابعین وسلف صالحین سے آپ نے اپنے موضوع پر دلائل دیے ہیں۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ہر بات باحوالہ اور مدلل ہے تاکہ کسی قسم کا

شک وشبہ نہ رہے۔اس کتاب کو ترتیب دینے والے ہماری تنظیم کے ناظم اعلیٰ اور ہمارے استاد محترم جناب محمد عرفان ضیائی صاحب ہیں۔جبکہ فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد صاحب اویسی اور شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب نعیمی دامت برکاتہما کی تصدیقات وتقاریظ اور پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق صاحب قادری، سرمایہ اہلسنّت مفتی عبدالعزیز حنفی صاحب، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ منظور احمد صاحب فیضی اور مفتی اہلسنّت حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق صاحب قادری دامت برکاتہم القدسیہ کی تقاریظ بھی شامل اشاعت ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت کی اس کتاب سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے اور حضرت مفتی صاحب قبلہ کے علم وعمل اور عمر میں خیر وبرکت نازل فرمائے اور ان کو یوں ہی دین متین کی مزید خدمت کی توفیق مرحمت فرمائے۔

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اس کتاب کو اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت شائع کرنے کا شرف حاصل کر رہی ہے۔حسن اتفاق کہ یہ ہمارے ادارے کی جانب سے شائع ہونے والی 100 ویں کتاب ہے۔امید ہے کہ زیر نظر کتاب قارئین کے علمی ذوق پر پورا اترے گی۔

فقط

محمد عرفان وقاری

جنرل سیکریٹری

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

تقاریظ

۱۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ

۲۔ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ

۳۔ حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ

۴۔ حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز حنفی مدظلہ

۵۔ حضرت علامہ مفتی منظور احمد فیضی مدظلہ

۶۔ حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق قادری مدظلہ

تقریظ

شیخ التفسیر حضرت علامہ مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ و کفیٰ و الصلوٰۃ والسلام علیٰ امام الانبیاء و علی آلہ و اصحابہ اجمعین
طلاق ثلاثہ کا مسئلہ ابن تیمیہ کی بدعات سے ہے یعنی تین طلاقیں بیک وقت وقوع کا انکار جمہور سے ہٹ کر اپنا عندیہ (جیسا کہ ابن تیمیہ کی عادت تھی) اسی نے مداخلت فی الدین کا ارتکاب کیا عرصہ تک تو نجدیوں نے اسکی پیروی کی چند سالوں سے نجدی بھی اس مسئلہ میں جمہور کے ساتھ آ کر ملے ہیں لیکن غیر مقلدین (وہابی) تا حال ابن تیمیہ سے چمٹے ہوئے ہیں۔ (انوار البجاری شرح البخاری از احمد رضا بجنوری تلمیذ انور شاہ کشمیری دیوبندی)

علمائے اہلسنّت احناف نے اپنے موقف پر بھرپور دلائل سے ابن تیمیہ اور اسکے ہمنواؤں کا رد کیا متعدد تصانیف ورسائل معرض وجود میں آئے۔

فقیر نے چند مقامات کو دیکھا راحت ومسرت ہوئی اللّٰھم زِدْ فزِدْ بیساختہ زبان سے سرزد ہوا خدا کرے زور قلم ہو اور زیادہ۔

فاضل نوجوان علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب زید مجدہ نے اس موضوع کو خوب نبھایا قرآن وحدیث مبارکہ کے علاوہ صحابہ کرام وتابعین عظام ومذاہب اربعہ اور جمہور ائمہ علماء کی تصریحات سے مسئلہ کو بہترین انداز میں موثق فرمایا ہے طرفہ یہ کہ خود غیر مقلدین کے صنادید سے مسئلہ ہذا کی تائیدات لائے ہیں اور انکے اعتراضات کے جوابات تسلی بخش لکھے ہیں۔ مزید خوشی کی بات یہ ہے کہ فتاویٰ کی ترتیب مشہور عالم دین حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدظلہ نے دی ہے یہ فتاویٰ پر سونے پر سہاگہ کا کام ہو گیا ہے۔

مولیٰ عزوجل مفتی صاحب زید مجدہ اور مرتب گرامی سلمہٗ کی یہ کاوش قبول فرمائے۔ آمین

بجاہ حبیب الکریم الامین ﷺ

مدینے کا بھکاری ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور، پاکستان۔ وارد کراچی باب المدینہ

۲۲ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

تقریظ

پیر طریقت رہبر شریعت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اس فقیر نے ، فاضل نوجوان حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی سلمہ کی کتاب "طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم" کو کہیں کہیں سے پڑھا، جہاں جہاں سے بھی پڑھا تو اسے خوب سے خوب تر پایا، شستہ اردو، عام فہم زبان، دلائل و براہین کا ایک سیلاب، ہر بات مدلل، اصل عبارتوں کی نقل، ہر بات بحوالہ کتب، قرآنی آیات کا متن، جہاں احادیث سے استدلال کیا وہاں حدیث کا پورا متن مسئلہ زیر بحث پر جتنے عنوانات ممکن تھے ان پر بحث، تین طلاقوں کو ایک کہنے والوں کا رد بلیغ، ان کے تقریباً تمام شکوک وشبہات جو زیر بحث مسئلہ میں پیدا ہوئے ان کے جوابات، طلاق کے لغوی معنی واصطلاحی معنی، طلاق کی اقسام، احسن طلاق اور طلاق حسن، طلاق بدعی، نشہ میں طلاق دینے کا حکم، بالجبر طلاق دلوائی گئی اس کا حکم، حلالہ کے متعلق اہم گفتگو، متعہ کے جواز کے قائلین کی سرزنش، مسئلہ زیر بحث پر جید صحابہ کرام وتابعین اور علماء ملت علیھم الرضوان کے اقوال و فتاویٰ اور ان کا عمل اس جیسے کئی نوادرات آپ اس کتاب میں پائیں گے۔ کتاب کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ فاضل نوجوان مصنف کی ان مسائل پر کافی وشافی گرفت ہے میں سمجھتا ہوں جو لوگ تین طلاقوں کو ایک گردانتے ہیں اس کتاب کو پڑھنے کے بعد اب ان کو حقیقت کو مان لینے سے گریز نہیں کرنا چاہیے ساتھ ہی ہمارے زمانے کے وہابیہ جو اس مسئلہ میں اہلسنّت کو گمراہ کر رہے ہیں ان کے بھی مسکت جوابات اس کتاب میں موجود ہیں۔

میں اپنی بے انتہا مصروفیت کی وجہ سے بالاستعاب تو نہیں پڑھ سکا لیکن جہاں جہاں سے بھی میں نے پڑھا دل کو ایک طمانیت حاصل ہوئی میری دانست میں جہاں عوام کیلئے یہ کتاب نہایت ہی مفید ہے اتنی ہی علماء کے لئے بھی مفید ہے اس لیے کہ ماخذ ومراجع اس حسن وترتیب سے ہیں کہ ہر عالم کو اس کی ضرورت ہوتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ مؤلف کو اجر عظیم عطا فرمائے، لوگوں کو گمراہی وبے راہ روی سے راہ ہدایت پر آنے کا بھی ثواب مرحمت فرمائے اور موصوف کی عمر

وعلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔اس موقع پر محترم مولانا محمد عرفان قادری سلمہٗ اور اراکین جمعیت اشاعت اہلسنّت کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے، نیز یہ امر بھی انتہائی خوش کن ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنّت کی جانب سے مفت شائع ہونیوالی کتابوں میں اسکا نمبر 100 واں ہیں اس موقع پر میں اراکین جمعیت کو مبارک باد پیش کرتا ہوجن کی کاوش اور محنت سے یہ کتابیں منظر عام پر آئیں۔اللہ تبارک وتعالیٰ ان حضرات کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ نبی الکریم علیہ وعلیٰ الہ افضل الصلوٰۃ والتّسلیم

فقیر سید شاہ تراب الحق قادری

امیر جماعت اہلسنّت پاکستان، کراچی

یکم ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

۱۴ فروری ۲۰۰۲ء

تقریظ

سرمایہ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا مفتی عبد العزیز حنفی مدظلہ العالی

دین اسلام وہ مذہب مہذب ہے جس نے انسانی زندگی کے تمام شعبہ جات سے متعلق واضح ہدایات وتعلیمات ذکر کیں۔ بنیادی احکام ومسائل بیان فرمائے۔ مہد سے لیکر لحد تک کوئی شعبہ تشنہ نہیں چھوڑا جس میں راہنمائی نہ کی ہو۔ از دواجی حوالہ سے ایک پہلو میاں بیوی کے باہمی حقوق وتعلقات بڑی اہمیت کے حامل ہیں ان میں اگر توازن قائم نہ ہو تو ناہمواری پیدا ہوجاتی ہے اور تعلقات ناخوشگوار ہوجاتے ہیں اور حالات اس قدر کشیدہ ہوجاتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان طلاق ہوجاتی ہے یہی وجہ ہے کہ مسائل طلاق کی بہت کثرت ہے۔ اس کا اندازہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی زید مجدہ سے مختلف اوقات میں دریافت کیے گئے طلاق سے متعلق استفتاء سے بھی ہوتا ہے۔ ہر دار الافتاء میں یہی صورت حال ہے کہ صبح طلاق شام طلاق۔ محبی مفتی محمد عطاء اللہ زید مجدہ نے طلاق سے متعلق مسائل کے جو جوابات دیئے ہیں ان کو قرآن واحادیث صحیحہ اقوال جمہور صحابہ اور مستند فقہاء متقدمین ومتاخرین کے فتاویٰ جات سے مرصعہ کیا طرز بیان سادہ اور عام فہم ہے۔ جس سے ہر خاص وعام مستفید ہوسکتا ہے اس رسالہ طلاق کے ذریعہ مسائل طلاق سمجھنے میں ان شاء اللہ تعالیٰ لوگوں کو آسانی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رسالہ کی قبولیت ومقبولیت اور مجیب مصیب کے علم وعمر میں برکت عطا فرمائے۔ یہ رسالہ جو کہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کا مفت اشاعت کے اعتبار سے سوواں رسالہ اسے زیور طباعت سے آراستہ کرنے والے اراکین ومعاونین کو اللہ رب العزت جزائے خیر مرحمت فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین وعلی الہ وصحبہ اجمعین

مفتی عبد العزیز حنفی غفرلہ

دار الافتاء دار العلوم امجدیہ عالمگیر روڈ کراچی

۱۶ محرم الحرام ۱۴۲۳ھ ...... ۳۱ مارچ ۲۰۰۲ء

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ربِ العالمین الرحمن الرحیم مالک یو م الدین

والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

و علی الہ الطیبین الطاھرین و اصحابہ الھادین المھدیین

اما بعد فاضل نوجوان علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی سلمہ نے مسئلہ طلاق ثلاثہ (بیک وقت وقوع طلاق ثلاثہ) پر بڑی تحقیق کے ساتھ تحقیقی فتویٰ لکھا ہے اور بھرپور دلائل قاطعہ سے ابن تیمیہ اور انکے متبعین غیر مقلدین (وہابیوں) کی اچھی طرح سے خبر لی ہے۔ علماء اہلسنّت احناف کے مذہب حقہ کی حقانیت کو دلائل سے واضح کیا ہے۔ قرآن وحدیث کے علاوہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ائمہ اربعہ مجتہدین اور جمہور علماء کی تصریحات سے مسئلہ طلاق ثلاثہ کو مؤید فرمایا ہے اور مخالفین کے باطل مستدلات کا دلائل کی روشنی میں جواب باصواب دیا ہے پورا رسالہ ناچیز کی نظر سے گذرا ہے پڑھ کر خوشی اور مسرت ہوئی۔ اللھم زد فزد کے دعائیہ کلمات زبان سے بیخود سرزد ہوئے اور بڑی خوشی کی بات کہ اس رسالہ کے فتاویٰ کی ترتیب حضرت علامہ مولانا محمد عرفان صاحب ضیائی مدظلہ العالی نے دی ہے اور اراکین جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان نے مفت سلسلہ اشاعت کے تحت اسے منظر عام پر لانے کی سعی کی ہے نیز مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کی جانب سے مفت سلسلہ اشاعت کی یہ سویں (۱۰۰) کڑی ہے یہ امر بھی انتہائی خوش کن ہے۔ دعا ہے کہ رب کریم جل شانہ بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ مؤلف صاحب اور مرتب صاحب کو علمی ترقی عطا فرمائے اور مزید دینی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اراکین جمعیت کو اپنے مشن کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

۲۶ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

شیخ الحدیث و مہتمم دار العلوم انوار المجددیۃ النعیمیہ

محلہ غریب آباد ملیر توسیعی کالونی کراچی

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی منظور احمد فیضی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم و الہ و صحبہ اجمین

اس پر فتن اور آوارگی کے دور میں کلمہ پڑھنے والے مرد اور عورتیں، گمراہوں کا سہارا لے کر ان پر عمل پیرا ہو رہے ہیں۔ شکوک شبہات سے نہیں بچتے، اجماع اور جمہور کے فیصلہ کو پس پشت ڈال کر ایک کمزور ترین اور مجروح راستہ اختیار کرتے ہیں۔ قران کریم کی واضح نصوص اور احادیث نبویہ کثیرۃ اور جمہور بلکہ اجماع صحابہ واہل بیت کا انکار کر کے عیاشی سے کام لے رہے رہیں۔ جس کی وجہ سے وہ لوگ بدعملی سے بدمذہبی تک پہنچ رہے ہیں۔ نسلیں برباد ہو رہی ہیں۔ حلال کم اور حرام زیادہ پھیل رہا ہے۔ جوش میں ہوش سے کام نہیں لیتے پھر نادم ہوتے ہیں۔ فقیر نے اپنی کتاب "تعارف ابن تیمیہ" میں ابن تیمیہ کے منفرادات کا بیان کیا ہے۔ طلاق ثلاثہ کو ایک قرار دینا یہ بھی ابن تیمیہ کے منفردات میں سے ہے کہ یہ خوارج کا امام تھا کچھ لوگ اس کی تابعداری کر کے تین طلاق کو ایک قرار دے رہے ہیں۔

اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے حضرت مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب زیدرشدہ کو جنہوں نے طلاق کے مباحث کو تحقیق سے بیان فرمایا ان کی کتاب لاجواب "طلاق ثلاثہ" کا شرعی حکم میں طلاق مکرہ کی بحث سرسری نگاہ سے پڑھی اور طلاق ثلاثہ کی بحث کے اکثر حصہ کو پڑھا، ما شاء اللہ تعالیٰ موتیوں کی لڑیاں ہیں، صراط مستقیم ہے۔ فن حدیث اور اصول حدیث اور جرح قدح کے سمندر میں مفتی صاحب نے غوطہ لگا کر موتی چنے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور لوگوں کو حرام سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تیمیوں اور غیر مقلدین کے رد کے لئے لاجواب تحقیق ہے، حضرت مولانا محمد عرفان

صاحب قادری اور جمعیت اشاعت اہلسنّت کے لئے بھی تہہ دل سے دعا گوہوں کہ جن کی مساعی جمیلہ سے حق کی نشر و اشاعت ہو رہی ہے۔ جزاھم اللّٰہ تعالٰی احسن الجزاء۔ کثرت مصروفیات اور ذہن پر بوجھ نہ ہوتا تو بہت کچھ لکھتا تحقیق مزید رقم کرتا۔ فی الحال انہی کلمات پر اکتفا کرتا ہوں۔

والسلام

محمد منظور احمد فیضی[1]

(مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ فیضیہ رضویہ وفیض الاسلام

احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور پاکستان

حال خویدم الحدیث جامعۃ المدینۃ گلستان جوہر کراچی

مصنف "مقام رسول ﷺ" وکتب کثیرہ۔

[1] (مستفیض از قطب الاقطاب خواجہ فیض محمد شاہ جمالی ووالد کریم، غزائی زماں امام کاظمی، قطب مدینہ امام ضیاء الدین مدنی، مفتی احمد یار خان نعیمی، قلندر پیر غلام یاسین شاہ جمالی، مفتیٔ اعظم ہند مولانا مصطفٰی رضا خاں، قطب مکہ شیخ سید محمد امین کتبی رحمہ ورحمھم اللّٰہ تعالٰی و افاض اللّٰہ تعالٰی علی من فیوضاتھم)

تقریظ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اشفاق قادری رضوی مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا و مولنا محمد و علی الہ و اصحابہ اجمعین

اسلام ایک عالمگیر وآفاقی مذہب ہے اس لئے اسلام نے استحکام معاشرہ کے لئے نہایت وسیع اقدامات کئے ہیں اور بنی نوع انسان کے لئے بہت جامع تعلیمات پیش فرمائی ہیں۔

مطالعۂ اسلام سے واضح ہوتا ہے استحکام معاشرہ کے لئے لازم ہے کہ معاشرہ کی بنیادی اکائی یعنی فرد کے حقوق اور فرائض کا تعین کیا جائے اور اس پر باقاعدہ عمل کیا جائے۔

پھر انسان مدنی الطبع ہے لہٰذا وہ مل جل کر رہے گا تو تب ہی وہ اپنے وظائف صحیح طور پر ادا کر سکے گا اور یقیناً معاشرہ میں سب سے پہلی نظر مدنیت کی آتی ہے تو ایک گھر کا تصور ذہن میں اُجاگر ہوتا ہے جس سے قطعاً واضح ہے کہ اسلام کا اصل ہدف جو استحکام معاشرہ ہے یہ اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک گھر میں مکمل اطمینان کی کیفیت نہ ہو۔

اور گھر میں اطمینان اس وقت پیدا ہوتا ہے جب گھر کے دونوں بنیادی ارکان میاں و بیوی کے آپس کے معاملات خوشگوار ہونگے اور یہ حالات ومعاملات خوشگوار ہونگے احکام اسلامی پر عمل کرنے سے لیکن افسوس کہ تعلیمات دینی سے بے خبری اور دوری کی وجہ سے آج ہمارا معاشرہ اور اس کے اکثر گھر بے چینی کا شکار ہیں۔ ذرا ذراسی بات پر طلاق کی نوبت آجاتی ہے اور اسلام کی مقررہ کردہ یہ حدود بازیچۂ اطفال بنتی نظر آتی ہیں بہت ضرورت ہے کہ علماء اسلام اس طرف توجہ فرمائیں تاکہ صحیح اسلامی معاشرہ کے حقیقی قیام واستحکام کی طرف پیش قدمی ہو سکے۔

زیر نظر کتاب طلاق جیسے اہم مضمون پر مشتمل ہے طلاق آج محض اسکی حقیقت سے بے خبری اور اس کے غلط استعمال کی وجہ سے پریشانی کی صورت اختیار کرگئی ہے۔

کتاب کے ملاحظہ سے پتہ چلتا ہے کہ کتاب کے مصنف حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب مدظلہ ایک انتہائی بالغ نظر عالم دین ہیں جنہوں نے تمام زاویوں پر پوری پوری

توجہ مبذول فرما کر حقیقت طلاق اور طلاق کی تمام صورتوں پر مفصل و مدلل گفتگو فرمائی ہے اور طلاق کے سلسلہ میں بھی مسلمانوں میں دور حاضر میں پائے جانیوالے غیر مقلدین کے ایک فتنہ پر کھل کر ہر اعتبار سے کلام محقق ارشاد فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ مصنف حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی و مرتب حضرت علامہ مولانا محمد عرفان قادری ضیائی کو جزائے خیر سے نوازے اور اس کتاب کو تمام مسلمانوں کے لئے ذریعہ اصلاح بنائے۔ آمین

فقیر محمد اشفاق احمد غفرلہ
خادم مدرسہ غوثیہ جامع العلوم
خانیوال

فہرست

پیش لفظ

چند دن ہوئے ہمارے دیرینہ دوست اور ساتھی جناب محمد فاروق صاحب جن کا تعلق ناگوری برادری سے ہے میرے پاس تشریف لائے مختلف مسائل پر بات چیت جاری تھی دوران گفتگو تین طلاقوں کا مسئلہ زیر بحث آیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ یہ مسئلہ غیر مقلد حضرات کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے عام لوگوں میں عموماً اور ان کی برادری میں خصوصاً بہت غلط طریقے سے جڑ پکڑ رہا ہے چونکہ ان کے علاقے میں غیر مقلد حضرات کچھ زیادہ تعداد میں ہیں اور انہوں نے اپنے مسلک کے پھیلاؤ کے لیے اس مسئلہ کو ایک اہم ذریعہ بنایا ہوا ہے اس لیے ہر وہ شخص کہ جس سے طلاق جیسا فعل سرزد ہو جاتا ہے وہ بعض اوقات تو لاعلمی اور غیر مقلدین کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے اور بعض اوقات جان بوجھ کر صرف اور صرف دنیاوی مفاد کے پیش نظر کسی غیر مقلد دارالافتاء سے رجوع کرتا ہے اور کچھ رقم خرچ کر کے تین طلاقوں کو ایک طلاق لکھوا لیتا ہے اور اس کے بعد ساری زندگی حرام کاری میں گزارتا ہے۔

انہوں نے مزید فرمایا کہ ہماری تنظیم جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان چونکہ عوام الناس کی اصلاح اور خبر گیری کے لیے وقتاً فوقتاً عقائد و معاملات پر مختلف کتابیں شائع کر کے عوام الناس میں مفت تقسیم کرتی رہتی ہے اس لیے اس کے تحت " تین طلاقوں کے مسئلہ " پر کسی سنی عالم دین کی کوئی ایسی کتاب شائع ہونی چاہیے کہ جس میں قرآن و حدیث اور آثار صحابہ و سلف صالحین سے اس مسئلہ کی کماحقہ وضاحت ہو تا کہ عوام الناس کو نہ صرف یہ کہ غیر مقلدین کے دام فریب سے نجات دلائی جائے بلکہ ان کو اس حرام کاری سے بھی بچایا جائے۔

چنانچہ میں نے اس مسئلے پر لکھی گئی علمائے اہلسنّت و جماعت کی کتابوں کو دیکھنا شروع کیا کسی کتاب میں صرف قرآن و حدیث کے ذریعے اس مسئلے کی وضاحت کی گئی تھی تو کسی میں صرف آثار و افعال صحابہ کے ذریعے اپنے موضوع پر دلائل دیے گئے تھے جبکہ وقت کی ضرورت یہ تقاضہ کر رہی تھی کہ کوئی ایسی جامع اور مبسوط تحریر ہو جس میں قرآن و حدیث اور اقوال و افعال صحابہ و تابعین سے اس مسئلہ کی وضاحت ہونے کے ساتھ ساتھ دور حاضر تک کے جمہور علماء کا موقف بیان ہو اور مخالفین کے باطل مستدلات کا کافی شافی جواب بھی موجود ہو۔ نیز اس تحریر میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ ہر بات باحوالہ، مدلل اور اتنی آسان پیرائے میں ہو کہ ہر آدمی اس

سے کما حقہ استفادہ کر سکے۔

حسن اتفاق سے میری نگاہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب پر پڑی جو کہ ہماری تنظیم جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے تحت جاری شبینہ کلاسوں میں تدریس کے فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ ہمارے دارالافتاء کی مسند پر بھی متمکن ہیں موصوف کم سخن، سنجیدہ طبیعت اور انتہائی لگن، خلوص اور محنت سے اپنا کام کرنے والے ایک باعلم و باعمل شخص ہیں میں نے مفتی صاحب قبلہ سے اپنا یہ مسئلہ عرض کیا تو انہوں نے اپنی گوں ناگوں مصروفیات کے باوجود اس مسئلہ کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پر قلم اٹھانے کی حامی بھر لی۔ میں نے اس کتاب کو ترتیب دیتے وقت ہمارے دارالافتاء سے جاری کیے گئے مفتی صاحب قبلہ کے ہی چند فتاویٰ مثلاً طلاق کے معنی و اقسام، طلاق دینے والے کے اوصاف، نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم، عورت کا نکاح کے وقت اپنے لیے طلاق کا حق حاصل کرنا، زبردستی دلوائی گئی طلاق کا حکم، نابالغ، مجنون اور نیند کی حالت میں دی گئی طلاق کا حکم نیز حلالہ کے متعلق چند فتاویٰ شامل اشاعت کر دیے ہیں جس سے اس کتاب کی افادیت میں یک گونہ اضافہ ہو گیا ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ کہ آج ہمارے ہاتھوں میں تین طلاقوں کے مسئلہ پر ایک ایسی تحریر ہے جو کہ اپنے موضوع پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے اس کتاب کو دیکھنے کے بعد بے ساختہ دل سے جو دعا نکلتی ہے وہ یہی ہے کہ خدا کرے زور قلم اور زیادہ ہو۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ محمد فیض احمد صاحب اویسی مدظلہ العالی اور سرمایہ اہلسنّت شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد صاحب نعیمی مدظلہ العالی کی فتاویٰ پر تصدیقات نے اس کتاب کی اہمیت میں چار چاند لگا دیے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مفتی صاحب قبلہ کے علم میں عمر میں اور عمل میں خیر و برکت عطا فرمائے اور ان کو مزید دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور ان کی اس کتاب کو نافع ہر خاص و عام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقط

محمد عرفان قادری ضیائی

ناظم اعلیٰ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان

طلاق کے متعلق چند فتاویٰ

طلاق کے معنی واقسام

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ میں اپنی ازدواجی زندگی میں نہایت غیر اطمینانی محسوس کررہاہوں اور جدائی ناگزیر پاتا ہوں، نباہ کی ہر ممکن کوشش کر کے دیکھ لی مگر دوسری جانب سے کوئی خاطر خواہ تعاون نہیں۔ بچے کوئی نہیں لہٰذا دونوں باہم متفق ہیں کہ معاملہ ختم ہوجانا چاہیئے۔ محترم مفتی صاحب میں آپ کی راہنمائی کا طلبگار ہوں کہ برائے مہربانی مجھ پر بیان فرمائیں کہ طلاق کی حقیقت کیا ہے؟ نیز طلاق دینے کے کون کون سے طریقے ہیں؟ اوران میں سب سے بہتر کونسا ہے کہ گناہ کا عنصر نہ پایا جائے؟ برائے مہربانی ہماری راہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

باسمه سبحانه تعالى و تقدس

الجواب:

طلاق کے لغوی معنی:

لسان العرب میں ہے التطليق : التخلية و الإرسال وحلُّ العقد۔(لسان العرب، جلد(١٠)، حرف القاف مع الطاء، ص٢٢٩، مطبوعة: دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠ھ- ١٩٩٠ء)

یعنی ترک کردینا اور چھوڑ دینا اور گرہ کھولنا۔

کتاب الفقہ میں طلاق کے لغوی معنی حل القید (بیڑی یا بندش کھولنا) ہے۔ چاہے قید حسی ہو جیسے قیدالاسیر (قیدی کی بندش) اور قید الفرس (گھوڑے کی بندش)۔ یا معنوی ہو جیسے قید النکاح (كتاب الفقة على مذاهب الأربعة، جلد(٤)، كتاب الطلاق، تعريفه، ص٢٧٨، مطبوعة: داراحياء التراث العربی، بيروت، ١٩٦٩ء)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں، اور طلاق بمعنی تطلیق ہے جیسے سلام بمعنی تسلیم، کہاجاتا ہے: طلق يطلق تطليقا اور طلقت (بفتح اللام) تطلق طلاقا فهی طالق و طالقة ايضاً۔(عمدة القارى شرح صحيح البخارى، جلد(١٤)، كتاب(٦٨) الطلاق، ص٢٢٥، مطبوعة: دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ- ١٩٩٨ء)

یعنی اور طلاق کے لغوی معنی مطلقاً رفع قید (بندش اٹھانا) ہے جو اِطلَاقُ البَعِير سے ماخوذ ہے جو اونٹ کے پاؤں باندھنے کی رسی کو کھولنا ہے۔

هو لغة رفع القيد مطلقاً مأخوذ من إطلاق البعير وهو إرسال من عقاله۔ (عینی شرح کنز، جزء (۱)، کتاب الطلاق، ص ۱۳۸، مطبوعة: مکتبة نوریة رضویة، سکھر، طباعت اول ۱۴۰۳ھ۔ ۱۹۸۳ء) (عمدة القاری شرح صحیح البخاری، جلد(۱۴)، کتاب(۶۸) الطلاق، ص ۲۲۵، مطبوعة: دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۸ء)

یعنی وہ لغت میں مطلقاً قید اٹھانا ہے جو إطلاق البعير سے ماخوذ ہے اور وہ اونٹ کے پاؤں باندھنے کی رسی کو کھولنا ہے۔

طلاق کے اصطلاحی معنی:

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں وفي الشرع: رفع قيد النكاح ويقال: حلّ عقدة التزويج۔(عمدة القاری شرح صحیح البخاری، جلد(۱۴)، کتاب الطلاق، ص ۲۲۵، مطبوعة: دارالفکر بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۸ء)

یعنی شرعاً وہ نکاح کی قید کو اٹھا دینا ہے اور کہا گیا: شادی کی گرہ کھولنا ہے۔

علامہ ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ لکھتے ہیں: الفاظ مخصوصہ کے ساتھ فی الفور یا ازروئے مآل نکاح کی قید کو اٹھا دینا طلاق ہے۔ الفاظ مخصوصہ سے مراد وہ الفاظ جو صراحةً یا کنایۃً طلاق پر مشتمل ہوں، اس میں خلع بھی شامل ہے اور نامردی اور لعان کی وجہ سے قاضی کی تفریق بھی شامل ہے۔ طلاق بائنہ کی وجہ سے نکاح کی قید فی الفور اٹھ جاتی ہے اور طلاق رجعی کی وجہ سے نکاح کی قید ازروئے مآل اٹھ جاتی ہے۔(البحر الرائق، جلد(۳)، کتاب الطلاق، ص ۴۱۰، مطبوعة: دار الکتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷ء)

طلاق کن حالات میں دی جائے: طلاق صرف اور صرف ناگزیر حالات میں دی جائے کیونکہ اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ شوہر کو اگر بیوی ناپسند ہو پھر بھی اس کے ساتھ نباہ کی کوشش کرے چنانچہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ج فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (النساء:۱۹)

ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (کنزالایمان)

اور حدیث شریف میں ہے عن إبن عمر رضی الله عنهما ، عن النبی ﷺ قال:
أبغض الحلال إلى الله تعالىٰ الطلاق۔
یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: کہ حلال چیزوں میں اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے عن محارب، قال: قال رسول الله ﷺ: ما أحلّ الله شيأ أبغض إليه من الطلاق۔(سنن أبی داود، جلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۳)فی کراهية الطلاق، ص۴۳۸، حدیث :۲۱۷۷، ۲۱۷۸، مطبوعة: دار إبن حزم، بیروت، الطبعة الأولى١٤١٨هـ-١٩٩٧ء)
یعنی حضرت محارب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال فرمایا ہے، ان میں اللہ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ اسلامی ہدایات یہ ہیں کہ طلاق صرف اور صرف ان حالات میں دی جائے جب نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہے ورنہ شوہر پر لازم ہے اختلاف کی صورت میں حتی الامکان طلاق سے گریز کرے۔ طلاق اگر ناگزیر ہو جائے تو ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اسلام کے بتائے ہوئے طریقہ پر طلاق دے۔

طلاق کی اقسام: طلاق کی تین قسمیں ہیں احسن، حسن اور بدعی۔ طلاق دینے والے کو چاہیے کہ وہ طلاق کے احسن طریقہ کو اختیار کرے یا پھر حسن کو اور طلاق بدعی سے احتراز کرے اگرچہ طلاق بدعی واقع ہو جاتی ہے مگر گناہ ہے۔

۱۔ احسن طلاق: احسن طلاق کی صورت یہ ہے کہ جن ایام میں بیوی ماہواری سے پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مجامعت بھی نہ کی ہو تو ان ایام میں صرف ایک طلاق دے کر چھوڑ دے۔
امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے کہ:
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص طلاق دینے کا ارادہ کرے اسے چاہیے کہ ایک طلاق دے پھر چھوڑ دے کہ عورت تین حیض گذارے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی روایت کیا ہے آپ نے فرمایا اگر لوگ طلاق کی حد کو پہنچ جائیں تو کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق دے پھر تین ماہواریاں گذارنے تک چھوڑ

دے تو وہ اپنی طلاق پر نادم نہیں ہوتا۔

اور ان ہی سے مروی ہے کہ ''حضرت ابراہیم نخعی نے بیان کیا، صحابہ کرام اس کو مستحب جانتے تھے کہ بیوی کو ایک طلاق دی جائے پھر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ عدت گذر جائے۔(مصنف إبن أبي شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(٢) ما يستحب من طلاق السنة كيف هو؟، ص ٥، حديث(١-٤-٥)، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٣هـ- ١٩٩٤ء)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے بھی یہی نقل کیا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ایک طلاق دے کر عدت گذرنے تک چھوڑ دینے کو مستحب جانتے تھے اور مصنف ابن ابی شیبہ کی مذکورہ بالا روایت کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔(الدراية فی تخريج احاديث الهداية مع الهداية، جلد(١)، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، ص ٣٥٤، مطبوعه: مكتبه شركت علمية، ملتان)

طلاق احسن کے فوائد: جب کوئی شخص طلاق، احسن طریقہ پر دیتا ہے، تو تین ماہواریوں تک مرد کو اپنے فیصلہ پر بار بار غور کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

اگر طلاق کا مطالبہ عورت کی طرف سے ہو تو اسے بھی اپنے مطالبے پر غور کرنے کا وقت مل جاتا ہے اور عین ممکن ہے کہ عورت اپنا مطالبہ ترک کر دے۔

اگر طلاق کی نوبت عورت کے غلط طرز عمل کی وجہ سے آئی ہو تو عورت کو اپنے ازدواجی تعلقات برقرار رکھنے کے لئے اپنے طرز عمل کو تبدیل کرنے کا موقع ملتا ہے۔

عدت گذرنے تک مرد کو رجوع کا اختیار رہتا ہے۔

بالفرض مرد دورانِ عدت رجوع نہ بھی کرے پھر بھی عدت گذرنے کے ساتھ صرف نکاح ختم ہوتا ہے طلاق مغلّظہ واقع نہیں ہوتی کہ طلاق مغلظہ کے بعد سوائے حلالہ شرعیہ کے نکاح کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی۔

عدت کے بعد اگر حالات سازگار ہو جائیں تو دوبارہ نکاح کرنے کی گنجائش باقی رہتی ہے حلالہ کی ضرورت نہیں رہتی۔

۲۔ طلاقِ حسن: طلاق حسن کی صورت یہ ہے کہ جن ایام میں بیوی ماہواری سے پاک ہو اور ان ایام میں بیوی سے مقاربت بھی نہ کی ہو ان ایام میں پہلی طلاق دے۔ اس کے بعد جب ایک ماہواری گذر جائے تو بغیر مقاربت کئے پاکیزگی کے اس دور میں دوسری طلاق دے دے پھر

جب ایک ماہواری اور گذر جائے تو بغیر مقاربت کئے پاکیزگی کے اس دور میں تیسری طلاق دے دے، اسے طلاق سنت بھی کہتے ہیں۔

چنانچہ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں عن عبد اللہ قال طلاق السنۃ أن یطلقھا فی کل طھر تطلیقۃ۔(سنن الکبری، جلد(۷)، کتاب الخلع والطلق، باب(۱۳) الإختیار للزوج أن لایطلق إلا واحدۃ، ص۵۴۳، حدیث(۱۴۹۴۷)، مطبوعۃ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولیٰ ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹ء)

یعنی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طلاق سنت یہ ہے کہ مرد عورت کو ہر طہر (پاکیزگی کے زمانہ) میں ایک طلاق دے۔

اور علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے حدیث شریف ذکر کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا سنت یہ ہے کہ جب ماہواری سے پاکیزگی کا دور آئے تو ہر ماہواری کے بعد پاکیزگی کے دور میں ایک طلاق دے۔(الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ مع الھدایۃ، جلد(۱)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنۃ، ص۳۵۵، مطبوعہ: مکتبہ شرکت علمیۃ، ملتان)

اور طلاق اس طہر میں ہو جس میں مقاربت نہ کی ہو چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ لکھتے ہیں وطلاق السنۃ أن یطلقھا طاھراً من غیر جماع۔

یعنی اور طلاق سنت یہ ہے کہ طلاق طہر میں بغیر جماع کے دی جائے۔

اور امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا إن شاء طلق قبل أن یمسّ (صحیح البخاری، جلد(۳)، کتاب(۶۸) الطلاق، باب(۱) قول اللہ الخ، ص۴۱۰، حدیث: ۵۲۵۱، مطبوعہ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولیٰ ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء)

یعنی اگر وہ طلاق دینا چاہے تو مقاربت سے قبل طلاق دے۔

اسی طرح امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے فرمایا جب اس کی بیوی ماہواری سے پاک ہو جائے تو اسے طلاق دے سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس پاکیزگی کی مدت میں اس سے مقاربت نہ کی ہو۔(صحیح مسلم، جلد(۵)، جزء(۱۰)، کتاب(۱۸) الطلاق، ص۵۴، حدیث: ۲(۱۴۷۱)، مطبوعۃ: دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

طلاق حسن کے فوائد: اگر کوئی شخص حسن طریقہ پر طلاق دیتا ہے تو اسے تیسری طلاق دیے

تک اپنے فیصلہ پر غور وفکر کا موقع میسر آتا ہے۔

اگر خامی مرد کی طرف سے ہوگی تو اتنے عرصے میں دوسری یا تیسری طلاق سے پہلے اسے اپنی غلطی کا احساس ہو جائیگا اور وہ ازدواجی تعلقات منقطع کرنے سے باز رہے گا۔ مطالبہ اگر عورت کی طرف سے ہو تو اسے اپنا مطالبہ ترک کرنے کے لئے سوچ و بچار اور اپنے رشتہ داروں سے مشورے کا موقع ملتا ہے۔

طلاق کی وجہ اگر عورت کا غلط طرزِ عمل ہو تو اسے اتنے عرصے میں اپنے طرزِ عمل کو درست کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ عورت اگر ازدواجی تعلقات کو بچانا چاہتی ہو تو ہر صورت میں وہ پہلی یا دوسری طلاق کے بعد اپنے طرزِ عمل کو درست کرلے گی یا اس کے ماں باپ بہن بھائی اس پر دباؤ ڈال کر تبدیلی پر آمادہ کرلیں گے۔

مرد جب پہلی طلاق دے گا اور ماہواری کے وقفے کے بعد دوسری طلاق دے گا تو عورت کو یقین ہو جائے گا کہ میرے شوہر نے پہلی طلاق کے بعد اگر دوسری طلاق بھی دے دی تو وہ تیسری طلاق دینے سے بھی باز نہیں آئے گا اگر وہ اپنے گھر کو آباد رکھنا چاہتی ہوگی تو اپنی روش بدل لے گی۔

۳۔ طلاق بدعی: اس کی چند صورتیں ہیں:

پہلی صورت: ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دینا: ایک مجلس میں تین طلاقیں دفعۃً دینا خواہ ایک ساتھ ہوں جیسے تم کو تین طلاقیں دیں یا کلمات متعددہ کے ساتھ ہوں جیسے تم کو طلاق دی تم کو طلاق دی تم کو طلاق دی۔

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں حضرت محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ ﷺ غضب ناک حالت میں کھڑے ہوئے اور فرمایا میرے سامنے اللہ کی کتاب کو کھیل بنایا جا رہا ہے؟ حتی کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! میں اسے قتل نہ کردوں۔ (سنن نسائی، جلد(٣)، كتاب(٢٧) الطلاق، باب(٦) الثلاث المجموعة الخ، ص١٤٢-١٤٣، حديث: ٣٣٩٨، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ- ١٩٩٥ء)

اور امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس کی خدمت میں ایک ایسا شخص آیا جس نے غصہ میں اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا ہے''، اور بے شک تُو اللہ سے نہیں ڈرا تو میں تیرے لئے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی۔(سنن أبی داود، جلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) بقية نسخ المراجعة الخ، ص۴۴۹، حديث:۲۱۹۷، مطبوعة: دار إبن حزم، بیروت، الطبعة الأولى۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء) (سنن دارقطنی، جلد(۲)، جزء(۴)، كتاب الطلاق، حديث: ۳۸۸۲، ۳۹۸۹، ص۱۰-۱۱-۳۲، مطبوعة دارالكتب العلمية بیروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۱۷ھ- ۱۹۹۶ء)(سنن الكبرى، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۳) الإختيار للزوج أن لايطلق إلاواحدة، ص۵۴۲، حديث:۱۴۹۴۴، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۰ھ- ۱۹۹۹ء)

اور امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے روایت کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تم نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے تجھے طلاق دینے کا جس طریقہ سے حکم دیا تو نے اس کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی۔(صحیح مسلم، جلد(۵)،جزء(۱۰)، كتاب(۱۸)الطلاق، باب(۱) تحريم طلاق الحائض الخ، ص ۵۵،حديث: ۴-(۱۴۷۱)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بیروت،الطبعة الأولي ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

لہٰذا بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہے اگرچہ واقع ہو جاتی ہیں۔

دوسری صورت: عورت کے ماہواری یا خون ولادت کے ایام میں طلاق دینا:

ماہواری کے ایام میں طلاق دینا ممنوع ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ (الطلاق:۱)

ترجمہ: اے نبی جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر انہیں طلاق دو (کنزالایمان)

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انہوں نے عہد رسالت ﷺ میں اپنی بیوی کو ماہواری کی حالت میں ایک طلاق دی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اس طلاق سے رجوع کریں پھر ماہواری ختم ہونے تک

بیوی کو رکھیں پھر جب وہ ماہواری سے پاک ہو جائے تو ایک حیض گذرنے تک اسے مہلت دیں اور جب وہ اس دوسری ماہواری سے پاک ہو جائے اور وہ اس کو طلاق دینا چاہیں تو ماہواری سے پاکیزگی کے اس دور میں طلاق دیں بشرطیکہ پاکیزگی کے اس دور میں بیوی سے مجامعت نہ کی ہو اور یہ وہ وقت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینا کا حکم دیا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے عبید اللہ کہتے ہیں میں نے نافع سے پوچھا جو طلاق دی گئی تھی اس کا کیا ہوا؟ تو انہوں نے فرمایا اس طلاق کو شمار کیا گیا۔(صحیح مسلم، جلد(٥)، جزء(١٠)، کتاب(١٨) الطلاق، باب(١) یحریم طلاق الحائض، ص ٥٤، حدیث: ٢ (١٤٧١)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ- ٢٠٠٠ء)

تیسری صورت: پاکیزگی کے جن ایام میں مجامعت کی ہو ان ایام میں طلاق دینا:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ نے روایت کیا کہ حضور ﷺ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا اگر تو طلاق دینا چاہے تو مقاربت سے قبل طلاق دے۔(صحیح البخاری، جلد (٣)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(١) قول اللہ عزوجل الخ، ص ٤١٠، حدیث:٥٢٥١، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ- ١٩٩٩ء)

لہٰذا پاکیزگی کے جس دور میں مجامعت کی ہو اس میں طلاق دینا بدعت ہے۔

طلاق بدعی کے نقصانات: تیسری طلاق آخری حد ہے۔ اس کے بعد رجوع کی گنجائش نہیں رہتی اس لئے تیسری طلاق دینے سے قبل غور و فکر کرنے کا موقع احسن اور حسن طریقہ پر طلاق دینے کی صورت میں میسر آتا ہے۔ بیک کلمہ یا بیک وقت یا بیک مجلس یا بیک طہر تینوں طلاقیں دینے میں یہ موقع نہیں ملتا پھر سوائے ندامت، پشیمانی و پریشانی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ اسی لئے بکثرت احادیث و آثار میں اس طرح تین طلاقیں دینے کو معصیت اور گناہ فرمایا گیا ہے اور اس طرح طلاق دے کر بندہ معصیت کا مرتکب ہوتا ہے۔

طلاقِ بدعی گناہ ہے:

اور طلاقِ بدعی دینا گناہ ہے اور دینے والا گنہگار ہوتا ہے چاہے تینوں صورتوں میں سے کسی صورت پر بھی دے۔ لہٰذا اگر طلاق دینا ناگزیر ہو تو احسن یا حسن طریقہ پر دی جائے یہی دو

طریقے جواز کے ہیں اور تیسرا طریقہ (طلاق بدعی) عدم جواز کا ہے اگرچہ اس طریقہ پر دی گئی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

طلاق دینے والے کے اوصاف

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ طلاق دینے والے میں کن اوصاف کا پایا جانا ضروری ہے کہ اس کی طلاق واقع ہو سکے؟ بینوا وتوجروا عند اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ وتقدس

الجواب: طلاق دینے والے کا عاقل وبالغ ہونا ضروری ہے چنانچہ شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں و یقع طلاق کل زوج إذا کان عاقلا بالغا (الهدایه، جلد (۱-۲)، الجزء (۱)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ۲۵۰، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ- ۱۹۹۰ء)

یعنی ہر شوہر کی طلاق واقع ہو جاتی ہے جبکہ وہ عاقل بالغ ہو۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں عن أبی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ: کل طلاق جائز إلّا طلاق المعتوه المغلوب علىٰ عقله (جامع ترمذی، جلد(۲)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب (۱۵) ماجاء فی طلاق المعتوه، ص۲۴۴، حدیث: ۱۱۹۱، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ- ۲۰۰۰ء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر طلاق واقع ہے سوائے بوہرے کی طلاق کے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں قال علی: و کل طلاق جائز إلّا طلاق المعتوه (صحیح البخاری، جلد(۳)، کتاب(۶۸) الطلاق باب(۱۱) الطلاق فی الاغلاق الخ، ص۴۱۶، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر طلاق واقع ہے سوائے معتوہ (یعنی بوہرے) کی طلاق کے۔

شیخ الاسلام ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا : كل طلاق جائز إلا طلاق الصبی والمجنون (الهدايه، جلد (۱-۲)، الجزء (۱)، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ۲۵۰، مطبوعة دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۰ھ، ۱۹۹۰ء)

یعنی ہر طلاق واقع ہے سوائے بچے اور مجنون کی طلاق کے۔

اور امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص مرفوع القلم ہیں ایک سویا ہوا شخص جب تک نہ جاگے مرفوع القلم ہے دوسرا بچہ جب تک بالغ نہ ہو مرفوع القلم ہے اور مجنون جب تک اسے جنون سے افاقہ نہ ہو وہ مرفوع القلم ہے (سنن إبن ماجه، جلد(۲)، كتاب(۱۰) الطلاق، با ب(۱۵) طلاق المعتوه والصغيز و النائم، ص ٥١٦، حديث:٢٠٤١، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ھ- ۱۹۹۸ء)

لہٰذا معلوم ہوا کہ وقوع طلاق کے لئے دو وصفوں عقل اور بلوغ کا اکٹھا پایا جانا ضروری ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

نشہ والے کی طلاق کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نشہ والے کی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ واقع نہیں ہوتی کیونکہ حالت نشہ میں جب نماز نہیں ہوتی تو طلاق کیسے ہوگی؟ اور بعض لوگ حضرت ماعز بن مالک کے واقعہ سے دلیل لیتے ہیں کہ نشہ والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ بینوا و توجروا عند اللہ

باسمہ سبحانہ تعالیٰ وتقدس

الجواب: نشہ والے نے طلاق دی تو واقع ہو جائے گی کہ یہ عاقل کے حکم میں ہے اور نشہ خواہ

شراب پینے سے ہو یا بھنگ وغیرہ کسی اور چیز سے، افیون کی پینگ میں طلاق دے دی تو بھی واقع ہو جائے گی۔

(بہار شریعت، حصہ (۸)، طلاق کا بیان، احکام فقہیہ، ص۸، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

حدیث شریف میں ہے ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ، هَزْلُهُنَّ جِدٌّ، اَلنِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ، وَالرَّجْعَةُ۔ (جامع ترمذی، جلد(۲)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب(۹) ماجاء فی الجد والهزل، ص۲٤۰، حدیث:۱۱۸٤، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۰ھ- ۲۰۰۰ء)(سنن أبی داود، جلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۹) فی الطلاق علی الهزل، ص٤٤۷، حدیث:۲۱۹٤، مطبوعة: دارإبن حزم، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۸ھ- ۱۹۹۷ء)(سنن إبن ماجه، جلد(۲)، کتاب(۱۰) الطلاق، باب(۱۳) من طلق أو نکح أو راجع لاعبا، ص۵۱۵، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۹ھ- ۱۹۹۸ء)سنن دار قطنی، جلد(۲)، جزء (٤)، کتاب الطلاق، ص۱۳، حدیث(۳۸۹۵)، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۷ھ- ۱۹۹٦ء)

یعنی تین چیزیں ہیں جن کا سچ تو سچ ہے جھوٹ بھی سچ ہے، نکاح، طلاق اور رجوع کرنا۔

اور حدیث شریف میں ہے کل طلاق جائز إلّا طلاق المعتوه المغلوب علیٰ عقله۔ (جامع ترمذی، جلد(۲)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۵) ماجاء فی طلاق المعتوه، ص۲٤٤، حدیث:۱۱۹۱، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۰ھ- ۲۰۰۰ء)

یعنی ہر (شوہر کی) طلاق واقع ہے سوائے اس بوہرے کی طلاق کے جس کی عقل پر بوہرہ پن غالب ہو۔

اور حدیث شریف میں ہے کل طلاق جائز إلّا طلاق الصبی والمجنون۔

(الهدایة، جلد(۱-۲)، الجزء(۱)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص۲۵۰-، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۰ھ- ۱۹۹۰ء)

یعنی ہر طلاق جائز ہے سوائے بچے اور مجنون کی طلاق کے۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ نشہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

صحابہ و تابعین کے نزدیک سکران کی طلاق کا حکم:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے کہ:۔

☆ مجاہد نے کہا سکران (نشہ میں مست) کی طلاق واقع ہوتی ہے۔

☆ حسن اور محمد نے کہا نشہ والے کی طلاق واقع ہوتی ہے اور اس کی پیٹھ پر مارا جائے۔

☆ حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں سکران (نشہ والے) کی طلاق واقع ہوتی ہے۔

☆ حضرت عمر بن عبدالعزیز سکران (نشہ والے) کی طلاق کو جائز قرار دیتے اور اسے کوڑے مارتے۔

☆ ابراہیم نخعی نے فرمایا نشہ والے کی طلاق جائز ہے۔

☆ میمون بن مہران نے فرمایا اس کی طلاق جائز ہے۔

☆ حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا اس کی طلاق واقع ہے۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نشہ والے کی طلاق کو جائز قرار دیا۔

☆ امام زہری نے فرمایا نشہ والا جب طلاق دے یا غلام آزاد کرے تو طلاق ہو جائے گی اور غلام آزاد ہو جائے گا اور اس پر حد قائم کی جائے گی۔

☆ شعبی نے فرمایا سکران کی طلاق جائز ہے اور اس کی پیٹھ پر حد لگے گی۔

☆ حَکَم نے کہا جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کے نشہ میں طلاق دے تو اس کی طلاق کچھ نہیں اور جو شیطانی نشہ میں طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

☆ قاضی شریح فرماتے ہیں سکران (نشہ والے) کی طلاق واقع ہوتی ہے۔

(مصنف إبن أبي شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(٣٤) من أجاز طلاق السكران، ص٣٠-٣١، حديث:١-٣-٤-٥-٦-٨-٩-١٠-١٣-١٤-١٥-١٦)، مطبوعة: دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٨ء)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں مجاہد اس طرف گئے کہ سکران (نشے والے) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اسی طرح محمد، حسن، سعید ابن المُسَیَّب، ابراہیم بن یزید نخعی، میمون بن مہران، حمید بن عبدالرحمٰن، سلیمان بن یسار، شعبی، سالم بن عبداللہ، اوزاعی اور ثوری نے بھی یہی کہا کہ سکران (نشہ والے) کی طلاق واقع ہوتی ہے اور یہی امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔(عمدة القاري، جلد(١٤)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(١١) الطلاق فى الاغلاق الخ، ص٢٥٩، مطبوعة: دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٨ء)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں امام مالک نے بیان کیا کہ حضرت سعید ابن المُسَیَّب اور سلیمان بن یسار سے سکران (نشہ والے) کی طلاق کے بارے میں سوال کیا گیا تو دونوں نے فرمایا سکران (نشہ والا) جب طلاق دے تو اس کی طلاق واقع ہو

جائے گی۔ اگر وہ قتل کردے تو اسے قصاص میں قتل کیا جائے گا اور امام مالک نے فرمایا ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

اسی طرح امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ فرماتے ہیں کہ ہم نے ابراہیم سے روایت کیا تو انہوں نے فرمایا: سکران (نشہ والے) کی طلاق و عتاق (غلام آزاد کرنا) دونوں واقع ہوتے ہیں۔

اور فرمایا امام حسن بصری سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: سکران (نشے والے) کی طلاق و عتاق (آزادی) دونوں واقع ہوتے ہیں۔ (سنن الكبرىٰ، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(٣٤) من قال يجوز طلاق السكران الخ، ص٥٨٩، حديث:١٥١١٢، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ- ١٩٩٩ء)

پہلا باطل استدلال اور اس کا ابطال:

اور قرآن کی اس آیہ کریمہ ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَأَنْتُمْ سُكَارٰى﴾ سے بھی استدلال باطل ہے کیونکہ خطاب کا حالتِ سکر (نشہ) میں ہونا ظاہر ہے اور اللہ تعالیٰ کا حالتِ سکر (نشہ) میں امر اور نہی سے خطاب فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ باری تعالیٰ نے اسے قائم العقل کے مثل اعتبار کیا ہے ورنہ عدیم العقل کو خطاب نہیں کیا جاتا۔ لہٰذا ہم بھی سکران (نشے والے) کو حالتِ سکر (نشہ) میں قائم العقل اعتبار کر کے وقوع طلاق کا حکم لگاتے ہیں۔

دوسرا باطل استدلال اور اس کا ابطال:

حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے استدلال قابل قبول نہیں کیونکہ نبی ﷺ نے تو حد زنا کو ساقط کرنے کے لئے فرمایا تھا کہ شاید تو نے شراب پی ہے اور نشے میں زنا کا اقرار کر رہا ہے کیونکہ حد، شبہ سے ساقط ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امام ابوبکر بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں

فبين فى هذا أنه قصد إسقاط إقراره بالسكر كما قصد إسقاط إقراره بالجنون، فدل أن لا حكم لقوله: ومن قال بالأول اجاب عنه بأن ذلك كان فى حدود الله تعالى التى تدرأ بالشبهات والله أعلم۔ (سنن الكبرىٰ، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(٣٥) من قال لايجوز طلاق السكران، ص٥٩٠، حديث:١٥١١٣، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ- ١٩٩٩ء)

یعنی اس حدیث میں تو یہ بیان ہے کہ نبی ﷺ نے سکر (نشہ) سے ان کے اقرار کو ساقط کرنے کا قصد فرمایا جیسا کہ جنون سے اسے ساقط کرنے کا قصد فرمایا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے قول پر حکم نہیں لگے گا اور جس نے پہلی بات کہی (یعنی حضرت ماعز کی حدیث سے ثابت ہوا کہ نشہ والے کی طلاق نہیں ہوتی) تو اسے جواب دیا جائے گا کہ وہ (نشہ والے کے قول کا اعتبار نہ کرنا) حدود اللہ میں تھا جو کہ شبہات سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

لہٰذا نشہ والے کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

زبردستی دلوائی گئی طلاق کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زبردستی دلوائی گئی طلاق واقع ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر واقع ہو جاتی ہے تو مخالفین کے ان دلائل کا کیا جواب ہو گا کہ حالت اکراہ (جبر) میں مکرہ (مجبور) سے اختیار سلب ہو جاتا ہے اس لئے اس کا طلاق دینا اپنے اختیار ورضا سے نہیں ہوتا تو وہ طلاق بھی معتبر نہیں ہوتی دوسرا نبی ﷺ کا ارشاد ہے میری امت سے خطاء اور بھول چوک اور اس چیز کو اٹھا لیا گیا ہے جو ان سے زبردستی کرائی جائے۔ اسی طرح حدیث ہے لاطلاق ولاعتاق فی غلاق (طلاق اور عتاق حالت اکراہ میں واقع نہیں ہوتے) کا کیا مفہوم ہے......؟ بینوا بالبرھان و توجروا عند الرحمن

باسمہ سبحانہ وتعالی وتقدس

الجواب: مکرہ (یعنی جس سے زبردستی طلاق دلوائی گئی ہو) کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

چنانچہ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، امام ابو داود سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ اور امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں عن أبی هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "ثلاثٌ

جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: اَلنِّكَاحُ، وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ" (جامع ترمذی، جلد(۲)، کتاب(۱۱) الطلاق واللعان، باب(۹) ماجاء فی الجد والهزل فی الطلاق، ص۲٤۰،حدیث:۱۱۸٤، مطبوعة: دارالکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۰ء) (سنن أبی داود، جلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۹) فی الطلاق علی الهزل، ص٤٤۷، حدیث:۲۱۹٤، مطبوعة: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۸ھ۔ ۲۰۰۰ء)(سنن ابن ماجه، جلد(۲)، کتاب(۱۰) الطلاق، باب(۱۳) من طلق أو نكح أو راجع لاعبا، ص۵۰۵، حدیث:۲۰۳۹، مطبوعة:دارالکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۹ھ۔ ۱۹۹۸ء)(سنن دار قطنی، جلد(۲)، جزء (٤)، کتاب الطلاق، ص۱۳، حدیث:۳۸۹۵، مطبوعة: دارالکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھ، ۱۹۹٦ء)

یعنی حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ہیں جن کا سچ تو سچ ہے جھوٹ بھی سچ ہے۔ نکاح، طلاق اور رجعت۔

جبرأطلاق دلوانے کا واقعہ اور نبی ﷺ کا فیصلہ:

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے عقیلی سے، امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ نے امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ سے روایت نقل کی ہے کہ صفوان بن عمران بیان کرتے ہیں کہ أن رجلا كان نائما، فقامت إمراته، فأخذت سكينا، فجلست على صدره، فقالت لتطلقني ثلاثا أو لأذبحنك فطلقها، ثم اتى النبى صلّى الله عليه وسلم فذكر له ذلك، فقال: لاقيلولة فى الطلاق۔(الدراية فی تخريج احاديث الهداية بر هاشيه هدايه اولين، جلد(۲)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص۳۵۸، مطبوعة: مكتبة شركت علمية، ملتان)(فتح القدير، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة،فصل، ص۳٤٤، مطبوعة: داراحياء التراث العربى، بيروت)

یعنی ایک شخص سو رہا تھا تو اس کی بیوی اٹھی اور ہاتھ میں چھری لے کر اس کے سینے پر بیٹھ گئی، کہنے لگی مجھے تین طلاقیں دے ورنہ میں تجھے ذبح کردوں گی تو اس شخص نے تین طلاقیں دے دیں، پھر اس نے نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا طلاق میں قیلولہ نہیں ہے۔

جبرأطلاق دلوانے کا واقعہ اور حضرت عمر ؓ کا فیصلہ:

امام ابوبکر احمد ابن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے جبراً اپنے شوہر سے طلاق مانگی تو اس نے تین طلاقیں دے دیں فرفع ذلك إلى عمر ؓ: فأبا نها منه۔(سنن الكبرىٰ، جلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۳۱) ماجاء فی طلاق المكره، ص۵۸٦، حدیث:۱۵۱۰۰، مطبوعة: دارالکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹ء)

تو یہ معاملہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اس شخص کی بیوی اس سے جدا کردی۔

امام ابن ہمام متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں وروی أیضاً عن عمر ﷺ أنه قال أربع مبهمات مقفلات لیس فیهن ردّ، النكاح والطلاق والعتاق والصدقة۔(فتح القدیر، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص۳٤٤، مطبوعة: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی اور حضرت عمر ﷺ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ نے فرمایا چار مبہمات مقفلات ہیں جن میں ردّ نہیں ہوتا، وہ چار یہ ہیں نکاح، طلاق، عتاق (غلام آزاد کرنا) اور صدقہ۔

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے اسی واقعہ میں عمرو بن شراحیل سے روایت کیا کہ فرفع ذلك إلى عمر فأمضىٰ طلاقها وعن إبن عمر نحوه، و كذا عن عمر بن عبد العزيز۔(عمدة القاری، جلد(١٤)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(١١) الطلاق فی الاغلاق والکره الخ، ص٢٥٩، مطبوعة: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولى ١٤١٤ھ- ١٩٩٤ء)

یعنی یہ معاملہ حضرت عمر ﷺ کی عدالت میں پیش ہوا تو آپ نے انہیں نافذ فرمادیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل مروی ہے اسی طرح عمر بن عبدالعزیز سے۔

حضرت ابن عمر کے نزدیک جبراً طلاق کا حکم:

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مُکرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز سمجھتے تھے۔(الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة بر حاشیه هدایه اولین، جلد(٢)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص٣٥٨، مطبوعة: مکتبة شرکت علمیة، ملتان)

تابعین کرام کے نزدیک جبراً طلاق کا حکم:

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ ھشیم بن یسار نے امام شعبی تابعی سے کہا لوگ کہتے ہیں کہ آپ مُکرَہ (مجبور) کی طلاق کو کچھ نہیں سمجھتے، آپ نے فرمایا وہ مجھ پر جھوٹ بولتے ہیں، اور ابراہیم نخعی تابعی نے فرمایا مُکرَہ (مجبور) کی طلاق واقع ہوتی ہے، اور جلیل القدر تابعی حضرت سعید بن المُسیَّب مُکرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز قرار دیتے تھے، قاضی شریح تابعی نے مُکرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز قرار دیا ہے اور ابو قلابہ تابعی نے مُکرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز قرار

دیا ہے۔(مصنف إبن أبی شیبه، جلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(٤٨) من یری طلاق المکرة جائزا، ص ٣٩، حدیث:١-٢-٤-٥-٦، مطبوعة: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ تابعین میں امام شعبی، ابو قلابہ بھی مُکرَہ (مجبور) کی طلاق کو جائز سمجھتے تھے۔(الدرایة فی تخریج احادیث الهدایة بر حاشیه هدایه اولین، جلد(٢)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص٣٥٨، مطبوعة: مکتبة شرکت علمیة، ملتان)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں: ابن حزم نے کہا امام زہری، قتادہ، اور سعید بن جبیر کے نزدیک مُکرَہ (مجبور) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور یہی امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے۔(عمدة القاری، جلد(١٤)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(١١) الطلاق فی الاغلاق الکره، ص ٢٥٩، مطبوعة: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٨هـ-١٩٩٨ء)

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں مُکرَہ (مجبور) کی طلاق واقع ہو جاتی ہے اور امام شعبی، نخعی اور ثوری نے بھی یہی کہا۔(فتح القدیر، جلد(٣)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ٣٤٤، مطبوعة: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

ایک باطل استدلال اور اس کا ابطال:

حالتِ اِکراہ (جبر) میں دی گئی طلاق کے عدم وقوع کے قائل کہتے ہیں کہ اِکراہ (جبر) اس اختیار کے ساتھ اکٹھا نہیں ہوتا جو تصرف شرعی میں معتبر ہوتا ہے۔ بخلاف ہازل کے کیونکہ وہ طلاق بولنے میں مختار ہوتا ہے اور اس کے حکم پر راضی نہیں ہوتا، اس کے جواب میں امام ابن ہمام فرماتے ہیں ہم کہتے ہیں اسی طرح مُکرَہ (مجبور) طلاق بولنے میں کامل اختیار فی السبب کے ساتھ مختار ہے مگر وہ حکم پر راضی نہیں ہوتا کیونکہ اس نے دو برائیوں کو پہچانا ہے (یعنی ایک جان کا ضرر اور دوسری برائی بیوی کی جدائی) ان دونوں میں سے آسان کو اس نے اختیار کیا (یعنی جان بچائی اور بیوی چھوڑ دی) الخ (فتح القدیر، جلد(٣)، کاتب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ٣٤، مطبوعة : دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں وهذا اية القصد والإختيار إلا أنه غیر راض بحکمه وذلك غير مخل كالهزل (الهداية ، جلد(٢)، الجزء(١)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ٢٥٠، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠هـ، ١٩٩٠ء)

یعنی یہ مکرہ (مجبور) کے قصد اور اختیار کی دلیل ہے (یعنی اس نے قصداً اپنے اختیار کے ساتھ طلاق دی) مگر (فرق اتنا ہے کہ) وہ اس کے حکم (یعنی بیوی کی جدائی) پر راضی نہیں اور راضی نہ ہونا کچھ واقع ہونے کو مخل نہیں جیسے ہزل[1] کرنے والا۔

تو معلوم ہوا اِکراہ (جبر) میں مُکرَہ (مکروہ) کا اختیار سلب نہیں ہوتا (یعنی نہیں چھنتا) کیونکہ وہ دو برائیوں میں سے زیادہ آسان کو اختیار کرتا ہے یہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا اختیار سلب نہیں ہوا۔

طائع اور مکرہ میں فرق: طائع اور مکرہ میں فرق صرف یہ ہے کہ طائع (راضی) طلاق کا قصد کرتا ہے تو اس کا مقصود اور ہوتا ہے اور باعث اور، یعنی اس کا مقصود جدائی ہوتا ہے اور باعث وہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس اقدام تک پہنچتا ہے اور مُکرَہ (مجبور) جو طلاق کا قصد کرتا ہے۔ اس کا مقصود جان بچانا ہوتا ہے اور باعث اِکراہ (جبر) ہوتا ہے۔ بہر حال قصدِ طلاق دونوں سے پایا جاتا ہے دونوں قصداً طلاق دیتے ہیں اسی لئے دونوں کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

- اور طلاق طوعاً و کرھاً (یعنی برضا اور بلا رضا) برابر ہے جیسے یمین طوعاً و کرھاً برابر ہوتی ہے اور جبر اُطلاق کے حکم کی نفی میں اثر نہیں کرتا جیسے یمین کے حکم کی نفی میں اثر نہیں کرتا۔

طلاق بخوشی دی جائے یا بخوشی نہ دی جائے، برضاء دی جائے یا بغیر رضاء کے دی جائے، واقع ہو جائے گی۔ ہازل بھی تو وقوع طلاق پر راضی نہیں ہوتا پھر بھی اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ وقوع طلاق میں رضا کا اعتبار نہیں ہوتا۔

مخالفین کی پیش کردہ احادیث کا جواب: (ا) مخالفین کی پیش کردہ پہلی حدیث کے جواب میں امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے لئے عموم نہیں تو ایسا حکم جو احکام دنیوی اور احکام اُخروی دونوں کو شامل ہو مراد لینا جائز نہیں یا تو حکم دنیوی مراد ہوگا یا حکم اُخروی تو بالاجماع حکم اُخروی مراد ہے اور وہ (اُخری حکم) مواخذہ ہے۔ (فتح القدیر، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق

---

[1] ہزل عوارض مکتَسَبہ (کمائے ہوئے) میں سے ہیں ہَزَلٌ، جِدٌّ کی ضد ہے اس کے لغوی معنی لعب و عبث کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں ہزل اسے کہتے ہیں کہ لفظ سے نہ اس کے معنی موضوع لہ مراد ہوں اور نہ معنی غیر موضوع لہ، بلکہ اس سے مذاق اور تمسخر مقصود ہو چنانچہ صاحب حسامی لکھتے ہیں ہزل کی تفسیر لعب (کھیل) ہے اور وہ یہ ہے کہ شے سے اس کا غیر موضوع لہ مراد لیا جائے اسی کے تحت صاحب النامی نے لکھا کہ زیادہ واضح بات یہ ہے کہ ہزل اسے کہتے ہیں کہ لفظ سے نہ اس کے حقیقی مراد ہو اور نہ مجازی (حسامی مع النامی، جلد (۲)، باب القیاس، فصل فی العوارض المکتسبہ بحث الھزل، ص ۱۲۵، مطبوعہ: کتب خانہ مجیدیہ ملتان) (مرتب)

السنة، فصل، ص ٣٤٤، مطبوعة: دار احياء التراث العربی، بيروت)

تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ میری امت سے جو کام خطاءً یا بھول سے ہوجائے یا ان سے زبردستی کرایا جائے تو آخرت میں ان سے اس پر مواخذہ نہیں ہوگا۔ اگر ہم اس سے حکم دنیوی مراد لیں تو مراد یہ ہوگی کہ اگر کوئی خطاءً یا بھولے سے طلاق دے دے تو واقع نہیں ہوگی یا اگر کوئی خطاءً یا بھولے سے کسی کو قتل کردے تو اس پر مواخذہ نہ ہوگا یا اگر کوئی خطاءً یا بھولے سے شراب پی لے تو اس پر حد نہیں لگے گی حالانکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کوئی حالت اِکْراہ (جبر) میں اپنی منکوحہ کی ماں سے وطی (جماع) کرلے تو واطی (جماع کرنے والے) پر منکوحہ اور اس کی ماں دونوں حرام ہوجاتی ہیں جب ان صورتوں میں اکراہ (جبر) ترتّبِ احکام کو مانع نہیں تو وقوع طلاق کو بھی مانع نہیں۔

لہٰذا اس حدیث شریف سے مراد حکم اُخروی ہی متعین ہوگا اور وہ مواخذہ ہے۔

(۲) مخالفین کی پیش کردہ دوسری حدیث لاطلاق فی أغلاق یعنی اَغلاق میں طلاق واقع نہیں ہوتی اور اَغلاق کا معنی اِکراہ (جبر) کیا ہے جو کہ درست نہیں۔ کیونکہ اس حدیث شریف میں امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ٢٧٥ھ نے اَغلاق کی تفسیر غضب کے ساتھ کی ہے۔ اور حدیث جس باب کے تحت ذکر کی اس کا نام رکھا ہے "باب فی الطلاق علی غیظ" (یعنی حالت غضب میں طلاق دینے کے بیان میں باب) (سنن أبی داود، جلد(١)، کتاب الطلاق، باب فی طلاق علی غیظ، ص٢٩٨، مطبوعة : ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ نے اَغلاق اور اِکراہ کو الگ الگ ذکر کیا ہے۔ (صحیح البخاری، جلد(٣)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(١١) الطلاق فی الاغلاق والکره والسکران، والمجنون الخ، ص٤١٦، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠ھ- ١٩٩٩ء)

یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ اغلاق کا معنی اکراہ (جبر) نہیں ہے۔

اور علامہ بدر الدین عینی متوفی ٨٥٥ھ لکھتے ہیں کہ معنی اسی وقت درست ہوسکتے ہیں جب ہم اغلاق کی تفسیر غضب سے کریں جیسا کہ امام ابوداؤد نے کی ہے اور غضب میں طلاق کا حکم یہ ہے کہ اس حالت (یعنی غصہ کی حالت) میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (عمدة القاری، جلد(١٤)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(١١) فی الطلاق فی الاغلاق الخ، ص٢٥٩، مطبوعة: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٨ھ- ١٩٩٨ء)

تو اغلاق کا معنی غیظ وغضب ہوگا اور جمہور کے نزدیک حالت غیظ وغضب میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

چنانچہ علامہ بدرالدین عینی فرماتے ہیں کہ واما حکم الطلاق فی الغضب فانه یقع یعنی حالت غضب کا حکم یہ ہے کہ طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

الحمدللہ مخالفین کے تینوں اعتراضات کے جوابات ہوگئے اور اسلام کا نظریہ اپنی جگہ قائم رہا کہ مکرہ (مجبور) کی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

غصہ میں طلاق کا حکم:

غصہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک معمولی غصہ جس میں طلاق واقع ہوجاتی ہے جیسا کہ علامہ عینی نے فرمایا غصہ میں طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ دوسرا وہ غصہ جس کی شدت جنون اور پاگل پن تک پہنچادے ایسے غصے میں دی گئی طلاق واقع نہیں ہوتی یہ وہی غصہ ہے جس کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے لا طلاق ولا عتاق فی اغلاق یعنی اغلاق میں طلاق اور عتاق واقع نہیں ہوتے۔ اور اغلاق سے مراد وہ غصہ ہے جس میں عقل تکلیفی زائل ہوجائے۔

چنانچہ صدر الشریعہ محمد امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ لکھتے ہیں "طلاق اکثر غصے ہی میں دی جاتی ہے اور غصہ میں جو طلاق دی جاتی ہے واقع ہوتی ہے۔ مگر جب کہ غصہ اس حد کا ہو کہ عقل تکلیفی زائل ہوجائے کہ غصہ کی شدت میں مجنون اور پاگل کی طرح ہوجائے کہ اسے کچھ امتیاز ہی باقی نہ رہے جو کچھ کہے اس کا علم نہ رہے کہ کیا کہتا ہے تو اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ اگر واقع میں اس حد کا غصہ نہ ہو اور لوگوں پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ مجھے بالکل خبر نہیں کہ کیا کہا تو اپنے اس جھوٹے بیان سے مواخذۂ اُخروی سے بَری نہ ہوگا اور وہ بیان، طلاق کو عنداللہ منع نہ کرے گا۔ (فتاوی امجدیہ، خلد (۲)، کتاب الطلاق، ص ۱۹۷، مطبوعه: مکتبه رضویه، آرام باغ، کراچی، ۱٤۱۹ھ - ۱۹۹۸ء)

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

نابالغ، مجنون اور سوئے ہوئے شخص کی طلاق کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص سورہا ہو، نیند کی حالت میں طلاق دیدے تو طلاق واقع ہوجائے گی یانہیں، نیزیہ کہ کس کس شخص کی دی گئی طلاق نافذنہیں ہوتی؟ بینوا و توجروا عند اللہ

باسمه سبحانه و تعالى و تقدس

الجواب: نابالغ یا مجنون یاسوئے ہوئے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

احادیث

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں عن عائشة أن رسول اللہ ﷺ قال: "رفع القلم عن ثلاثة: عن النائم حتى يستيقظ، وعن الصغير حتى يَكبَرَ، وعن المجنون حتى يعقِل أو يفيق"

یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے سونے والے سے یہانتک کہ جاگے، اور بچے سے یہاں تک کہ بالغ ہو، اور مجنون سے یہاں تک کہ عاقل ہو یا اسے جنون سے افاقہ ہو۔

دوسری حدیث ہے عن علی بن أبی طالب أن رسول اللہ ﷺ قال: "يرفع القلم عن الصغير، وعن المجنون، وعن النائم"۔(سنن إبن ماجه، جلد(۲)، كتاب(۱۰) الطلاق، باب(۱۵) طلاق المعتوه والصغير والنائم، ۵۱۶۔۵۱۷، حديث(۲۰۴۱۔۲۰۴۲)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۸ء)

یعنی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صغیر (بچے)، اور مجنون اور سونے والے سے قلم اٹھایا جاتا ہے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتیہیں عن علی رضی اللہ عنہ، عن النبی ﷺ قال: "رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتى يستيقظ، و عن الصبى حتى يحتلم، وعن المجنون حتى يعقل"

(سنن الكبرى، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۳۳) لايجوز طلاق الصبى حتى يبلغ الخ، ص۵۸۸، حديث(۱۵۱۰۹)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹ء)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین اشخاص سے قلم اٹھالیا گیا ہے سونے والے سے یہانتک کہ وہ جاگے، اور بچے سے یہانتک کہ وہ بالغ ہو، اور

مجنون سے یہانتک کہ وہ عاقل ہو۔

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ نابالغ، بچے اور سونے والے کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

تابعین عظام کا عمل:۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں کہ ہم نے تابعین میں سے امام شعبی، حسن بصری اور ابراہیم نخعی سے روایت کیا أنهم قالوا: لايجوز طلاق الصبى ولا عتقه حتى يحتلم۔(سنن الكبرى، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۳۳) لايجوز طلاق الصبى حتى يبلغ الخ، ص ۵۸۸، حديث: ۱۵۱۱۰، مطبوعة: دار الكتب العلمية،بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء)

یعنی کہ انہوں نے فرمایا بچہ جب تک بالغ نہ ہو اس کی طلاق اور عتاق (آزاد کرنا) جائز نہیں یعنی وہ طلاق دے گا تو واقع نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر وہ کسی غلام یا باندی کو آزاد کرے گا وہ آزاد نہ ہونگے۔

اور بوہرے کی طلاق کا حکم یہ ہے کہ بوہرہ پن غالب ہو تو وہ مجنون کی مثل ہے اور اس کی طلاق واقع نہ ہوگی اور جب افاقہ ہو جائے تو وہ عاقل کی مثل ہے اور اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔

امام ابوعیسی محمد بن عیسی ترمذی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں عن أبى هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: "كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب على عقله"(جامع ترمذى، جلد(۱)، كتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۵) ماجاء فى طلاق المعتوه، ص ۲۴۴، حديث:۱۱۹۱، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

یعنی حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر طلاق نافذ ہے مگر معتوہ (یعنی بوہرے) مغلوب العقل کی۔

حدیث شریف میں مذکور جائز سے مراد نفاذ ہے جیسا کہ امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں المراد بالجواز هنا النفاذ۔(فتح القدير، جلد(۳)، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص ۳۴۳، مطبوعة داراحياء والتراث العربى، بيروت)

یعنی یہاں جواز سے مراد نفاذ ہے۔

اہل علم کا عمل:

امام ترمذی مذکور حدیث کے تحت لکھتے ہیں والعمل على هذا عند أهل العلم من

أصحاب النبی وغیرهم أن طلاق المعتوه المغلوب علی علقه لایجوز إلا أن یکون معتوها یفیق الاحیان فیطلق فی حال إفاقته۔(جامع ترمذی، جلد(۲)، کتاب(۱۱) الطلاق واللعان، باب(۱۵) ماجاء فی طلاق المعتوه، ص۲۴۴، حدیث:۱۱۹۱، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰ء)

یعنی اہل علم صحابہ وغیرہم کا اسی پر عمل ہے کہ معتوہ (بوہرے) مغلوب العقل کی طلاق واقع نہیں ہوتی مگر ایسا بوہرہ جس کے بوہرہ پن میں کبھی افاقہ ہوتا ہو تو حالت افاقہ میں اس کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں لایقع طلاق الصبی وإن کان یعقل والمجنون والنائم والمعتوه۔(فتح القدیر، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، فصل، ص۳۴۳، مطبوعة: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی بچہ اگر چہ عاقل ہو اور مجنون اور سونے والے اور معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

والد کے کہنے پر طلاق دینا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید شادی شدہ خوشگوار زندگی گذار رہا ہے اس کی بیوی صوم وصلوٰۃ کی پابند اور شوہر کی فرمانبردار ہے اور زید اب تک بے اولاد ہے۔ اس لئے زید کے والد بضد ہیں کہ اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔ دلیل یہ دیتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے والد کے کہنے پر طلاق دی تھی۔ ان حالات میں زید کیا کرے۔ بغیر کسی غلطی کے طلاق دے تو ظلم نہ ہوگا؟ اور اگر نہیں دیتا تو والد کی نافرمانی ہوگی۔

بینوا و توجروا

طلاق ابغض المباحات:

باسمہ سبحانہ وتعالی وتقدس

الجواب: طلاق اَبۡغَضُ الۡمُبَاحَات ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

أبغض الحلال إلی اللہ عزّوجلّ الطلاق (سنن أبی داؤد، جلد(۳)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۳) فی

كراهية الطلاق، ص ٦٤، حديث: ٢١٧١، مطبوعة: مؤسسة الريان، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٩هـ- ١٩٩٨ء)

یعنی حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے۔

اورحدیث شریف میں ہے ماأحل الله شيأ أبغضا إليه من الطلاق۔(سنن أبي داؤد، جلد(٣)، كتاب(٧)الطلاق، باب(٣)فی كراهية الطلاق، ص٦٤، حديث: ٢١٧٠، مطبوعة: مؤسسة الريان، بيروت، الطبعة الاولى ١٤١٩ھ، ١٩٩٨ء)

یعنی اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے ان میں اللہ کے نزدیک طلاق سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے۔

بلاوجہ مطالبۂ طلاق:

اور ترمذی شریف میں ہے أيما إمرأة سألت زوجها طلاقا فی غیر ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة۔(جامع الترمذی، جلد(٢)، كتاب(١١)الطلاق، باب (١١) ماجاء فی المختلعات، ص٢٤٢، حديث: ١١٨٧، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ- ٢٠٠٠ء)

یعنی جوعورت بلاوجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اس پر جنت کی بو حرام ہے۔

اورحدیث شریف ہے أيما إمرأة إختلعت من زوجها بغير النشوز فعليها لعنة الله والملائكة والناس أجمعين۔(مرقاة المفاتيح، جلد(٦)، كتاب النكاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثانی، ص٢٨٤، مطبوعة: مكتبه إمداديه، ملتان)

یعنی جوعورت بلانشوزِ مرد اس سے طلاق خلع لے اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

اس لئے طلاق سے جس قدر ممکن ہو بچنا چاہئے کیونکہ بلاوجہ طلاق دینا شرعاً پسندیدہ امر نہیں ہے۔

عورت جب فرمانبردار ہو:

عورت جب شوہر کی فرمانبردار ہو تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاِنۡ اَطَعۡنَكُمۡ فَلَا تَبۡغُوۡا عَلَيۡهِنَّ سَبِيۡلًا﴾ (النساء: ٣٤)

ترجمہ: پھر اگر وہ تمہارے حکم میں آجائیں تو ان پر زیادتی کی کوئی راہ نہ چاہو۔(کنزالایمان)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ١٢٥٢ھ لکھتے ہیں أي

لاتطلبوا الفراق وعليه حديث "أبغض الحلال إلى الله الطلاق" (رد المحتار، جلد(٣)، كتاب الطلاق، ص٢٢٨، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الثالثة ١٣٩٩هـ- ١٩٧٩ء)

یعنی آیت سے مراد یہ ہے کہ جدائی نہ چاہو، اور اس پر دلیل یہ حدیث ہے کہ "حلال چیزوں میں اللہ تعالی کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ طلاق ہے"

اسلامی تعلیمات:

اسلامی تعلیمات تو یہ ہیں کہ حتی الامکان اس رشتے کو قائم رکھنے کی کوشش کی جائے اور طلاق ناگزیر حالات ہی میں دی جائے۔ یہاں تک کہ اگر وہ تمہیں ناپسند بھی ہو تو بھی ان سے اس تعلق کو قائم رکھتے ہوئے اچھا برتاؤ کرو اس کے بدلے اللہ تعالی تمہیں بھلائی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (النساء: ١٩)

ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بھلائی کرے۔ (کنزالایمان)

جہاں تک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا اپنے والد کے کہنے پر طلاق دینے کا تعلق ہے تو امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں عن ابن عمر قال: كانت تحتي إمرأة أحبها و كان أبي يكرهها فأمرني أن أطلقها فأبيت فذكرت ذلك للنبي ﷺ، فقال يا عبدالله بن عمر طلق إمرأتك۔ (جامع الترمذی، جلد(٢)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٣) ماجاء في الرجل يسأله الخ، ص ٢٤٣، حديث(١١٨٩)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ- ٢٠٠٠ء)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: میں اپنی بیوی سے محبت رکھتا تھا اور میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے کراہت کرتے تھے، تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ "اسے طلاق دے دو" میں نے نہیں دی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پورا واقعہ بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اے عبداللہ بن عمر اپنی بیوی کو طلاق دے دو"

اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ والد کے کہنے پر طلاق دینا واجب ہو جاتی ہے بلکہ واجب

اس صورت میں ہے جب والدین حق بجانب ہوں اور جب حق بجانب نہ ہوں تو واجب نہیں۔

والدین کے کہنے پر کب طلاق دے اور کب نہ دے:

جیسا کہ مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ متوفی ۱۴۱۳ھ ایک سوال (اگر ساس بہو میں جھگڑا ہو جائے اور غلطی بھی ساس کی ہو اور ماں اپنے بیٹے سے کہے کہ بیوی کو طلاق دے دو! اور اس کو طلاق دینے پر مجبور کرے تو کیا اس صورت میں والدین کی اطاعت کی جائے یا نہیں؟) کے جواب میں لکھتے ہیں "علماء یہ فرماتے ہیں اگر والدین حق پر ہوں تو ان کے کہنے سے طلاق دینا واجب ہے اگر بیوی حق پر ہو جب بھی ماں کی رضامندی کے لئے طلاق دینا جائز ہے"۔ (وقار الفتاویٰ، جلد (۳)، کتاب الطلاق، میاں بیوی کے حقوق کا بیان، ص ۲۵۲، مطبوعۃ: بزم وقار الدین، کراچی)

اور صورت مسئولہ میں جو وجہ بتائی گئی ہے اس میں عورت بے بس ہے اولاد دینا نہ دینا قدرت کے اختیار میں ہے بندے کے اختیار میں نہیں لہذا عورت جب بے قصور ہے تو زید والد کے کہنے پر طلاق نہ دے تو گناہ نہیں۔ اگر دے تو جائز ہے کیونکہ ایک مباح امر ہے اگرچہ اَبْغَضُ الْمُبَاحَاتُ سے ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک دم یا ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دے تو کتنی طلاقیں واقع ہوں گی......؟ قران و حدیث کی روشنی میں جواب دیں نیز صحابہ کرام وتابعین عظام اور مذاہب اربعہ وجمہور علمائے امت کا اس بارے میں کیا مذہب ہے؟

مخالفین اس طرح دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دیتے ہیں اور دلائل یہ دیتے ہیں کہ (۱) قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ الخ (۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں رجوع کا حکم دیا (۳) طاؤس روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا زمانہ نبوی اور خلافت صدیق اور حضرت عمر کی خلافت کے چند سالوں تک بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا (۴) اور حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے اسے ایک قرار دیا۔

قرآن

اللہ تعالیٰ نے طلاق دینے کا یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے:

﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ ۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌ ۢ بِاِحْسَانٍ﴾ الایة

(البقرة : ۲۲۹)

ترجمہ: یہ طلاق دو بار تک ہی ہے پھر بھلائی کے ساتھ روک لینا ہے یا نکوئی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔

(کنز الایمان)

یعنی دو طلاقوں کے بعد شوہر کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ رجوع کرلے اور چاہے تو رجوع نہ کرے لیکن:

﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ ۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (البقرة: ۲۳۰)

ترجمہ: پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (کنز الایمان)

اس آیت سے پہلے ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ کا ذکر ہے یعنی طلاق رجعی دو مرتبہ دی جاسکتی ہے اس کے بعد ﴿فَاِنْ طَلَّقَهَا﴾ الایة فرمایا۔ اس کے شروع میں حرف فاء ہے جو تعقیب

بلامہلت کیلئے آتا ہے جیسا کہ کتب قواعد عربیہ میں ہے لہٰذا قواعد عربیہ کے مطابق معنی یہ ہوگا کہ دو طلاقیں رجعی دینے کے بعد شوہر نے اگر فوراً تیسری طلاق دے دی تو اب وہ عورت اس مرد کیلئے بغیر حلالہ شرعیہ کے حلال نہیں۔

قرآن مجید میں ﴿مَرَّتَانِ﴾ کے اطلاق سے معلوم ہوا کہ وقوع طلاق کے لیے الگ الگ طلاق دینا شرط نہیں۔ خواہ ایک دم دے یا الگ الگ، طلاقیں واقع ہو جائیں گی چنانچہ علامہ احمد بن محمد الصاوی متوفی ۱۲۴۱ھ لکھتے ہیں ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا﴾ أی طلقة ثالثة سواء وقع الإثنتان فی مرّة أو مرّتین، والمعنى فإن ثبت طلاقها ثلاثا فی مرّة أو مرّات ﴿فَلَا تَحِلُّ﴾ الخ، كما إذا قال لها أنت طالق ثلاثا أو البتة وهذا هو المجمع عليه۔ (تفسیر صاوی، جلد(۱)، سورة البقرة، ص۱۷۲، مطبوعه: دار إحياء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹ء)

یعنی اس شوہر نے تیسری طلاق دی خواہ پہلی دو طلاقیں اس نے ایک دم دی تھیں یا دو بار میں اور آیت کا مقصد یہ ہے کہ اگر تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائیں گی خواہ ایک دم دے یا الگ الگ عورت حلال نہ رہے گی جیسے اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں ہیں تو تین ہی واقع ہو جائیں گی اس پر امت مصطفیٰ ﷺ کا اجماع ہے۔

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں:

قال القرطبی: وحجة الجمهور فی اللزوم من حيث النظر ظاهرة جدا، وهو أن المطلقة ثلاثا لا تحل للمطلق حتى تنكح زوجا غيره ولا فرق بين مجموعها و مفرقها لغةً و شرعاً (فتح الباری، جلد(۱۲)، جزء(۹)، کتاب(۶۸) الطلاق، باب(٤) من جوز الطلاق الثلاث، ص٤٥٦، حدیث:٥٢٦١، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ-٢٠٠٠ء)

یعنی قرطبی نے کہا لزوم طلاق میں یہ جمہور کی دلیل ہے اور وہ یہ کہ مطلقہ ثلاثہ طلاق دینے والے کیلئے حلال نہیں ہوتی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ اکٹھی اور الگ الگ طلاق دینے میں لغۃً اور شرعاً کوئی فرق نہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ، لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا﴾

(الطلاق:۱)

ترجمہ: اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ اس کے بعد کوئی نیا حکم بھیجے۔ (کنز الایمان)

امام ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں:

والرد على هؤلاء قوله تعالىٰ ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ يعنى أن المطلق قد يكون له ندم، فلا يمكن تلافيه لوقوع البينونة، فلو كانت الثلاث، لاتقع أصلا، لم يكن طلاق يبتدأ يقع إلا رجعيا فلا معنى للندم۔ (إكمال المعلم، جلد(٥)، كتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص٢٠، حديث:١٥-١٦-١٧(١٤٧٢)، مطبوعه: دار الوفاء، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩ھ-١٩٩٨ء)

یعنی اور ان کا رد اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ﴾ الآیۃ یعنی طلاق دینے والے کو کبھی پشیمانی ہوتی ہے پھر جدائی واقع ہونے کی وجہ سے اس کی تلافی ممکن نہیں ہوتی پس اگر دی ہوئی تین طلاقوں سے ایک رجعی واقع ہوتی تو وہ پشیمان نہ ہوتا۔

امام یحییٰ بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں:

واحتج الجمهور بقوله تعالىٰ ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا﴾ قالوا: معناه أن المطلق قد يحدث له ندم فلا يمكنه تداركه لوقوع البينونه، فلو كانت الثلاث لم تقع لايقع طلاقه هذا إلا رجعيا فلا يندم (شرح صحيح مسلم للنووى، جلد(٥)، جزء(١٠)، كتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلث، ص٦١، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ-٢٠٠٠ء)

یعنی جمہور نے اس آیت ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ﴾ سے دلیل لی اور فرمایا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے ایک دم تین طلاقیں دے دے تو اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ کبھی انسان طلاق دے کر شرمندہ ہوتا ہے اور رجوع کرنا چاہتا ہے تو جدائی واقع ہونے کی وجہ سے اس کے لیے تدارک ممکن نہیں رہتا پس اگر دی ہوئی تین طلاقوں سے ایک رجعی واقع ہوتی تو وہ شرمندہ نہ ہوتا۔

علامہ علی بن سلطان محمد القاری المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں:

واحتج الجمهور بقوله تعالىٰ جل جلاله ﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَقَدْ ظَلَمَ

نَفْسَهٗ، لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰهَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا﴾ یعنی أن المطلق ثلاثا قد یحدث له ندم فلا یمکنه التدراك لوقوع البینونة فلو كانت الثلاث لا تقع إلا رجعیا فلا یتوجه هذا التهدید (مرقات، جلد (٦)، کتاب النکاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثالث، ص ٢٩٣، مطبوعه: مکتبه امدادیه، ملتان)

یعنی جمہور نے اس آیت ﴿وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ﴾ سے دلیل لی اور فرمایا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے ایک دم تین طلاقیں دے دے کیونکہ تین طلاق دینے والا کبھی پشیمان ہوتا ہے تو جدائی واقع ہونے کی وجہ سے اس پشیمانی کا تدارک اس کیلئے ممکن نہیں رہتا پس اگر دی ہوئی تین طلاقوں سے ایک رجعی واقع ہوتی تو یہ تہدید متوجہ نہ ہوتی۔

لہٰذا معلوم ہوا یک وقت دی گئی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو ایسا شخص نہ ظالم ہوتا اور نہ شرمندہ۔ اور نہ تہدید متوجہ ہوتی۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ لکھتے ہیں:

قال الشافعی رحمه الله فالقران والله أعلم یدل علی أن من طلق زوجة له دخل بها أو لم یدخل بها ثلاثا لم تحل له حتی تنکح زوجا غیره (سنن الکبری، جلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ماجاء فی امضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٥، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں قرآن اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو مقاربت سے پہلے یا مقاربت کے بعد تین طلاقیں دے دیں تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

احادیث نبویہ ﷺ

پہلی حدیث:

امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں جسے علامہ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ وغیرہ نے بھی نقل کیا کہ:

عن مخرمة عن أبیه قال سمعت محمود بن لبید، قال: أخبر رسول

اللہ ﷺ عن رجل طلق إمرأته ثلاث تطليقات جميعاً، فقام غضبان ثم قال: "أيلعب بكتاب اللّٰه وأنا بين أظهركم"؟ حتى قام رجل فقال: يا رسول اللّٰه، ألا أقتله۔

(سنن النسائی، جلد(۳)، جزء(۶)، کتاب(۲۷) الطلاق، باب(۶) الثلاث المجموعة الخ، ص۱۴۲، حدیث:۳۳۸۹، مطبوعه: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء) (تفسیر إبن کثیر، جلد(۱)، سورة البقرة، ص۴۹۱، مطبوعه: دار الأندلس، بیروت، الطبعه السابعة ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵ء) (القبس فی شرح مؤطا إبن أنس، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب ما جاء فی البتته، ص۵۹، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولی ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸ء)

یعنی حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق یہ خبر دی گئی کہ اس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ ﷺ غضب ناک حالت میں کھڑے ہوگئے اور فرمایا میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا جارہا ہے؟ حتیٰ کہ ایک شخص نے کھڑے ہوکر عرض کی یارسول اللہ! میں اس کو قتل نہ کردوں۔

امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: فإن فيه التصريح بأن الرجل طلق ثلاثا مجموعة ولم يرده النبی ﷺ بل أمضاه (فتح الباری، جلد(۱۲)، جزء(۹)، کتاب(۶۸) الطلاق، باب(۴) من جوز الطلاق الثلاث الخ، ص۴۵۵، حدیث:۵۲۶۱، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء)

یعنی پس تحقیق اس حدیث میں تصریح ہے کہ اس شخص نے تینوں طلاقیں اکٹھی دی تھیں اور نبی ﷺ نے انہیں رد نہ فرمایا بلکہ تینوں کو جاری فرمادیا۔

اگر بیک وقت تین طلاقوں کے نافذ ہونے کا عہد رسالت میں معمول نہ ہوتا اور بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق مراد لینے کا معمول ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اس قدر ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہوجاتی ہیں اور عورت مرد پر حرام ہوجاتی ہے اور بیک وقت تین طلاقیں دینا گناہ ہے۔

علامہ عبدالہادی سندھی متوفی ۱۰۳۸ھ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا کہ: جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بیک وقت تین طلاقیں دی جائیں تو تینوں واقع ہوجاتی ہیں۔ (حاشية السندی علی السنن للنسائی، جلد(۳)، جزء(۶)، کتاب(۲۷) الطلاق، باب(۶) الثلاث المجموعة الخ، ص۱۴۴، مطبوعه: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء)

حضرت محمود بن لبید ﷺ کے بارے میں بعض نے کہا کہ تابعی ہیں صحابی نہیں مگر صحیح یہ ہے کہ آپ صحابی ہیں جیسا کہ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ لکھتے ہیں ''محمود بن لبید انصاری ہیں جو عہد رسالت میں پیدا ہوئے اور نبی ﷺ سے احادیث بھی بیان کیں''۔ امام بخاری نے فرمایا ان کی صحبت ثابت ہے اور ابو حاتم نے کہا ان کی صحبت معروف نہیں اور امام مسلم نے انہیں تابعین میں شمار کیا اور ابن عبدالبر نے کہا امام بخاری کا قول صواب ہے۔ حضرت محمود بن لبید کیلئے صحبت ثابت ہے۔ (مرقات، جلد(٦)، کتاب النکاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثالث، ص۲۹۲، مطبوعه: مکتبه امدادیه، ملتان) (اشعة اللمعات، جلد(٣)، کتاب النکاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثالث، ص ١٦٥، مطبوعه: مکتبه نوریه رضویه، سکھر)

دوسری حدیث:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، امام محمد بن حسن شیبانی ۱۸۹ھ، حافظ علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۷ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن عائشة أن رجلا طلق إمرأته ثلاثا، فتزوجت فطلق، فسئل النبی ﷺ: أتحلّ للأول؟ قال: ''لا حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الأول'' (صحیح بخاری، جلد(٣)، کتاب(٦٨)الطلاق، باب(٤) من أجاز طلاق الثلاث، ص٤١٣، حدیث:٥٢٦١، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء) (صحیح مسلم، جلد(١)، کتاب (١٦) النکاح، باب (١٧) لا تحل المطلقة ثلاثا لمطلقها الخ، ص٣-٤، حدیث ١١٠ (١٤٣٢) مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء) (سنن ابن ماجه، جلد(٢)، کتاب(٩) النکاح، باب(٣٢) الرجل إمرأته ثلاثا الخ، ص ٤٦٠، حدیث:١٩٣٣، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ-١٩٩٨ء) (مؤطا إمام محمد، کتاب الطلاق، باب المراة یطلقها زوجها الخ، ص٢٦٤، مطبوعه: قدیمی کتب خانه، کراچی) (سنن دار قطنی، جلد(٢)، جزء(٤)، کتاب الطلاق، ص٢١، حدیث:٣٩٣٢، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ-١٩٩٧ء) (سنن الکبری، جلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٦، حدیث:١٤٩٥٣، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس عورت نے کہیں اور شادی کرلی اس نے بھی طلاق دے دی پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لیے حلال ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں، جب تک دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔ (یہ مقاربت سے کنایہ ہے)

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ:

مطابقته للترجمة فی قوله: ((طلق إمرأته ثلاثا)) فإنه ظاهر فی کونها مجموعة.

(عمدة القاری، جلد(۱۴)، کتاب(۶۸) الطلاق، باب(۴) من أجاز طلاق الثلاث، ص۲۴۱، مطبوعه: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸ء)

یعنی ظاہر یہ ہے کہ اس شخص نے اس کو تین طلاقیں مجموعی طور پر دی تھیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو باب من أجاز طلاق الثلاث میں ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے بھی حدیث کی باب سے مطابقت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ فإنه ظاهر فی کونها مجموعة (فتح الباری، جلد(۱۲)، جزء(۹)، کتاب(۶۸) الطلاق، باب(۴) من جوز طلاق الثلاث، ص۳۶۷، حدیث:۵۲۶۱، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء)

یعنی پس ظاہر ہے کہ اس شخص نے اسے تین طلاقیں مجموعی طور پر دیں تھیں۔

اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقوں کے بعد عورت مرد پر حرام ہوجاتی ہے اور اسے رجوع کا اختیار نہیں رہتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بیک وقت تین طلاقیں دی جانے کے بعد فرمایا کہ یہ اس شوہر پر حلال نہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ بیک وقت تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع کا ناجائز ہونا رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔

تیسری حدیث:

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن أنس، قال: سمعت معاذ بن جبل یقول: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: "یا معاذ من طلق لبدعة واحدة أو إثنتین أو ثلاثاً ألزمناه بدعته" (سنن دار قطنی جلد(۲)،

جز(٤)، كتاب الطلاق، ص ٣٠، حديث:٣٩٧٥، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ-١٩٩٦ء) (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الطلاق، باب(١٢) الطلاق يقع على الحائض وإن كان بدعيا، ص٥٣٦، حديث:١٤٩٣٢، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! جس نے ایک یا دو یا تین بدعی طلاق دیں ہم نے اس کو لازم کر دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے جو جتنی طلاقیں دے گا اتنی ہی واقع ہو جائیں گی۔ حالت حیض میں طلاق دے گا تو بھی واقع ہو جائے گی۔

چوتھی حدیث:

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے دو سندوں سے روایت کیا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ:

أيما رجل طلق إمرأته ثلاثا عند الاقراء أو ثلاثا مبهمة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ما جاء في إمضاء الطلاق الثلاث، ص ٥٥٠، حديث:١٤٩٧١، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں خواہ الگ الگ طہروں میں یا بیک وقت تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

اس حدیث کو امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے سوید بن غفلہ سے دو سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔ (سنن دارقطني، جلد(٢)، جز(٤)، كتاب الطلاق، حديث:٣٩٢٧-٣٩٢٨، ص ٢٠، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ-١٩٩٧ء)

پانچویں حدیث:

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن عامر الشعبي، قال: قلت لفاطمة بنت قيس: حدثيني عن طلاقك، قالت: طلقني زوجي ثلاثا وهو خارج إلى اليمن، فأجاز ذالك رسول الله ﷺ

(سنن إبن ماجه، جلد(٢)، كتاب(١٠) الطلاق، باب(٤) من طلق ثلاثا فى مجلس واحد، ص٥٠٧، حديث:٢٠٢٤، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٩هـ-١٩٩٨ء)

یعنی عامر شعبی بیان کرتے ہیں۔ میں نے حضرت فاطمہ بنت قیس سے کہا مجھے اپنی طلاق کا واقعہ بیان کرتو کہنے لگیں میرے شوہر نے یمن جاتے ہوئے تین طلاقیں بیک وقت دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے تینوں طلاقوں کو نافذ فرمادیا۔

اس حدیث کوامام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے مختلف گیارہ اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس کو بیک وقت تین طلاقیں دی گئیں اور رسول اللہ ﷺ نے انہیں نافذ فرمادیا (صحيح مسلم، جلد(٥)، جزء(١٠)، كتاب(١٨) الطلاق، باب(٦) المطلقة البائن الخ، ص٨٠ تا٨٧، حديث:٣٦ تا ٤٣، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

اور حضرت فاطمہ بنت قیس کے شوہر نے انہیں تین طلاقیں ایک ہی کلمہ کے ساتھ دی تھیں جیسا کہ امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ فرماتے ہیں کہ:

طلق حفص بن عمرو بن المغيرة فاطمة بنت قيس بكلمة واحدة ثلاثا

(سنن دار قطنى، جلد(٢)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، حديث:٣٨٧٢، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ- ١٩٩٦ء)

یعنی حضرت حفص بن عمرو نے فاطمہ بنت قیس کو ایک ہی کلمہ کے ساتھ تین طلاقیں دیں۔

اس روایت کے بارے میں مجدی بن منصور نے تخریج احادیث میں لکھا کہ اس روایت کی سند حسن ہے اور یہ حدیث امام بیہقی نے بھی روایت کی ہے۔

اور امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے دو مختلف سندوں سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ:

طلق إمرأته فاطمة بنت قيس على عهد رسول الله ﷺ ثلاث تطليقات فى كلمة واحدة فأبانها منه النبى ﷺ (سنن دار قطنى، جلد(٢)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، حديث:٣٨٧٧-٣٨٧٨، ص١٠، مطبوعه:دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٧هـ-١٩٩٦ء)

یعنی ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ نے عہد رسالت میں اپنی بیوی فاطمہ بنت قیس کو ایک ہی کلمہ میں تین طلاقیں دے دیں تو نبی ﷺ نے اس کی بیوی کو اس سے جدا کردیا۔

مجدی بن منصور نے لکھا ہے کہ حدیث:۳۸۷۷ کی سند حسن ہے اور حدیث:۳۸۷۸ کی سند حسن موقوف ہے۔

امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ۲۰۰ھ اور امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ نے روایت کیا ہے:

عن عامر، حدثتنی فاطمة بنت قیس، أن زوجها طلقها ثلاثا، فأمرها النبی ﷺ أن تعتد (سنن دارمی، جلد(۲)، کتاب الطلاق، باب فی المطلقة ثلاثاً لها السکنی والنفقة أم لا؟، ص۱۳۶، مطبوعه: دار الکتب العلمیه، الطبعة الأولی ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء) (مسند امام احمد بن حنبل، جلد(٦)، حدیث فاطمه بنت قیس، ص ٤١١، مطبوعه: المکتب السلامی، بیروت)

یعنی عامر شعبی سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے شوہر کے انہیں بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو نبی ﷺ نے انہیں عدت گزارنے کا حکم فرمایا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ایک ہی مجلس میں دی گئی تین طلاقیں رسول اللہ ﷺ کے نزدیک تین ہی ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ فرماتے بیک وقت تین طلاقیں دینے سے تین نہیں ایک رجعی واقع ہوتی ہے حالانکہ آپ نے تینوں نافذ فرما دیں یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اور عورت مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔

چھٹی حدیث:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ اور امام ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی متوفی ۳۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن حدیث سهل بن سعد، أخی بنی ساعدة: أن رجلا من الأنصار جاء إلی رسول الله ﷺ ،فقال:یا رسول الله، أرأیت رجلا و جد مع إمرأته رجلا، أیقتله أو کیف یفعل؟ فأنزل الله فی شأنه ما ذکر فی القران من أمر المتلاعنین، فقال النبی ﷺ:"قد قضی الله فیك و فی إمرأتك" قال:فتلاعنا فی المسجد و أنا شاهد، فلما فرغا قال: کذبت علیها یا رسول الله إن أمسکتها، فطلقها ثلاثا، قبل أن یأمره رسول الله ﷺ حین فرغا من التلاعن، ففارقها عند النبی ﷺ، فقال ذاك تفریق بین کل متلاعنین۔ قال إبن جریج: قال إبن شهاب: فکانت السنّة بعدهما أن یفرق بین المتلاعنین (صحیح بخاری، جلد(۳)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٣٠) التلاعن فی المسجد، ص٤٢٦-٤٢٧،

حدیث:۵۳۰۹، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء) (سنن أبو داؤد، جلد(٢)، كتاب(٧) الطلاق، باب(٢٧) اللعان، ص٤٧٣، حديث:2245، مطبوعه: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٨هـ-١٩٩٧ء) (المؤطا للامام مالك بن أنس: كتاب(٢٩) الطلاق، باب (١٢) ماجاء فى اللعان، ص٥٠٠،٥٠١، حديث : ٣٩، مطبوعه: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ ١٩٩٦ء)(سنن دارمی، جلد(٢)، كتاب النكاح، باب فی اللعان، ص١٢٥، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧هـ-١٩٩٦ء)

یعنی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا یارسول اللہ! یہ بتلایئے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو دیکھ لے تو اس کو قتل کر دے یا کیا کرے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآن مجید میں لعان کا مسئلہ ذکر فرمایا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا" تیرے اور تیری بیوی کے درمیان اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے"۔ حضرت سہل کہتے ہیں کہ ان دونوں نے مسجد میں میرے سامنے لعان کیا جب وہ لعان سے فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا اب اگر میں اس عورت کو اپنے پاس رکھوں تو میں خود جھوٹا ہوں، پھر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قبل لعان سے فارغ ہوتے ہی اس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرلی، آپ نے فرمایا سب لعان کرنے والوں کے درمیان یہ تفریق کردی جائے۔ ابن شہاب کہتے ہیں اس کے بعد یہ طریقہ مقرر ہو گیا کہ سب لعان کرنے والوں کے درمیان تفریق کردی جائے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے بحوالہ امام نووی متوفی ۶۷۶ھ لکھا ہے

وذلك لأنه ظن أن اللعان لا يحرمها عليه، فأراد تحريمها بالطلاق فقال "هي طالق ثلاثا" (فتح البارى، جلد(١٢)، جزء(٩)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٢٩) اللعان ومن طلق بعد اللعان، ص٤٥١، حديث:٥٣٠٨، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

یعنی اس شخص نے اس لیے تین طلاقیں دی تھیں کہ اس کا گمان یہ تھا کہ لعان سے اس کی بیوی حرام نہیں ہوئی تو اس نے کہا "اسے تین طلاقیں ہیں"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کے درمیان یہ بات معروف تھی کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے بیوی حرام ہو جاتی ہے اسی لیے اس انصاری نے اپنی بیوی سے تفریق و تحریم کے لیے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کو تین طلاقیں دیں۔ اگر ایک مجلس میں تین طلاقوں

سے ایک رجعی واقع ہوتی تو ایک صحابی کا یہ فعل عبث ہوتا اور نبی کریم ﷺ اسے فرماتے کہ بیک وقت تین طلاقوں سے تمہاری جدائی نہیں ہوگی۔

ساتویں حدیث:

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ:

قال سهل: فتلاعنا وأنا مع الناس عند رسول الله ﷺ، فلما فرغا قال عويمر: كذبت عليها يا رسول الله، إن أمسكتها، فطلقها ثلاثا، قبل أن يأمره رسول الله ﷺ (صحیح البخاری، جلد(۳)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز طلاق الثلاث، ص٤١٢، حدیث:٥٢٥٩، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء)

یعنی حضرت سہل فرماتے ہیں کہ ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے مسجد میں لعان کیا اس حالی میں کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا حضرت عویمر نے کہا یا رسول اللہ! اب اگر میں نے اس کو اپنے پاس رکھا تو میں جھوٹا ہوں پھر حضرت عویمر نے رسول اللہ ﷺ کے حکم دینے سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔

اس حدیث کو امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے صحیح مسلم (جلد(٥)، جزء(١٠)، کتاب(١٩) اللعان، ص١٠٢، حدیث:١(١٤٩٢)، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ-٢٠٠٠ء) میں، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے سنن نسائی (جلد(٣)، جزء(٦)، کتاب(٢٧) الطلاق، باب(٧) الرخصة فی ذلك، ص١٤٢، حدیث:٣٣٩٩، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥ھ-١٩٩٥ء) میں اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے سنن الکبریٰ (جلد(٧)، كتاب الطلاق، باب(١٣) الا[illegible]ر للزوج الخ، ص٥٣٨، حدیث:١٤٩٣٥، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء) میں روایت کیا ہے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے اسی حدیث کے تحت لکھا ہے:

قال: فی الكتاب: فقد طلق عويمر ثلاثا بين يدی النبی ﷺ، ولو كان ذالك محرما لنهاه عنه، وقال إن الطلاق و إن لزمك فأنت عاص بأن تجمع ثلاثا الخ

یعنی عویمر نے نبی کریم ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیں اگر تین طلاقیں دینا حرام ہوتا تو آپ ﷺ اسے منع فرما دیتے۔ اور فرماتے بے شک تین طلاقیں اگرچہ تجھے لازم ہوگئیں پس تو اکھٹی تین

طلاقیں دینے کی وجہ سے گنہگار رہوا۔

علامہ ابوالحسن علی بن خلف لکھتے ہیں:

وحجة الفقهاء فى جواز الطلاق الثلاث فى كلمة قوله فى اللعان: "فطلقها ثلاثا قبل أن يامره رسول الله بذالك" وقبل أن يخبره أنها تطلق عليه باللعان الخ (شرح البخارى لإبن بطال، جلد(٧)، كتاب الطلاق، باب من أجاز طلاق الثلاث، ص٣٩٣، مطبوعه: مكتبة الرشيد، رياض، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-٢٠٠٠ء)

یعنی تین طلاقیں اکٹھی دینے کے جواز میں فقہاء کی دلیل یہ قول ہے کہ حضرت عویمر نے نبی ﷺ کے حکم دینے سے پہلے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور قبل اس کے کہ آپ ﷺ انہیں خبر دیتے کہ تیری بیوی لعان کی وجہ سے طلاق والی ہوگئی۔

اور صحیح یہ ہے کہ تین طلاقیں اکٹھی دینا گناہ ہے اگرچہ واقع ہو جاتی ہیں اس کی دلیل حضرت محمود بن لبید کی روایت کردہ حدیث ہے جسے امام نسائی نے روایت کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں اکھٹی دے دیں تو نبی کریم ﷺ نے اس پر ناراضگی کا اظہار فرمایا تو آپ ﷺ کا ناراضگی کا اظہار فرمانا اور یہ کلمات ارشاد فرمانا "میرے سامنے کتاب اللہ کو کھیل بنایا جارہا ہے" اس کے گناہ ہونے کی دلیل ہے علاوہ ازیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سوال پر حضور ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ "اگر تین طلاقیں اکٹھی دے دیں تو تیری بیوی تجھ سے جدا ہو جائے گی اور ایسا کرنا گناہ ہے" بھی اس کے گناہ ہونے کی دلیل ہے۔

امام یحییٰ بن شرف النووی متوفی ٦٧٦، اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:۔

فقال مالك و الشافعى و الجمهور تقع الفرقة بين الزوجين بنفس التلاعن (إلى) و قال محمد بن أبى صفرة المالكى: لا تحصل الفرقة بنفس اللعان واحتج بطلاق عويمر الخ (شرح صحيح مسلم للنووى، جلد(٥)، جزء(١٠)، كتاب(١٩) اللعان، ص١٠٤-١٠٥، حديث:٤(١٤٩٣)، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

یعنی امام مالک، امام شافعی اور جمہور کے نزدیک نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے اور محمد بن ابی صفرہ مالکی نے کہا کہ نفس لعان سے تفریق نہیں ہوتی ان کی دلیل یہ ہے کہ اگر نفس لعان سے تفریق ہوتی تو حضرت عویمر اپنی بیوی کو تین طلاقیں نہ دیتے۔

اور صحیح یہ ہے کہ نفس لعان سے تفریق ہو جاتی ہے باقی حضرت عویمر کا فوراً تین طلاقیں دینا محض اس لئے تھا کہ وہ کسی بھی حالت میں اس عورت کے ساتھ رہنا نہیں چاہتے تھے اور اس دور میں بھی تین طلاق اکٹھی دینے کا اور ان کے نفاذ کا معمول تھا تو آپ نے بھی ایسا ہی کیا کیونکہ لعان سے تفریق کا واقع ہو جانا ان کے علم میں نہ تھا اگر ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔

آٹھویں حدیث:

اس واقعہ میں امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ کی روایت کردہ حدیث یہ ہے:

عن سهل بن سعد، فی هذا الخبر، قال: فطلقها ثلث تطليقات عند رسول الله ﷺ فانفذه رسول الله ﷺ (سنن أبی داؤد، جلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۲۷) فی اللعان، ص۴۷۴، حدیث: ۲۲۵۰، مطبوعه: دار إبن حزم، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء)

یعنی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عویمر نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان طلاقوں کو نافذ کر دیا۔

یہ حدیث اس بات کی واضح تصریح ہے کہ حضرت عویمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور رسول اللہ ﷺ نے ان تین طلاقوں کو نافذ فرما دیا۔

نویں حدیث:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ:

وكان عبد الله إذا سئل عن ذلك، قال لأحد هم: أما أنت طلقت إمرأتك مرة أو مرتين فإن رسول الله ﷺ أمرنی بهذا (صحیح مسلم، جلد(۵)، جزء(۱۰)، کتاب(۱۸) الطلاق، باب(۱) تحريم طلاق الحائض الخ، ص۵۳، حدیث:۱(۱۴۷۱)، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء) (سنن دار قطنی، جلد(۲)، جزء(۴)، کتاب الطلاق، ص۱۸، حدیث:۳۹۲۱، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء) (سنن الكبرىٰ، جلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱۳) الإختيار للزوج الخ، ص۵۴۱، حدیث:۱۴۹۴۱، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے طلاق کے بارے میں جب سوال کیا جاتا تو فرماتے جب تم نے

اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا۔

اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے روایت کیا ہے:

كان إبن عمر إذا سئل عمن طلق ثلاثا، قال: لو طلقت مرة أو مرتين، فإن النبی ﷺ أمرنی بهذا (صحیح البخاری، جلد(۳)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٧) من قال لإمرأته الخ، ص٤١٤، حدیث:٥٢٦٤، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا جاتا جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوتیں تو فرماتے اگر ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو رجوع کر سکتے ہو نبی ﷺ نے مجھے اسی کا حکم فرمایا۔

اس سے معلوم ہوا کہ رجوع کا حق صرف ایک یا دو طلاق کے بعد ہے چاہے وہ اکھٹی دی جائیں یا الگ الگ، ایک مجلس میں دی جائیں یا الگ الگ مجالس میں اور تیسری کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا چاہے تیسری طلاق اسی وقت دی جائے یا بعد میں۔

دسویں حدیث:

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بارگاہ رسالت میں عرض کی! یارسول الله أفرأیت لوأنی طلقتها ثلاثا کان یحل لی أن أراجعها، قال: لا کانت تبین منك و تکون معصية (سنن الکبریٰ، جلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ماجاء فی إمضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٧، حدیث:١٤٩٥٥، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الاولی ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یارسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دوں تو کیا میرے لئے اس سے رجوع کرنا حلال ہوگا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، (یعنی بیک وقت تین طلاقیں دینے کے بعد رجوع کرنا حلال نہ ہوگا اگر ایسا کیا تو) تیری بیوی تجھ سے جدا ہو جائیگی اور ایسا کرنا گناہ ہوگا۔

زاہد الکوثری متوفی ۱۳۷۰ھ نے اس حدیث کے بارے میں لکھا کہ یہ حدیث امام طبرانی نے حضرت حسن سے اپنی سند کے ساتھ اور دار قطنی نے معلیٰ بن منصور کے طریق سے اور ابو بکر رازی نے ابن قانع محمد بن شاذان کی سند سے روایت کی ہے اور لکھا ہے یہ حدیث حجت ہونے کے درجے سے نہیں گرتی (الأشفاق علی أحکام الطلاق، هل یحل الطلاق رجعی الخ، ص١٣-١٤، مطبوعه: ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، کراچی)

گیارہویں حدیث:

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ان کے آباء میں سے کسی نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں، تو ان کے بیٹے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے:

فقالوا: یارسول اللہ ﷺ إن أبانا طلق أمنا ألفاً، فهل له مخرج؟ فقال: "إن أباكم لم يتق الله، فيجعل له من أمره مخرجا، بانت منه بثلاث على غير السنّة و تسعمائة وسبعة وتسعون إثم في عنقه" (سنن دار قطنی، جلد(۲)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، ص١٤، حديث:٣٨٩٨، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ھ-١٩٩٦ء)

یعنی عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہمارے والد نے ہماری ماں کو ہزار طلاقیں دے دی ہیں، تو کیاان کے لئے نکلنے کا کوئی راستہ ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک تمہارے والد اللہ سے نہیں ڈرے، جو اس کے لئے اس امر سے نکلنے کا کوئی راستہ بناتا، اس کی بیوی اس سے خلاف سنت طریقے پر جدا ہوگئی اور نو سو ستانوے طلاقیں اس کی گردن میں گناہ ہیں"۔

اس حدیث کی سند اگرچہ ضعیف ہے مگر حضرت ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے۔

امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ: عن عبادة عن النبي في رجل طلق الفاً: أما ثلاث له وأما تسعمائة وسبع وتسعون فعدوان وظلم إن شاء الله عذّبه وإن شاء غفرله

یعنی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی تھیں فرمایا، تین تو اس کیلئے ہیں یعنی تین تو واقع ہوگئیں اور مگر نو سو ستانوے پس وہ عدوان وظلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے اس کی وجہ سے اسے عذاب دے اور اگر چاہے تو بخش دے۔

اسی کی مثل حدیث مسند عبد الرزاق میں ہے (الاشفاق على أحكام الطلاق، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، ص٣٦-٣٧، مطبوعه: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

یہی حدیث امام ابوبکر بن علی متوفی ۸۰۰ھ نے بھی ذکر کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

فقال: بانت بثلاث في معصية وتسعمائه وسبعة وتسعون فيما لا يملك (جوهرة النيره، جلد(٢)، كتاب الطلاق، ص٣٩، مطبوعه: مير محمد كتب خانه، كراچی)

یعنی نبی ﷺ نے فرمایا عورت تین سے معصیت میں جدا ہوگئی اور نوسوستانوے کا وہ مالک نہیں۔

اور یہی حدیث محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ نے بھی نقل کی ہے جنہیں اہلحدیث (غیر مقلد) بھی رئیس الفقہاء مانتے ہیں دیکھئے فتاویٰ ثنائیہ (جلد(۲)، باب ہشتم، کتاب النکاح، ص ۳۳۲، مطبوعہ: اسلامی پبلشنگ ہاؤس، شیش محل روڈ، لاہور) جس کے الفاظ یہ ہیں:

فقال رسول اللّٰه! بانت بثلاث فی معصیة اللّٰه تعالیٰ وبقی تسعمائة وسبع وتسعون عدواناً وظلماً إن شاء عذّب اللّٰه وإن شاء غفرله (فتح القدیر، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، ص ۳۳۰، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت تین سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں جدا ہوگئی اور باقی نوسوستانوے زیادتی وظلم ہیں اللہ تعالیٰ چاہے تو عذاب دے چاہے تو اسے بخش دے۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور بے حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔

صحابہ کرام کے فتاویٰ

(۱) حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس، اُمُّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے:

عن أبی هریرة و إبن عباس وعائشة فی الرجل یطلق إمرأته ثلاثا قبل أن یدخل بها قالوا: لا تحل له حتی تنکح زوجا غیره (مصنف إبن أبی شیبه، جلد(۴)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۸) فی الرجل یتزوج المرأة ثم یطلقها، ص۱۹، حدیث:۹، مطبوعه: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۴ء)

یعنی حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم تینوں یہ فتوی دیتے تھے کہ جس شخص نے مقاربت سے پہلے اپنی بیوی کو (بیک کلمہ) تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک کہ وہ دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۲) حضرت ابن عباس، ابو ہریرہ، ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

عن محمد إبن أياس، أن إبن عباس، وأبا هريره، وعبد الله بن عمرو بن العاص سئلوا عن البكر ويطلقها زوجها ثلاثا، فكلهم قالوا: لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره (سنن أبى داؤد، جلد(٢)، كتاب(٧) الطلاق، باب(١٠) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص ٤٥٠، حديث:٢١٩٨، مطبوعه: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧ء)

یعنی محمد ابن ایاس بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس، ابوہریرہ، عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے پوچھا گیا کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دے دے اس کا کیا حکم ہے تو سب نے فرمایا وہ عورت اس پر بغیر حلالہ شرعیہ کے حلال نہیں۔

اور امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ کی روایت کے یہ الفاظ ہیں:

كلهم قال حرمت عليك (شرح معانى الآثار، جلد(٢)، جزء(٣)، كتاب(٨) الطلاق، باب(٢) الرجل يطلق إمرأته ثلاثا معاً، ص٥٧، حديث:٤٤٧٩، مطبوعه: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء) یعنی سب نے فرمایا وہ تجھ پر حرام ہوگئی۔

اور امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

لا ينكحها حتى تنكح زوجا غيره (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٣) الإختيار للزوج أن يطلق إلا واحدة، ص ٥٤٠، حديث:١٤٩٣٨، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی وہ مرد اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا جب تک وہ عورت دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۳) حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کا متفقہ فتویٰ:۔

امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ روایت کرتے ہیں:

عن الزهرى، عن أبى سلمة، عن أبى هريرة و إبن عباس أنهما قالا فى الرجل يطلق البكر ثلاثا: لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره (شرح معانى الآثار، جلد(٢)، جزء(٣)، كتاب(٨) الطلاق، باب(٣) الرجل يطلق إمرأته ثلاثا معاً، ص٥٨، حديث: ٤٤٨٠، مطبوعه: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

یعنی حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم دونوں نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل بیک کلمہ تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر حلال نہ ہوگی

جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ، امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن معاويه بن أبى عياش الأنصارى أنه كان جالسا مع عبدالله بن الزبير، وعاصم بن عمر، فجائهما محمد بن أياس إبن البكير، فقال: إن رجلا من أهل البادية طلق إمرأته ثلاثا، قبل أن يدخل بها، فماذا تريان؟ فقال إبن الزبير: إن هذا الأمر ما لنا فيه من قول، فاذهب إلى عبد الله بن عباس وأبى هريرة رضی اللہ عنہ فاسألهما ثم ائتنا فأخبرنا، فذهب فسألهما، فقال إبن عباس لأبى هريرة: إفته يا أبا هريرة، فقد جائتك معضلة (أى مسئلة صعبة مشكلة) فقال أبو هريرة: ألواحدة تبينها، والثلاث تحرمها، حتى تنكح زوجا غيره وفى المؤطا لمالك والسنن للبيهقى وقال إبن عباس مثل ذالك (شرح معانى الآثار جلد(۲)، جزء(۳)، كتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل يطلق إمرأته ثلاثا معا، ص۵۷، حديث:۴۴۷۸، مطبوعه: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الاولىٰ ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۴ء) (الموطا للامام مالك بن أنس، كتاب (۲۹) الطلاق، باب (۱۵) طلاق البكر، ص۵۰۳، ۵۰۴، حديث : ۴۴، مطبوعه دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الثالثه ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۶ء) مير محمد كتب خانه، كراچى) (سنن الكبرىٰ، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۴) ما جاء فى إمضاء الطلاق الثلاث، ص۵۴۹، حديث:۱۴۹۶۶، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء)

یعنی معاویہ ابن ابی عیاش انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ انکے پاس محمد بن ایاس ابن بکیر آیا اور کہا کہ ایک دیہاتی نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ لوگوں کے نزدیک اسکا کیا حکم ہے (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کا حکم پوچھا) تو حضرت ابن زبیر نے کہا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے بارے میں ہمارے پاس کوئی قول نہیں تو حضرت عبداللہ بن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلا جا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھ پھر وہ جو بھی جواب ارشاد فرمائیں وہ آکر ہمیں بھی بتانا۔ تو محمد بن ایاس نے انکی خدمت میں حاضر ہو کر مسئلہ پوچھا تو حضرت ابن عباس نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا، اے ابو ہریرہ! فتوی دے تیرے پاس ایک مشکل مسئلہ آیا ہے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ایک طلاق اسے بائن کر دیگی

(یعنی اگر جدا جدا طلاق کے الفاظ کہے گا تو وہ عورت ایک سے ہی بائن ہو جائیگی کیونکہ وہ غیر مدخول بہا ہے) اور تین طلاقیں اُسے حرام کر دیں گی (یعنی اگر تین طلاقیں ایک کلمہ کے ساتھ کہے گا تو تینوں ہی واقع ہو جائینگی اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائیگی) جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے اس مرد پر حلال نہ ہوگی اور حضرت ابن عباس نے بھی ان ہی کی مثل فرمایا۔

امام محمد بن حسن شیبانی ۱۸۹ھ، امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ اور ابن انس روایت کرتے ہیں۔

ایک شخص نے اپنی بیوی کو خلوت سے قبل ایک دم تین طلاقیں دے دیں پھر اس کا خیال ہوا کہ وہ اس سے دوبارہ نکاح کرے۔ فسأل أبا هريرة وعبد الله بن عباس فقالا: لا ينكحها حتى تنكح زوجا غيره، فقال: إنما كان طلاقي إياها واحدة، قال إبن عباس: أرسلت من يدك ما كان لك من فضل (مؤطا امام محمد، كتاب الطلاق، باب الرجل يطلق امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها، ص۲۶۳، مطبوعه: قديمى كتب خانه كراچى) (الموطا للامام مالك بن أنس، كتاب (۲۹)الطلاق، باب (۱۰)طلاق البكر، ص۵۰۳، حديث :۴۲ مطبوعه: دار إبن جزم، بيروت، الطبعة الثالثه ۱۴۱۶ھ-۱۹۹۶ء)(شرح معانى الآثار، جلد(۲)، جزء(۳)، كتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل يطلق إمرأته ثلاثا معاً، ص۵۷، حديث:۴۴۷۷، مطبوعه: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۴ء) (سنن الكبرىٰ، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۴) ما جاء فى إمضاء الطلاق الثلاث الخ، ص۵۴۸-۵۴۹، حديث:۱۴۹۶۵، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء) (مؤطا إبن انس مع شرحه القبس، جلد(۳)، كتاب الطلاق، باب ما جاء فى البتة، ص۹۴، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸ء)

یعنی حضرت ابوہریرہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی خدمت میں حاضر ہوا ان دونوں صحابہ نے فرمایا کہ اس نکاح کے جواز کی کوئی صورت نہیں، جب تک کہ وہ عورت دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ تو وہ شخص کہنے لگا میں نے ایک ہی لفظ سے تین طلاقیں دی تھیں اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تیرے ہاتھ میں جو کچھ تھا تو نے اکٹھا ہی دے دیا۔

جن روایات میں غیر مدخول بہا (جن سے مقاربت یا خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو) پر تین طلاقوں کے واقع ہونے کا حکم کیا گیا ہے اس سے مراد بیک کلمہ دی گئی تین طلاقیں ہیں کیونکہ اگر الفاظ متعددہ سے طلاقیں دی جائیں تو پہلی طلاق سے غیر مدخول بہا بائن ہو جاتی ہے اور باقی

طلاقوں کا محل نہیں رہتی اور وہ طلاقیں لغو ہو جاتی ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا روایات سے ظاہر ہے۔

(۴) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن إبن عمر أن رجلا أتى عمر رضی اللہ عنہ فقال: إنى طلقت إمرأتى يعنى ألبتة وهى حائض، قال: عصيت ربك وفارقت إمرأتك، فقال الرجل: فإن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أمر إبن عمر رضى الله عنهما حين فارق إمرأته أن يراجعها، فقال له عمر رضی اللہ عنہ: إن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم أمره أن يراجع إمرأته لطلاق بقى له وأنه لم يبق لك ما ترجع به إمرأتك (سنن الكبرىٰ، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۴) ما جاء فى إمضاء الطلاق الثلاث الخ، ص۵۴۷، حديث:۱۴۹۵۶، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں آیا کہنے لگا میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق مغلّظہ دیدی ہے تو آپ نے فرمایا تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی تو اس شخص نے کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے جب اپنی بیوی کو جدا کیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجوع کرنے کا حکم فرمایا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انہیں ان طلاقوں کی وجہ سے رجوع کا حکم فرمایا جو انکے پاس باقی تھیں اور تیری حالت یہ ہے کہ تیرے لئے کوئی طلاق باقی نہیں ہے جسکے ساتھ تو اپنی بیوی سے رجوع کرے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فى الرجل يطلق إمرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها قال: هى ثلاث لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره، وإذا كان أوتى به أوجعه.

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے بارے میں فرمایا جس نے مقاربت سے قبل بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں کہ تین طلاقیں واقع ہوگئیں جب تک وہ عورت دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پہلے خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی۔ اور جب کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے بیک وقت تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اسے سزا دیتے۔

انہی سے روایت ہے:

حضرت زید بن وہب فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دے دیں فرفع ذالك إلى عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال: إنما كنت ألعب فعلاه عمر رضی اللہ عنہ بالدرة، وقال: إن كان ليكفيك ثلاث (سنن الكبرى، جلد(۷)، كتاب الخلع و الطلاق، باب(۱٤) ما جاء فی إمضاء الطلاق الثلاث الخ، ص٥٤٧، حديث:۱٤٩٥٧-۱٤٩٥٨، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۲۰ھ-۱۹۹۹ء)

یعنی تو یہ فیصلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے فرمایا تو کھیلتا ہے؟ اور اس کے سر پر کوڑا مارا اور فرمایا تجھے تین، کافی ہیں یعنی تیری بیوی تین طلاقوں سے ہی تجھ پر حرام ہوگئی۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ روایت کرتے ہیں کہ:

یہی مسئلہ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ عورت اس مرد پر حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ پھر فرمایا كان عمر بن الخطاب إذا أتى برجل طلق إمرأته ثلاثا أو جع ظهره (شرح معانی الآثار، جلد(۲)، جزء(۳)، کتاب(۸) الطلاق، باب(۲) الرجل يطلق إمرأته ثلاثا معاً، ص٥٩، حديث:٤٤٨٨، مطبوعه: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولىٰ ۱٤۱٤ھ-۱۹۹٤ء)

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب کسی ایسے شخص کو لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی ہوتیں تو آپ اس کی پیٹھ پر مارتے۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:۔

عن أنس قال: كان عمر إذا أتى برجل قد طلق إمرأته ثلاثا فی مجلس أوجعه ضربا وفرق بينهما (مصنف إبن شيبه، جلد(٤)، كتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۰) من كره أن يطلق الرجل إمرأته ثلاثا فی مقعد واحد الخ، ص۱۱، حديث:۳، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأرلى ۱٤۱٤ھ-۱۹۹٤ء)

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی ایسا شخص لایا جاتا جس نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دی ہوں تو آپ اس کو مارتے تھے اور ان کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔

(۵) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عن معاوية بن أبى يحيى قال جاء رجل إلى عثمان فقال: إنى طلقت إمرأتى مائة قال: ثلاث تحرمها عليك وسبعة وتسعون عدوان (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فى الرجل يطلق إمرأته مائة أو ألفا فى قول واحد، ص١٣، حديث:٨، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

یعنی معاویہ بن ابی یحییٰ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ایک شخص نے کہا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دی ہیں، آپ نے فرمایا تین طلاقوں سے تمہاری بیوی تم پر حرام ہوگئی اور باقی ستانوے طلاقیں حد سے تجاوز ہیں۔

(۶) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن على فيمن طلق إمرأته ثلثا قبل أن يدخل بها قال: لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب ما جاء فى إمضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٧، حديث:١٤٩٥٩، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے دیں تو آپ نے فرمایا اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ اور امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن حبيب قال: جاء رجل إلى على فقال: إنى طلقت إمرأتى ألفا قال بانت منك بثلاث وأقسم سائرها بين نسائك (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فى الرجل يطلق إمرأته مائة أو ألفا فى قول واحد، ص١٢، حديث:٥، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء) (سنن دارقطنى، جلد(٢)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، حديث:٣٩٠١، ص١٤، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ-١٩٩٦ء)

یعنی حبیب کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آکر ایک شخص کہنے لگا میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی

ہیں آپ نے فرمایا تمہاری بیوی تین طلاقوں سے جدا ہوگئی باقی طلاقیں اپنی بیویوں میں تقسیم کر دو۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن علي ﷺ قال: لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره (سنن الكبرى، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ما جاء في إمضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٧، حديث: ١٤٩٦٠، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الاولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر سے اور وہ حضرت علی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو کوئی اپنی بیوی کو ایک دم ہزار طلاقیں دے دے تو اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۷) حضرت عبداللہ ابن مسعود ﷺ کا فتوی:۔

امام مالک بن انس متوفی ۱۸۹ھ روایت کرتے ہیں أنه بلغه أن رجلا جاء إلى عبد الله بن مسعود فقال: إني طلقت إمرأتي ثماني تطليقات، فقال إبن مسعود: فماذا قيل لك؟ قال: قيل لي إنها قد بانت مني، فقال إبن مسعود: صدقوا، من طلق كما أمره الله فقد بين الله له، ومن لَبَّسَ على نفسه لبسا، جعلنا لبسه ملصقا به، لا تلبسوا على أنفسكم ونَتَحمَّله عنكم، هو كما يقولون ((الموطا للامام مالك بن أنس، كتاب(٢٩) الطلاق، باب (١)ماجاء البتة، ص ٤٨٩، حديث : ٢ مطبوعه: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ-١٩٩٦ء)

یعنی ایک شخص حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے دی ہیں، تو حضرت ابن مسعود ﷺ نے فرمایا علماء صحابہ نے تجھے کیا کہا، وہ بولا مجھ سے یہ کہا کہ تیری بیوی تجھ سے بائن (جدا) ہوگئی تو آپ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق طلاق دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بیان فرما دیا اور جو حکم کو اپنے اوپر مشتبہ کرے گا تو ہم اس کی بلا اسی پر ڈال دیں گے، اپنے آپ کو مشتبہ نہ کرو جو ہم اسے تم پر ڈال دیں تیری بیوی کا حکم وہی ہے جو صحابہ کہتے ہیں (یعنی وہ تجھ سے جدا ہوگئی)۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علقمہ فرماتے ہیں! ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی خدمت میں حاضر ہو کر

عرض کی! إنی طلقت إمرأتی تسعا وتسعین مرة قال: فما قالوا لك؟ قال قالوا: قد حرمت علیك قال فقال عبد الله: بانت منك بثلاث وسائرهن عدوان (مصنف إبن أبی شیبه، جلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فی الرجل یطلق إمرأته مائة أو ألفا فی قول واحد، ص١٢، حدیث:١، مطبوعه: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٤ھ-١٩٩٤ء) (تفسیر مظهری، جلد(١)، سورة البقرة، آیت:٢٢٩، ص٣٠٢، مطبوعه: بلوچستان بك ڈپو، کوئٹه)

(یعنی) کہ میں نے اپنی بیوی کو ننانوے طلاقیں دی ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا علماء صحابہ نے تجھے اس کا کیا حکم بتایا؟ اس نے جواب دیا انہوں نے کہا ہے تیری بیوی تجھ پر حرام ہوگئی، تو علقمہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ نے فرمایا تین طلاقوں نے تجھ سے تیری بیوی کو الگ کر دیا اور باقی سب حد سے تجاوز ہیں۔

مندرجہ بالا دونوں روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے تین ہونے اور ان سے بیوی کے حرام ہونے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اتفاق ہے۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے: عن علقمه عن عبد الله أنه سئل عن رجل طلق إمرأته مائة تطلیقة قال: حرمتها ثلاث وسبعة وتسعون عدوان (مصنف إبن أبی شیبه، جلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فی الرجل یطلق إمرأته مائة أو ألفا فی قول واحد، ص١٢، حدیث:٢، مطبوعه: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٤ھ-١٩٩٤ء) (سنن الکبری، جلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(١٣) الإختیار للزوج أن لا یطلق إلا واحدة، ص٥٤٤، حدیث:١٤٩٤٨، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء)

یعنی علقمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیدیں آپ نے فرمایا تین طلاقوں سے اسکی بیوی حرام ہوگئی باقی ستانوے حد سے تجاوز ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ نے روایت کیا ہے:

عن إبن سیرین عن علقمة عن عبد الله قال: أتاه رجل فقال: إنه کان بینی وبین إمرأتی کلام فطلقتها عدد النجوم قال: تکلمت بالطلاق؟ قال: نعم! قال: قال عبدالله: قد بیّن الله الطلاق فعمّن أخذته؟ فمن طلّق کما أمره الله فقد تبیّن له ومن لبس علی نفسه جعلناه لبسه ،لا تلبسوا علی أنفسکم ونتحمّله عنکم هو کما

تقولون (مصنف إبن أبي شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٣) من قال لإمرأته: انت طالق عدد النجوم، ص ١٣، حديث:١، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

یعنی ابن سیرین، حضرت علقمہ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا میرے اور میری بیوی کے درمیان کچھ بات ہوگئی تو میں نے اسے تاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دے دیں تو آپ نے فرمایا تو نے طلاق کا لفظ زبان سے کہا؟ وہ کہنے لگا ہاں، راوی کہتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا اللہ نے طلاق دینے کا طریقہ بیان فرما دیا ہے، یہ طریقہ تو نے کس سے لیا؟ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق طلاق دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بیان فرما دیا ہے اور جو حکم کو اپنے اوپر مشتبہ کرے گا تو ہم اس کی بلا اسی پر ڈال دیں گے، اپنے آپ کو مشتبہ نہ کرو جو ہم اسے تم پر ڈال دیں۔

اس سے ثابت ہوا صحابہ کرام کے نزدیک بھی اگر کوئی اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دے تو واقع ہو جاتی ہیں اور وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا فتویٰ:۔

حضرت امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے طلاق کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے، جب تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا......

إن كنت طلقتها ثلاثا، فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك أو عصيت الله فيما أمرك من طلاق إمرأتك (صحيح مسلم، جلد(٥)، جزء(١٠)، كتاب(١٨) الطلاق، باب(١) تحريم طلاق الحائض الخ، ص٥٢، حديث:١(١٤٧١)، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

یعنی اور اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو بیوی تم پر حرام ہوگئی جب تک وہ تمہارے علاوہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے حلال نہ ہوگی اور تم نے اس کو اکٹھی تین طلاقیں دے کر اللہ تعالیٰ نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا اس کی نافرمانی کی ہے۔

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ نے چار مختلف اسناد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے طلاق کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے، جب تم نے اپنی بیوی

کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا

إن كنت طلقتها ثلاثا، فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك و عصيت الله فيما أمرك من طلاق إمرأتك (سنن دار قطنى، جلد(٢)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، حديث:٣٩٢١-٣٩٢٢-٣٩٢٤-٣٩٢٩، ص١٨-١٩-٢٠، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ- ١٩٩٦ء)

یعنی اور اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو وہ تم پر حرام ہوگئی جب تک وہ تمہارے علاوہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے حلال نہ ہوگی اور تم نے اس کو اکھٹی تین طلاقیں دے کر اللہ تعالیٰ نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا اس کی نافرمانی کی ہے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے طلاق کے متعلق سوال کیا جاتا تو آپ فرماتے، جب تم نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو تم رجوع کر سکتے ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس چیز کا حکم دیا تھا۔

إن كنت طلقتها ثلاثا، فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك و عصيت الله فيما أمرك من طلاق إمرأتك (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٣) الإختيار للزوج أن لا يطلق إلا واحدة، ص٥٤١، حديث:١٤٩٤١، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی اور اگر تم نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں تو بیوی تم پر حرام ہوگئی جب تک وہ تمہارے علاوہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے حلال نہ ہوگی اور تم نے اس کو اکھٹی تین طلاقیں دے کر اللہ تعالیٰ نے تمہیں طلاق دینے کا جو طریقہ بتایا تھا اس کی نافرمانی کی ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے یہ بھی روایت کیا ہے۔

عن نافع، عن إبن عمر قال: من طلق إمرأته وهي حائض ثلاثا، فقد بانت منه، وعصى ربّه، وخالف السنّة (سنن دار قطنى، جلد(٢)، جزء (٤)، كتاب الطلاق، ص٣٠، حديث: ٣٩٧٧- ٣٩٧٨، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ- ١٩٩٦ء)

یعنی حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاقیں بیک وقت دے دیں تو عورت اس سے جدا ہو جائے گی اور اس شخص

نے ایسا کر کے اپنے رب کی نافرمانی اور سنت کا خلاف کیا۔

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمر أنه كان يقول إذا قال الرجل إذا نكحت فلانة فهي طالق فهي كذالك إذا نكحها وإن كان طلقها واحدة أو اثنتين أو ثلثا فهو كما قال۔ (مؤطا إمام محمد، كتاب الطلاق، باب الرجل يقول إذا نكحت فلانة فهي طالق، ص۲۵۸، مطبوعه: قديمي كتب خانه، كراچی)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے جب کوئی شخص کہے اگر میں نے فلاں عورت سے نکاح کیا تو اسے طلاق ہے پھر جب اسی عورت سے نکاح کیا تو اسی طرح ہوگی (یعنی اسے طلاق ہو جائے گی) اگر اس نے اسے ایک طلاق یا دو طلاقیں یا تین طلاقیں دی تھیں تو اتنی ہی واقع ہو جائیں گی جتنی اس نے دی تھیں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تینوں ہی واقع ہو جاتی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں

قال جاء رجل إلى عبد الله بن عمر، وأنا عنده فقال: يا أبا عبد الرحمن! إنه طلق إمرأته مائة مرة، قال: بانت منك بثلاث وسبعة وتسعون يحاسبك الله بها يوم القيامة (مصنف إبن أبي شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) في الرجل يطلق إمرأته مائة أو ألفا في قوا واحد، ص١٣، حديث: ١٠، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

یعنی ایک شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں آیا راوی کہتا ہے میں بھی انکے پاس تھا۔ کہنے لگا اے ابو عبدالرحمٰن! (حضرت ابن عمر کی کنیت ہے) میں نے اپنی بیوی کو سو بار طلاق دی ہے تو آپ نے فرمایا تیری بیوی تین طلاق سے تجھ سے جدا ہو گئی باقی ستانوے کا حساب تجھ سے اللہ تعالیٰ بروز قیامت فرمائیگا۔

(۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا فتویٰ:۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن إبن عباس أنه قال لرجل طلق إمرأته ثلاثا: حرمت عليك (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٥) من جعل الثلاث واحدة الخ، ص٥٥٢، حديث:١٤٩٧٦،

مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اُس شخص سے فرمایا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دی تھیں کہ تجھ پر تیری بیوی حرام ہوگئی۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ اور امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن مالك بن الحارث قال: جاء رجل إلى إبن عباس فقال: إن عمى طلق إمرأته ثلاثا، فقال: إن عمك عصى الله فأتمه الله (فاندمه الله) وأطاع الشيطان فلم يجعل له مخرجا، فقلت: كيف ترى فى رجل يحلهاله؟ فقال (من يخادع الله يخادعه) (شرح معانى الآثار، جلد(٢)، جزء(٣)، كتاب(٨) الطلاق، باب(٢) الرجل يطلق إمرأته ثلاثا معاً، ص٥٧، حديث:٤٤٧٦، مطبوعه: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٤ھ-١٩٩٤ء) (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٠) من كره أن يطلق الرجل إمرأته ثلاثا فى مقعد واحد، ص١١، حديث:٢، مطبوعه: دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٤ھ-١٩٩٤ء) (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٥) من جعل الثلاث واحدة، ص٥٥٢، حديث:١٤٩٨١، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء)

یعنی مالک بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں عرض کی حضرت میرے چچا نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیدی ہیں آپ نے فرمایا تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی ہے تو اللہ نے اسے پشیمان کر دیا اور اس نے شیطان کی اطاعت کی ہے جس نے اس کیلئے نکلنے کی راہ نہیں چھوڑی مالک بن حارث کہتے ہیں میں نے کہا آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے وہ عورت اس کیلئے حلال ہوگی؟ تو آپ نے فرمایا جو اللہ کو دھوکہ دے وہ اپنے آپ کو دھوکہ دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عن إبن عباس قال: إذا طلقها ثلاثا قبل أن يدخل بها لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره ولو قالها تترى بانت بالأولى (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤) كتاب(١١) الطلاق، باب(١٩) فى الرجل يقول لإمرأته أنت طالق الخ، ص٢١، حديث:٧، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤ھ-١٩٩٤ء)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دخول سے پہلے تین طلاقیں دیدے تو وہ عورت اس پر اسوقت تک حلال نہیں ہے جبتک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے اور اگر اس نے متفرق الفاظ سے یہ طلاقیں دیں تو اس صورت میں پہلی طلاق سے بائنہ ہو جائیگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ غیر مدخول بہا کو اگر الگ الگ طلاقیں دی جائیں تو وہ پہلی طلاق سے ہی بائن ہو جاتی ہے پھر وہ محل طلاق نہیں رہتی جو دوسری طلاقیں واقع ہو سکیں اس لئے بقیہ دو لغو ہو جاتی ہیں۔

امام ابوداوٗد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت مجاہد نے بیان کیا، میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو سخت غصے کی حالت میں ایک دم تین طلاقیں دے دی ہیں

قال: فسكت حتى ظننت أنه رادها إليه، ثم قال: ينطلق أحدكم فيركب الحموقة ثم يقول: يا إبن عباس، يا إبن عباس، وإن الله قال: ﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهٗ مَخْرَجًا﴾ وإنك لم تتق الله فلا أجد لك مخرجا عصيت ربك وبانت منك إمرأتك (سنن أبي داؤد، جلد(۲)، كتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص۴۴۹، حديث:۲۱۹۷، مطبوعه: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء) (سنن دار قطنی، جلد(۲)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، ص ۱۰-۱۱-۳۲، حديث:۳۸۸۲-۳۹۸۹، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء) (سنن الكبرى، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۵) الإختيار للزوج أن لا يطلق إلا واحدة، ص۵۴۲، حديث:۱۴۹۷۸، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء)

(یعنی) حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ آپ خاموش رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ اس کی بیوی کو اس کی طرف لوٹا دیں گے پھر آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی حماقت پر سوار ہو کر ایسی حرکت کر بیٹھتا ہے پھر چلا آتا ہے اور کہتا ہے اے ابن عباس، اے ابن عباس اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (اور جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا ہے) اور بے شک تو اللہ سے نہیں ڈرا تو میں تیرے لیے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور تیری عورت تجھ پر جدا ہو گئی یعنی تین طلاقیں واقع ہونے کی وجہ سے تجھ پر حرام ہو گئی۔

یعنی اگر تو سنت کے مطابق طہر میں ایک طلاق دیتا تو تجھے سوچنے کا موقع ملتا اور اللہ تعالیٰ تیرے لیے کوئی راستہ پیدا فرما دیتا اور پھر تو اللہ سے نہیں ڈرا تو نے اس کے حکم پر عمل نہیں کیا اور بیک وقت تین طلاقیں دے بیٹھا تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر بیک وقت دی گئی تین طلاقوں سے ایک طلاق واقع ہوتی اور اس کے بعد رجوع ممکن ہوتا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اسے رجوع کرنے کا حکم فرماتے حالانکہ آپ نے رجوع کا حکم نہیں فرمایا بلکہ فرمایا فَلَمْ أَجِدُ لَكَ مَخْرَجًا میں تیرے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا یعنی تیری بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو چکی ہیں لہٰذا اب نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے ذرا غور کیجیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو فرما رہے ہیں کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے بعد میں تیرے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پاتا، حضرت ابن عباس تو راستہ نہیں پاتے نجانے ان غیر مقلدوں نے راستہ کہاں سے معلوم کر لیا۔

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ فرماتے ہیں اس حدیث کو

۱......حمید الاعرج وغیرہ نے مجاہد از ابن عباس

۲......شعبہ نے عمرو بن مرہ از سعید بن جبیر از ابن عباس

۳......ایوب اور ابن جریج دونوں نے عطاء از ابن عباس

۴......اعمش نے از مالک بن حارث از ابن عباس............اور

۵......ابن جریج از عمرو بن دینار از ابن عباس سے روایت کیا ہے:

كلهم قالوا فى الطلاق الثلاث: إنه أجازها، قال: وبانت منك (سنن أبى داؤد، جلد(۲)، كتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص۴۴۹، حديث:۲۱۹۷، مطبوعه: دار ابن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء)

یعنی سب نے بیک وقت تین طلاق کے بارے میں کہا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں نافذ فرما دیں (اور یہ نہیں فرمایا کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقوں سے تین نہیں ایک واقع ہوتی ہے) اور (یہ) فرمایا تیری بیوی تین طلاق واقع ہونے کی وجہ سے تجھ سے جدا ہو گئی۔

امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ دو مختلف سندوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن جبیر اور مجاہد بیان کرتے ہیں:

انه سئل عن رجل طلق إمرأته عدد النجوم، فقال: ((أخطأ السنة وحرمت

عليه إمرأته" (سنن دارقطنی، جلد(۲)، جزء(٤)، کتاب الطلاق، ص ۱۰ حدیث:۳۹۰۲-۳۹۰۳، ص ۱۵، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱٤۱۷ھ-۱۹۹٦ء)

یعنی حضرت ابن عباس سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے اپنی بیوی کو ستاروں کی تعداد کے برابر طلاقیں دی تھیں آپ نے فرمایا اس نے سنت کے خلاف کیا اور اسکی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ اور امام احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:

عن عمرو سئل عن إبن عباس عن رجل طلق إمرأته عدد النجوم فقال: يكفيه من ذلك رأس الجوزاء (مصنف إبن أبی شیبه، جلد(٤)، کتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۳) من قال لإمرأته: أنت طالق عدد النجوم، ص ١٤، حديث:۳، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤ھ-١٩٩٤ء) (سنن الكبرى، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث واحدة الخ، ص٥٥٢، حديث: ١٤٩٨٠، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء)

یعنی حضرت عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی شخص نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ستاروں کی مانند طلاقیں دے دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اُسے ان میں سے برج جوزا کا سر ہی کافی ہے (اور برج جوزا کے سر پر تین ستارے ہوتے ہیں تو مفہوم یہ ہے کہ تجھے تین طلاقیں کافی ہیں)۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ دو مختلف سندوں سے روایت کرتے ہیں کہ عطاء بن یسار اور مجاہد نے بیان کیا ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہا کہ:

طلقت إمرأتی مائة، قال: تأخذ ثلاثا وتدع سبعا وتسعين (سنن الكبرى جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث واحدة الخ، ص٥٥٢، حديث:١٤٩٧٧، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء)

یعنی میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا تین لے لو اور ستانوے چھوڑ دو۔ یعنی تین واقع ہوگئیں اور ستانوے لغو ہوگئیں۔

ابن انس روایت کرتے ہیں کہ:

عن مالك أنه بلغه أن رجلا قال لعبد الله بن عباس، إنی طلقت إمرأتی مائة تطليقة فماذا ترى علیّ؟ فقال له إبن عباس: طلقت منك لثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات الله هزوا (مؤطا إبن انس مع شرحه القبس، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب

ماجاء فی البتة، ص ٩٣، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ-١٩٩٨ء)

یعنی ایک شخص نے حضرت ابن عباس کی خدمت میں عرض کی حضرت میں نے اپنی بیوی کو بیک وقت سو طلاقیں دے دی ہیں تو حضرت ابن عباس نے فرمایا تیری بیوی تین سے طلاق والی ہوگئی اور جو زیادہ ہیں وہ تو نے اللہ کی آیتوں سے مذاق کیا ہے۔

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن سعيد إبن جبير أن رجلا سأل إبن عباس، أن رجلا طلق إمرأته مائة فقال: ثلاث تحرمها عليه، وسبعة وتسعون فی رقبته، إنه اتخذ آيات الله هزوا (شرح معاني الآثار، جلد(٢)، جزء(٣)، كتاب(١) الطلاق، باب(٢) الرجل يطلق إمرأته ثلاثا معاً، ص ٥٨، حديث: ٤٤٨١، مطبوعه: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤ھ-١٩٩٤ء)

یعنی حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ایک شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت سو طلاقیں دے دیں تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا تین طلاقوں نے اس کی بیوی اس پر حرام کر دی اور ستانوے اس کی گردن میں ہیں کہ اس نے اللہ کی آیتوں کو مذاق بنایا۔

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

ثلاث تحرم عليك إمرأتك وسائر هن وزر اتخذت آيات الله هزوا (سنن دار قطني، جلد(٢)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، ص ١٠، حديث: ٣٨٨٠، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ھ-١٩٩٦ء)

یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں نے تیری بیوی تجھ پر حرام کر دی اور تمام طلاقیں بوجھ ہیں کہ تو نے اللہ کی آیتوں کو مذاق بنایا۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے بیان کیا: أن رجلا جاء إلى إبن عباس، وقال طلقت إمرأتي ألفا، فقال: تأخذ ثلاثا ودع تسع مائة و سبعة و تسعين (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٥) من جعل الثلاث واحدة الخ، ص ٥٥٢، حديث: ١٤٩٧٦، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء)

یعنی ایک شخص حضرت ابن عباس کی خدمت میں آیا، عرض کی کہ میں نے اپنی بیوی کو ہزار طلاقیں دی ہیں آپ نے فرمایا تین لے لے اور نو سو ستانوے چھوڑ دے یعنی تین واقع ہوگئیں باقی لغو ہوگئیں۔

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں، حضرت سعید بن جبیر نے بیان کیا أن رجلا طلق إمرأته ألفاً ، فقال: "يكفيك من ذلك ثلاث وتدع تسعمائة وسبعا وتسعين" (سنن دار قطنى، جلد (٢)، جزء (٤)، كتاب الطلاق، ص ١٠، حديث:٣٨٧٩، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ- ١٩٩٦ء)

یعنی ایک شخص نے بیوی کی ہزار طلاقیں دے دیں تو آپ نے اسے فرمایا ان میں سے تین تجھے کافی ہیں باقی نوسوستانوے چھوڑ دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے متعدد فتاویٰ ذکر کیے گئے جن میں صراحۃً مذکور ہیں کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں یہی آپ کا مذہب ہے اور اسی پر آپ فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ جو روایات اس کے خلاف آپ سے مروی ہیں وہ آپ کی مرویات نہیں بلکہ آپ کی طرف منسوب ہیں کیونکہ یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ جیسا جلیل القدر صحابی، رسول اللہ ﷺ سے ایک چیز روایت کرے پھر فتویٰ اس کے خلاف دے۔ اگر منسوب نہیں بلکہ آپ ہی کی مرویات ہیں تو بھی منسوخ ہیں کیونکہ صحابی کا عمل اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف ہو تو یہ اس حدیث کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے یعنی وہ احادیث کسی طرح بھی قابل استدلال نہیں کیونکہ محدثین کے ہاں بھی یہی اصول ہے کہ راوی کا عمل جب اپنی روایت کے خلاف ہو تو وہ روایت قابل استدلال نہیں رہتی۔

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:۔

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ، امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عطاء بن یسار نے بیان کیا:

جاء رجل يسأل إبن عمرو بن العاص، عن رجل طلق إمرأته ثلاثا ، قبل أن يمسها ، قال عطاء: فقلت إنما طلاق البكر واحدة ، فقال لى عبد الله بن عمرو بن العاص: إنما أنت قاص ،ألواحدة تبينها ، والثلث تحرمها حتى تنكح زوجا غيره وفى المصنّف لإبن أبى شيبة إنما أنت قاض ولست بمفتى! ((الموطا للامام مالك بن أنس، كتاب (٢٩ الطلاق، باب (١٥)طلاق البكر، ص٥٠٣،حديث : ٤٣، مطبوعه: دار إبن حزم،

بیروت ، الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ-١٩٩٦ء) (مصنف إبن أبی شیبه، جلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) فی الرجل یتزوج المرأة ثم یطلقها، ص١٨، حدیث:٣، مطبوعه: دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولی١٤١٤هـ-١٩٩٤ء) (شرح معانی الآثار، جلد(٢)، جزء(٣)، کتاب(٨) الطلاق، باب(٢) الرجل یطلق إمرأته ثلاثا معا، ص٥٨،حدیث:٤٤٨٦، مطبوعه: عالم الکتب، بیروت، الطبعة الأولی١٤١٤هـ-١٩٩٤ء) (سنن الکبری، جلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ماجاء إمضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٩، حدیث:١٤٩٦٧، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمرو کی خدمت میں حاضر ہو کر ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل بیک وقت تین طلاقیں دے دیں تو عطاء بن یسار کہتے ہیں کہ میں نے کہا غیر مدخول بہا کی طلاق صرف ایک ہے تو حضرت ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مجھے کہا کہ نہیں ہے تو مگر ایک مرد قصہ بیان کرنے والا جو قصہ گوئی علم فقہ سے مناسبت نہیں رکھتی۔ غیر مدخول بہا کو ایک طلاق بائن کر دے گی اور تین طلاقیں حرام جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پہلے خاوند کیلئے حلال نہ ہوگی اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے آپ نے عطاء بن یسار سے فرمایا تو صرف قاضی ہے مفتی نہیں غیر مدخول بہا کو ایک بائن کر دے گی اور تین حرام۔

(۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:۔

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ، امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہما سے غیر مدخول بہا کو تین طلاقیں دینے والے کے بارے میں حکم دریافت کیا گیا:

فقال إبن عباس لأبی هریرة: إفته یا أبا هریرة، فقد جائتك معضلة، فقال أبو هریرة: ألواحدة تبینها، والثلاث تحرمها، حتی تنکح زوجا غیره ((الموطا للامام مالك بن أنس کتاب (٢٩) الطلاق، باب (١٥) طلاق البکر، ص٥٠٣،٥٠٤، حدیث : ٤٤، مطبوعه: دار إبن حزم ، بیروت، الطبعة الثالثة ١٤١٦هـ-١٩٩٦ء) (شرح معانی الآثار، جلد(٢)، جزء(٣)، کتاب(٨) الطلاق، باب(٢) الرجل یطلق إمرأته ثلاثا معا، ص٥٧، حدیث:٤٤٧٨، مطبوعه: عالم الکتب، بیروت، الطبعة الأولی١٤١٤هـ-١٩٩٤ء) (سنن الکبریٰ، جلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ما جاء فی امضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٩، حدیث:١٤٩٦٦، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

تو حضرت ابن عباس نے حضرت ابو ہریرہ سے فرمایا اے ابو ہریرہ فتوی دے تیرے پاس ایک مشکل مسئلہ آیا ہے تو حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا ایک طلاق اسے بائن کر دے گی (یعنی اگر جدا جدا طلاق کے الفاظ کہے گا تو وہ عورت ایک سے ہی بائن ہو جائے گی کیونکہ وہ غیر مدخول بہا ہے) اور تین طلاقیں اسے حرام کر دیں گی (یعنی اگر تین طلاقیں ایک لفظ کے ساتھ کہے گا تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی اور وہ عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی) جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے اس مرد پر حلال نہ ہوگی اور حضرت ابن عباس نے بھی ان ہی کی مثل فرمایا۔

(۱۲) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا فتوی:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ اور امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ: عن واقع بن سحبان قال: سئل عمران بن حصين عن رجل طلق إمرأته ثلاثا في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت عليه إمرأته (مصنف إبن أبي شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٠) من كره أن يطلق إمرأته ثلاثا الخ، ص١٠، حديث:١، مطبوعه: دارالفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء) (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٣) الإختيار للزوج الخ، ص٥٤٤، حديث:١٤٩٤٩، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی واقع بن سحبان بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو آپ نے فرمایا اس شخص نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی۔

(۱۳) حضرت انس رضی اللہ عنہ کا فتوی:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں:

عن شقيق بن أبي عبد الله عن أنس قال: لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره (مصنف إبن أبي شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) في الرجل يتزوج المرأة ثم يطلقها، ص١٩، حديث:١٦، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دیں تو عورت اس پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۱۴) حضرت مغیرۃ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا فتوی:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن ابی حازم، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں:

أنه سئل عن رجل طلق إمرأته مائة فقال: ثلاث تحرمنها عليه و سبعة وتسعون فضل

(مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فى الرجل يطلق إمرأته مائة أو ألفا فى قول واحد، ص١٣، حديث:٩، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء) (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ما جاء فى إمضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٩، حديث: ١٤٩٧٠، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی ایک شخص نے ان سے اُس شخص کے متعلق سوال کیا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت سو طلاقیں دی تھیں تو حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تین طلاقوں میں اس کی بیوی اس پر حرام کردی اور باقی ستانوے فضول گئیں۔

(۱۵) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا فتوی:۔

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے کہ:

عن سويد بن غفلة، قال: كانت عائشة الخثعمية عند الحسن بن على بن أبى طالب رضی اللہ عنہ، فلما أصيب على، وبويع الحسن بالخلافة، قالت: لتهنئك الخلافة، يا أمير المؤمنين، فقال: يقتل على، وتظهرين الشماتة، إذهبى فأنت طالق ثلاثا، قال: فتلفعت نساجها، وقعدت حتى انقضت عدتها، وبعث إليها بعشرة آلاف متعة، وبقية بقى لها من صداقها، فقالت متاع قليل، من حبيب مفارق، فلما بلغه قولها بكى، وقال لولا أنى سمعت جدى أوحدثنى أبى أنه سمع جدى يقول: "أيما رجل طلق إمرأته ثلاثا مبهمة، أو ثلاثا عند الأقراء، لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره" لراجعتها (سنن دار قطنى، جلد(٢)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، ص٢٠، حديث:٣٩٢٨، مطبوعه: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٧هـ-١٩٩٦ء) (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ما جاء إمضاء الطلاق الثلاث وإن كن مجموعات، ص٥٥٠، حديث:١٤٩٧١،

مطبوعه: دار الکتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء)

یعنی سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں کہ عائشہ خثعمیہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے نکاح میں تھیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس نے حضرت امام حسن سے کہا کہ اے امیر المؤمنین! خلافت مبارک ہو، حضرت امام حسن نے فرمایا تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر خوشی کا اظہار کر رہی ہو، جاؤ تم کو تین طلاقیں دیں، اس نے اپنے کپڑے لئے اور بیٹھ گئی حتی کہ اسکی عدت پوری ہوگئی، حضرت امام حسن نے اسکی طرف اس کا بقیہ مہر اور دس ہزار روپیہ صدقہ بھیجا، جب اسکے پاس قاصد یہ مال لے کر آیا تو اس نے کہا مجھے اپنے جدا ہونے والے محبوب سے یہ تھوڑا سا سامان ملا ہے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی تو آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا اگر میں نے اپنے نانا سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی یا یہ کہا کہ اگر میرے والد نے یہ بیان نہ کیا ہوتا کہ انہوں نے میرے نانا سے سنا ہے "جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں خواہ الگ الگ طہروں میں یا یک وقت تو وہ عورت اس کیلئے حلال نہیں جب تک کہ وہ کسی اور خاوند کے پاس نہ رہے" تو میں اس سے رجوع کر لیتا۔

(۱۶) اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فتویٰ:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ اُمُّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ فتویٰ دیا کرتی تھیں کہ جس شخص نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں تو اس کی بیوی اس پر حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (مصنف إبن أبی شيبه، جلد(٤) كتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) فی الرجل يتزوج المرأة ثم يطلقها، ص١٩، حديث:٩، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤ھ-١٩٩٤ء)

(۱۷) اُمُّ المؤمنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا فتویٰ:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن جابر قال: سمعت أم سلمة سئلت عن رجل طلق إمرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها فقالت: لا تحل له حتى يطأه زوجها (مصنف إبن أبی شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) فی الرجل يتزوج المرأة ثم يطلقها، ص١٩، حديث:٦، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤ھ-١٩٩٤ء)

یعنی صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُمُّ المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے سوال کیا گیا ایک شخص نے مقاربت سے پہلے ایک بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ نے فرمایا اس کی بیوی اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک دوسرا شوہر اس سے وطی (ہمبستری) نہ کرے۔

(۱۸) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا موقف:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

قد طلق عبد الرحمن بن عوف إمرأته ثلاثا فلم يعب عليه ذالك (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١١) من رخص للرجل أن يطلق الخ، ص١١، حديث:٢، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو کسی نے اسکو معیوب نہیں سمجھا۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے کہ:

ابوسلمہ بیان کرتے ہیں طلق عبد الرحمن بن عوف إمرأته ثلاثا فلم يعب ذالك عليه أحد (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٣) الاختيار للزوج أن لا يطلق إلا واحدة، ص٥٤٠، حديث:١٤٩٣٨، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں تو صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی نے بھی اس کو معیوب نہیں سمجھا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں طلق عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ تماضر بنت الأصبع الكلبية فبتها (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(٣٨) ما جاء فى توريث المبتوتة فى مرض الموت، ص٥٩٣، حديث:١٥١٢٤، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے تماضر بنت اصبع کو طلاق مغلظہ دی۔ (یعنی بیک وقت تین طلاقیں دیں)

(۱۹) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کا موقف:۔

امام مالک بن انس متوفی ۱۷۹ھ، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ ابن ابی عیاش انصاری سے بیان کیا کہ میں، عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر کے ساتھ بیٹھا تھا کہ ان کے پاس محمد بن ایاس

ابن بکیر آیا اور کہا کہ ایک دیہاتی نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں تو آپ لوگوں کے نزدیک اس کا کیا حکم ہے (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کا حکم پوچھا) تو حضرت ابن زبیر نے کہا یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے بارے میں ہمارے پاس کوئی قول نہیں تُو حضرت عبداللہ بن عباس اور ابو ہریرہ کے پاس چلا جا اور ان سے یہ مسئلہ پوچھ پھر وہ جو بھی جواب ارشاد فرمائیں وہ آکر ہمیں بھی بتانا تاکہ ہمیں بھی یہ مسئلہ معلوم ہو سکے اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عباس نے یہ فتویٰ دیا کہ ایک طلاق سے وہ بائن ہو جائیگی اور تین سے حرام، جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے اس مرد کیلئے حلال نہ ہوگی۔ (الموطا للامام مالك بن أنس، كتاب (٢٩) الطلاق، مالك باب (١٠) طلاق البكر، ص ٥٠٣-٥٠٤، حديث: ٤٤ مطبوعه : دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الثالثه ١٤١٦هـ- ١٩٩٦ء) (شرح معانى الآثار، جلد(٢)، جزء(٣)، كتاب الطلاق، باب(٢) الرجل يطلق إمرأته ثلاثا معا، ص٥٧، حديث:٤٤٧٨، مطبوعه: عالم الكتب بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء) (سنن الكبرى، جلد(٧)، كتاب الخلع و الطلاق، باب(١٤) ما جاء فى امضاء الطلاق الثلاث، ص٥٤٩، حديث:١٤٩٦٦، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

(۲۰) حضرت عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما کا مؤقف:۔

مندرجہ بالا روایت سے معلوم ہوا کہ عاصم بن عمر کا مؤقف بھی اس مسئلہ میں وہی ہے جو حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ کے فتویٰ سے ظاہر ہے کیونکہ آپ نے غیر مدخول بہا کو تین طلاق کا حکم پوچھنے والے سے فرمایا کہ ابن عباس اور ابو ہریرہ سے مسئلہ پوچھو اور جو جواب دیں ہمیں بھی بتانا اسلئے کہ عام صحابہ مسائل میں فقہاء صحابہ کی طرف ہی رجوع کیا کرتے تھے جیسا کہ فتح القدير (جلد(٣)، كتاب الطلاق، باب طلاق السنة، ص ٣٣٠، مطبوعه: دار احياء التراث العربى، بيروت) میں ہے۔

(۲۱) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا مؤقف:۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا مؤقف بھی یہی ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں کیونکہ حضرت معاذ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا "اے معاذ جس نے طلاق بدعت ایک دی یا دو یا تین دیں ہم نے اس کی بدعت کو لازم کر دیا" جیسا کہ امام دارقطنی اپنی سنن میں اور امام بیہقی نے اپنی سنن میں اسے روایت کیا ہے۔ اور حضرت معاذ جلیل القدر، عظیم المرتبت

صحابی ہیں ان سے متصور نہیں کہ جسے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کریں فتویٰ اس کے خلاف دیں۔

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں لا تبلغ عدة المجتهدين الفقهاء الصحابة أكثر من عشرين كالخلفاء الأربعة، والعبادلة، وزيد بن ثابت، و معاذ بن جبل، وأنس، وأبى هريرة رضي الله عنهم وقليل سواهم والباقون يرجعون إليهم ويستفتون منهم، وقد أثبتنا النقل عن أكثرهم صريحا بايقاع الثلاث، ولم يظهر لهم مخالف، فماذا بعد الحق إلا الضلال (فتح القدير، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب طلاق السنة، ص ۳۳۰، مطبوعه: دار احياء التراث العربی، بیروت)

یعنی مجتہدین فقہاء صحابہ کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں ہے جیسے خلفاء اربعہ (ابوبکر، عمر، عثمان، علی)، عبادلہ (عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو، عبداللہ بن زبیر)، زید بن ثابت، معاذ بن جبل، انس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور تھوڑے ان کے سوا اور باقی صحابہ ان فقہائے صحابہ کی طرف رجوع کرتے تھے اور ان سے فتویٰ حاصل کرتے تھے اور ان میں سے اکثر کے فتاویٰ ہم نے نقل کئے ہیں جن میں صراحۃً مذکور ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور ان کے فتاویٰ کا کوئی صحابی بھی مخالف نہیں۔ پس یہی حق ہے کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں حق کے علاوہ جو ہے وہ گمراہی ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے حضرت عمر[1] فاروق، عثمان[2] غنی، علی[3] مرتضی، ام المومنین عائشہ[4]، ام سلمۃ[5]، ابن[6] مسعود، ابن[7] عمر، ابن[8] عباس، ابن[9] عمرو، عمران[10] بن حصین، انس[11]، مغیرہ[12] بن شعبہ، ابو ہریرۃ[13]، حسن[14] بن علی، عبدالرحمن[15] بن عوف، عبداللہ[16] بن زبیر، عاصم[17] بن عمر اور معاذ[18] بن جبل رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ اور مذہب بیان کیا گیا سب کا یہی مذہب ہے اور سب یہی فتویٰ دیا کرتے تھے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے اور بے حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔

تابعین عظام کے فتاویٰ

(۱) امام ابن شہاب زہری کا فتویٰ:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن الزهرى فى رجل طلق إمرأته ثلاثا جميعا قال: إن فعل فقد عصى ربه وبانت منه إمرأته (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٠) من كره أن يطلق إمرأته ثلاثا فى مقعد واحد الخ، ص١١، حديث:٦، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

یعنی امام ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دیں اس نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہوگئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور عورت شوہر پر حرام ہو جاتی ہے۔

(۲) قاضی شریح کا فتویٰ:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن الشعبى عن شريح قال رجل: إنى طلقتها مائة قال: بانت منك بثلاث وسائرهن إسراف ومعصية (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فى الرجل إمرأته مائة ألفا فى قول واحد الخ، ص١٣، حديث:١١، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

یعنی شعبی کہتے ہیں کہ شریح سے کسی نے پوچھا میں نے اپنی بیوی کو سو طلاقیں دے دی ہیں تو انہوں نے فرمایا تمہاری بیوی تین طلاق سے علیحدہ ہوگئی اور باقی طلاقیں اسراف اور معصیت ہیں۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

(۳) امام شعبی کا فتویٰ:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن عاصم عن الشعبى فى الرجل يطلق إمرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها قال: لا تنكح

حتی تنکح زوجا غیرہ (مصنف إبن أبی شیبہ، جلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) فی الرجل یتزوج المرأۃ ثم یطلقھا، ص١٩، حدیث:١٣، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الأولی ١٤١٤ھ-١٩٩٤ء)

یعنی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے دے تو امام شعبی اس کے متعلق فرماتے ہیں وہ عورت اس پر حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(۴) امام حسن بصری کا فتویٰ:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

جاء رجل إلی الحسن فقال: إنی طلقت إمرأتی ألفا قال: بانت منك العجوز (مصنف إبن ابی شیبہ، جلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٢) فی الرجل إمرأتہ مائۃ ألفا فی قول واحد الخ، ص١٣، حدیث:١٣، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الأولی ١٤١٤ھ-١٩٩٤ء)

یعنی حضرت حسن بصری سے ایک شخص نے کہا میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں آپ نے فرمایا تمہاری بیوی تم سے علیحدہ ہوگئی۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے روایت کیا ہے کہ:

روینا عن الحسن البصری أنہ قال فیمن قال لإمرأتہ: إن کلّم أخاہ فامرأتہ طالق ثلاثا فإن شاء طلقھا واحدۃ ثم ترکھا حتی تنقضی عدتھا فإذا بانت کلّم أخاہ ثم یتزوجھا بعد إن شاء (سنن الکبری، جلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(٧) ما یقع وما لایقع علیٰ إمرأتہ من طلاقہ، ص٥١٩، حدیث:١٤٨٦٨، مطبوعہ: دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الأولی ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء)

یعنی امام حسن بصری سے مروی ہے کہ جس نے یہ کہا کہ اگر اس نے اپنے بھائی سے بات کی تو اسکی بیوی کو تین طلاقیں ہیں، پھر اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی کو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے تاکہ اس کی عدت گذر جائے اور وہ بائن ہو جائے تو اپنے بھائی سے بات کرے پھر اگر چاہے تو اس عورت سے دوبارہ نکاح کر لے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تنجیزاً اور تعلیقاً واقع ہو جاتی ہیں۔

(۵) حضرت ابراہیم نخعی کا فتویٰ:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن إبراهيم قال: إذا طلقها ثلاثا قبل أن يدخل بها لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) فى الرجل يتزوج المرأة الخ، ص١٩، حديث:١٢، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

یعنی حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ جب کسی شخص نے مقاربت سے قبل اپنی بیوی کو بیک کلمہ تین طلاقیں دے دیں تو وہ اس پر اس وقت تک حلال نہیں جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

حضرت ابراہیم نخعی نے غیر مدخول بہا پر تینوں واقع ہونے کا حکم فرمایا اس سے مراد بیک وقت دی گئی تین طلاقیں ہیں ورنہ اگر الگ الگ دی جائیں تو غیر مدخولٰ بہا عورت ایک سے بھی بائن ہو جائیگی اور محل طلاق نہ رہے گی لہٰذا بقیہ دو واقع نہ ہونگی جیسا کہ دوسری روایت میں ہے:

عن مغيرة عن إبراهيم فى الرجل يتزوج المرأة فيطلقها ثلاثا قبل أن يدخل بها قال: إن كان قال: طالق ثلاثا كلمة واحدة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره وإذا طلقها طلاقا متصلا فهو كذلك (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) فى الرجل يتزوج المرأة ثم يطلقها، ص١٩، حديث:١١، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

یعنی مغیرۃ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاق دے دے تو اسکے بارے میں حضرت ابراہیم نخعی فرماتے ہیں اگر اس نے ایک ہی کلمہ سے یوں کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو وہ عورت اس مرد پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے اور اگر اس نے اسے جدا جدا مُتَّصِلاً طلاقیں دی تھیں تو وہ اسی طرح ہے۔ (یعنی ایک سے ہی بائن ہو جائے گی)

(٦) امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:۔

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن عائذ بن حبيب، عن أبان بن تغلب قال: سألت جعفر بن محمد عن رجل طلق إمرأته ثلاثا، فقال: "بانت منه، ولا تحل له حتى تنكح زوجا غيره"، فقلت له: أفتى الناس بهذا؟ قال: نعم (سنن دار قطنى، جلد(٢)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، حديث:٣٩٧٩، ص٣١، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ- ١٩٩٦ء)

یعنی عائذ بن حبیب بیان کرتے ہیں ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ انہوں نے امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ

سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں تو آپ نے فرمایا اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہوگئی اور وہ اس کے لئے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے راوی کہتا ہے، میں نے عرض کیا کہ آپ لوگوں کو یہ فتویٰ دیتے ہیں (یعنی جو بھی بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو آپ، تینوں طلاقیں واقع ہونے اور بیوی کو مذکور شوہر پر حرام ہونے کا فتوی دیتے ہیں) آپ نے فرمایا ہاں (یعنی ہم بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع اور عورت کے حرام ہونے کا فتوی دیتے ہیں)۔

علامہ آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ نقل کرتے ہیں

عن سلمة بنَ جعفر الأحمس قال: قلت لجعفر بن محمد رضى الله تعالى عنهما ان من طلق ثلاثا بجهالة ردّ إلى السنّة يجعلونه واحدة يرونها عنكم؟ قال: معاذ الله ما هذا قولنا من طلق ثلاثا فهو كما قال (تفسير روح المعانى، جلد(۱)، جزء(۲)، سورة البقرة، مبحث فى ﴿الطلاق مرتان﴾، ص۱۳۹، مطبوعه: دار احياء التراث العربى، بيروت، الطبعة الرابعة ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵ء)

یعنی سلمۃ بن جعفر بیان کرتے ہیں میں نے امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا جو شخص جہالت سے تین طلاقیں دے دے کیا سنت کی طرف لوٹایا جائے گا اور اسے ایک طلاق قرار دیا جائے گا اور یہ آپ سے روایت کیا جاتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا معاذ اللہ یہ ہمارا قول نہیں ہے۔ جو شخص تین طلاقیں دے تو اتنی ہی واقع ہونگی جتنی اس نے کہیں۔

(۷) حضرت سعید ابن المُسَیَّب، سعید بن جبیر اور حضرت حمید بن عبدالرحمٰن کا متفقہ فتویٰ:۔

امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

عن قتاده عن سعيد إبن المسيب وسعيد بن جبير وحميد بن عبدالرحمن قالوا: لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(۴)، كتاب(۱۱) الطلاق، باب(۱۸) فى الرجل يتزوج المرأة ثم يطلقها، ص۱۹، حديث:۱۷، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۴ھ-۱۹۹۴ء)

یعنی قتادہ بیان کرتے ہیں، حضرت سعید بن میبّب، حضرت سعید بن جبیر اور حمید بن عبدالرحمٰن نے کہا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت اس پر حلال نہ ہوگی جب تک

دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے۔

تابعین عظام میں سے حضرت ابن شہاب[1] زہری، قاضی[2] شریح، امام حسن[3] بصری، ابراہیم[4] نخعی، امام جعفر[5] صادق، سعید[6] بن المسیب، سعید[7] بن جبیر اور حمید[8] بن عبدالرحمٰن کے فتاویٰ اور ان کا مذہب بیان کیا گیا ہے۔ سب کا یہی مذہب ہے اور سب یہی فتویٰ دیا کرتے تھے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اور عورت سوہر پر حرام ہوجاتی ہے بلا حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔

مذاہب اربعہ

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک ہی دفعہ میں تین طلاقیں دے دے تو چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی) میں لازم ہوجائیں گی اور جمہور علماء کا بھی یہی نظریہ ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری لکھتے ہیں۔ ویحسب علیه الطلاق البدعی سواء کان واحد أو أكثر باتفاق الأئمة الأربعة، و خالفهم بعض الشواذ الذين لايعول على آرائهم (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، جلد (٤)، كتاب الطلاق، بحث مايترتب على الطلاق البدعي من الأحكام، ص ٣٠٨، مطبوعه داراحياء التراث العربي، بيروت، ١٩٦٩)

یعنی اگر کوئی شخص بدعی طلاق دے تو باتفاق ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ مالک، شافعی، احمد) اس پر دی ہوئی بدعی طلاق شمار کی جائے گی چاہے ایک طلاق دے یا ایک سے زیادہ (دو یا تین) دے اور ان کی صرف اُن لوگوں نے مخالفت کی جو جمہور سے الگ، حق سے جدا ہوگئے کوئی مسلمان ان کی (مخالفِ قرآن وسنت) آراء کی طرف مائل نہیں ہوگا۔

جمہور علماء کے فتاویٰ

(۱) امام محمد متوفی ۱۸۹ھ کا فتویٰ:۔

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی نے حضرت ابن عباس اور ابو ہریرہ کا تین طلاق کے وقوع کا فتویٰ ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے اسی حدیث کو ہم فتویٰ کیلئے لیتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہ اور عام فقہاء احناف کا قول ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں بیک وقت ہی واقع ہوجاتی ہیں۔

(مؤطا امام محمد، كتاب الطلاق، باب الرجل يطلق إمرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها، ص٢٦٣، مطبوعه: قديمي كتب خانه، كراچي)

(۲)امام بخاری متوفی ۲۶۵ھ کا فتویٰ:۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری لکھتے ہیں اہل علم نے فرمایا اگر تین طلاقیں ایک ہی کلمہ میں دے دی جائیں تو اس سے حرمت غلیظہ آجاتی ہے اور بیوی حرام ہوجاتی ہے۔(صحيح بخاری، جلد(٣)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٧) من قال لإمرأته أنت عليّ حرام، ص٤١٣، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

(۳)امام ابوداؤد متوفی ۲۷۵ھ کا فتویٰ:۔

امام ابوداؤد بن سلیمان اشعث کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں اور اس کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا اسی لئے آپ نے باب نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث میں حدیث رکانہ جس کی ایک روایت ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں اور نبی ﷺ نے انہیں رجوع کا حکم فرمایا اور دوسری روایت ہے کہ انہوں نے تین نہیں بلکہ طلاق البتة دی تھی یہ لفظ (البتة) ایک اور تین کا احتمال رکھتا ہے اور نبی ﷺ نے ان سے نیت معلوم کی اور ایک طلاق کی نیت ہونے کی وجہ سے انہیں رجوع کا حکم فرمایا۔ امام ابوداؤد نے اسی روایت کو اصح کہا ہے اور باب کا نام یہ رکھا کہ ''تین طلاق کے بعد مراجعة منسوخ ہونا یعنی رجوع کا حق نہ رہنا''(سنن أبي داؤد، جلد(٢)، كتاب(٧) الطلاق، باب(١٠) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص٤٤٧، مطبوعه: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧ء)

(۴)امام ترمذی متوفی ۲۷۹ھ کا فتویٰ:۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے صحابہ اور ان کے علاوہ عامة العلماء کے نزدیک عمل اسی پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے پھر وہ اس کے علاوہ کسی اور سے شادی کرلے اور دوسرا اسے مقاربت سے قبل طلاق دے دے تو وہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے نے اس سے مقاربت نہ کی ہو۔(جامع ترمذی، جلد(٢)، كتاب(٩) النكاح، باب(٩٦) ما جاء في من يطلق إمرأته ثلاثا الخ، ص٩٦، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

(۵) امام قدوری متوفی ۴۲۸ھ کا فتویٰ:۔

امام ابوالحسن احمد بن محمد قدوری فرماتے ہیں کہ ایک کلمہ سے تین طلاقیں دینا یا ایک طہر میں تین طلاقیں دین بدعت ہے اگر ایسا کیا تو تینوں واقع ہو جائیں گی عورت اس سے جدا ہو جائیگی اور اس طرح طلاق دینے والا گناہ گار ہوگا۔ (قدوری مع شرح اللباب، جلد(۲) کتاب الطلاق، ص۳۷، مطبوعه: دار المعرفة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸ء)

(۶) شیخ الاسلام قاضی القضاۃ امام ابوالحسن متوفی ۴۶۱ھ کا فتویٰ:۔

امام ابوالحسن علی بن حسین فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تو تین طلاق والی ہے اور اس کی نیت ایک طلاق کی تھی تو اتنی ہی واقع ہوں گی جتنی اس نے کہیں یعنی تین واقع ہو جائیں گی۔ (النتف فی الفتاوی، کتاب الطلاق، المصحف والمکنی، ص۲۰۳، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۷ء)

(۷) امام سرخسی متوفی ۴۸۳ھ کا فتویٰ

علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی لکھتے ہیں " کسی شخص نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی سے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں وہ ہمارے نزدیک تینوں ہی واقع ہو جائیں گی اور یہی حضرت عمر، ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ (مبسوط، جلد(۳)، جزء ٦، کتاب الطلاق، باب من الطلق الخ، ص۷۳، مطبوعه: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء)

(۸) ابوالولید سلمان بن خلف الباجی متوفی ۴۹۴ھ کا فتویٰ:۔

ابوالولید باجی نے المنتقی میں لکھا ہے جس شخص نے ایک لفظ سے تین طلاقیں دے دیں تو جتنی طلاقیں اس نے دیں تو اتنی ہی لازم ہو جائیں گی اور یہی جماعت فقہاء کا قول ہے اور اس کی دلیل جو ہم دیتے ہیں وہ اجماع صحابہ ہے کیونکہ طلاق ثلاثہ کا واقع ہو جانا حضرت عبداللہ بن عمر، عمران بن حصین، عبد اللہ بن مسعود، ابن عباس، ابو ہریرۃ اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے صحابہ کرام میں سے اس قول میں ان کا کوئی مخالف نہیں (الاشفاق علی احکام الطلاق، الطلاق الثلاث بلفظ واحد، ص۳۹، مطبوعه: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

(۹) امام بغوی متوفی ۵۱۶ھ کا فتویٰ:۔

امام ابو محمد حسین بن مسعود بغوی فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں

دے دیں تو وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہیں جب تک کسی دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے

(تفسیر معالم التنزیل برحاشیه خازن، جلد(۱)، سورۃ بقرۃ، ص۲۲۸، مطبوعه: مطبعه مصطفی البابی وأولاده، مصر، الطبعة الثانية ۱۳۵۷ھ - ۱۹۵۵ء)

(۱۰) امام قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ کا فتویٰ:۔

امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ لکھتے ہیں بیک وقت دی گئی تین طلاقیں تمام علماء کے نزدیک لازماً واقع ہوجاتی ہیں (إكمال المعلم بفوائد المسلم، جلد(۵)، کتاب الطلاق، باب طلاق الثلاث، ص ۲۰، مطبوعه: دار الوفاء، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء)

(۱۱) امام قاضی خان متوفی ۵۹۲ھ کا فتویٰ:۔

علامہ حسن بن منصور اوزجندی فرماتے ہیں کہ اگر کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا مجھے تین طلاقیں دے اور شوہر نے کہا میں نے ایسا ہی کیا یا کہا میں نے طلاق دی تو تین طلاقیں واقع ہوجائینگی (خانية برحاشيه هندية، جلد(۱)، كتاب الطلاق، ص۵۵۳، مطبوعه: دار المعرفة، بيروت، الطبعة الثالثه۱۳۹۳ھ-۱۹۷۳ء)

(۱۲) شیخ الاسلام ابوالحسن مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ کا فتویٰ:۔

شیخ الاسلام ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی فرماتے ہیں کہ طلاق بدعت یہ ہے کہ تین طلاقیں ایک کلمہ سے یا تین کلمات سے ایک طہر میں دینا اگر کسی نے ایسا کیا تو تینوں واقع ہوجائیں گی اور وہ گناہ گار ہوگا (الهداية، جلد(۱-۲)، كتاب الطلاق، باب الطلاق السنة، ص۲۴۷، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۰ھ- ۱۹۹۰ء)

(۱۳) امام قرطبی متوفی ۶۵۶ھ کا فتویٰ:۔

امام ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی لکھتے ہیں جمہور سلف اور ائمہ کے نزدیک دی گئی تین طلاقیں لازماً واقع ہوجاتی ہیں اسمیں کوئی فرق نہیں اکٹھی ایک کلمہ سے دی جائیں یا متفرق کلمات سے۔

(المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم، جلد(۴)، كتاب الطلاق، باب امضاء الطلاق الثلاث من كلمة، ص۲۳۷-۲۳۸، مطبوعه: دار إبن كثير، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء)

(۱۴) شارح صحیح مسلم امام نووی متوفی ۶۷۶ھ کا فتویٰ:۔

امام یحییٰ بن شرف النووی فرماتے ہیں امام شافعی و مالک و ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل اور

ان کے علاوہ جمہور علماء سلف وخلف کا یہی قول ہے کہ ایک لفظ سے تین طلاقیں دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں۔(شرح صحیح مسلم للنووی، جلد(٥)، جزء(١٠)، کتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص٦٠، حدیث:١٥(١٤٧٢)، مطبوعہ: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ-٢٠٠٠ء)

(١٥) عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ متوفی ٦٨٠ھ کا فتویٰ:۔

اگر کسی شخص نے اپنی مدخول بہا بیوی سے یوں کہا تجھے سنت کے مطابق تین طلاقیں ہیں اور اس نے تمام طلاقوں کے اسی وقت وقوع کا ارادہ کیا تو اس کی نیت صحیح ہو گی اور تین طلاقیں فی الحال واقع ہو جائیں گی۔(شرح وقایہ اوّلین، جلد(٢)، کتاب الطلاق، بیان الأقسام الثلاث للطلاق، ص٧٠، مطبوعہ: مکتبہ إمدادیہ، ملتان)

(١٦) حافظ الدین ابو البرکات متوفی ٧١٠ھ کا فتویٰ:۔

تین طلاقیں ایک طہر میں یا ایک کلمہ سے دینا بدعی طلاق ہے اور اگر کسی نے اپنی مدخول بہا (جس سے مجامعت یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہو) بیوی سے کہا تجھے بطور سنت تین طلاقیں ہیں اور اس نے اگر نیت کر لی کہ تینوں اسی وقت واقع ہوں تو واقع ہو جائیں گی۔(کنز الدقائق، کتاب الطلاق، ص١١٣، مطبوعہ: مکتبہ ضیائیہ، راولپنڈی)

(١٧) امام خازن متوفی ٧٢٥ھ کا فتویٰ:۔

علامہ علاؤ الدین علی الشہیر بالخازن لکھتے ہیں طلاق صریح لفظ ہے جس نے بلانیت تین طلاقیں دیں تو تینوں واقع ہو جائینگی۔ طلاق شرعی یہ ہے کہ ایک کے بعد دوسری طلاق متفرقاً دی جائے سوائے جمع اور اکٹھی دینے کے۔ یہ تفسیر اس کا قول ہے جس کے نزدیک تین طلاقیں جمع کرنا حرام ہے مگر امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں تین واقع ہو جائیں گی اگرچہ ایسا کرنا حرام ہے۔(تفسیر خازن، جلد(١)، البقرة، ص٢٢٨، مطبوعہ: مطبعہ مصطفی البابی وأولادہ، مصر، الطبعة الثانية ١٣٥٧ھ - ١٩٥٥ء)

(١٨) علامہ ابن کثیر متوفی ٧٧٤ھ کا فتویٰ:۔

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے طلاق کو تین تک محدود کر دیا اور ایک اور دو طلاق میں رجوع کو مباح فرمایا اور تین میں کلی طور پر بائن فرما دیا(تفسیر إبن کثیر، جلد(١)، سورة البقرة،

:۲۲۹، ص ۴۸۱، مطبوعہ: دار الأندلس، بیروت، الطبعة السابعة ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵ء)

(۱۹) امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی متوفی ۷۸۶ھ کا فتویٰ:۔

تین طلاقیں بیک کلمہ یا ایک طہر میں دینا طلاق بدعت ہے اور ہمارے نزدیک حرام ہے لیکن اگر ایسا کیا تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی اور عورت اس سے جدا اور حرمت غلیظہ کے ساتھ حرام ہو جائے گی اور اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔ (عناية برحاشيه فتح القدير، جلد(۳)، كتاب الطلاق، باب الطلاق السنة، ص۳۲۹، مطبوعه: دار احياء التراث العربى، بيروت)

(۲۰) امام ابوبکر بن علی المعروف بالحدادی متوفی ۸۰۰ھ کا فتویٰ:۔

اگر کسی شخص نے ایک کلمہ سے یا ایک طہر میں تین طلاقیں دیں تو واقع ہو جائینگی، عورت جدا ہو جائیگی اور وہ گنہگار ہوگا۔ (جوهرة النيرة، جلد(۲)، كتاب الطلاق، ص۳۹، مطبوعه: مير محمد كتب خانه، كراچى)

(۲۱) علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ کا فتویٰ:۔

علامہ ابن حجر لکھتے ہیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں چاہے اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ (فتح البارى شرح بخارى، جلد(۱۲)، جزء(۹)، كتاب(۶۸) الطلاق، باب(۴) من جوز الطلاق الثلاث، ص۴۵۳، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء)

(۲۲) شیخ الاسلام علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ کا فتویٰ:۔

شارح بخاری علامہ عینی لکھتے ہیں کہ جمہور علماء تابعین اور جو انکے بعد ہوئے ان میں امام اوزاعی، امام نخعی، امام ثوری، امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب، امام مالک اور انکے اصحاب، امام شافعی اور انکے اصحاب، امام احمد اور انکے اصحاب، امام اسحاق، امام ابو عبیدہ اور دوسرے کثیر علماء کا یہی مذہب ہے کہ جو شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدے تو تینوں واقع ہو جاتی ہیں لیکن وہ گنہگار ہوگا اور جو اسکی مخالفت کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں اور اہلسنّت (یعنی نبی ﷺ اور صحابہ کرام کے طریقے) کے مخالف ہیں۔ (عمدة القارى شرح بخارى، جلد(۱۴)، كتاب(۶۸) الطلاق، باب(۴) من أجاز الطلاق الثلاث، ص۳۳۶، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۸ء)

(۲۳) شارح صحیح بخاری علامہ ابوالحسن علی بن خلف بن مالک کا فتویٰ:۔

علامہ ابوالحسن فرماتے ہیں ایک کلمہ کے ساتھ دی گئی تین طلاقوں کے لازماً واقع ہونے

پر ائمہ فتوی متفق ہیں اور ایسا کرنا ان کے نزدیک سنت کے خلاف ہے اور اس کا خلاف (یعنی تین سے ایک مراد لینا) شذوذ (حق سے جدا ہونا) ہے اور ایسی بات صرف بدعتی ہی کرتا ہے۔(شرح صحیح بخاری لابن بطال، جلد(۷)، کتاب(۶۸) الطلاق، باب(۴) من أجاز من الطلاق الثلاث، ص ۳۹۰، مطبوعہ: مکتبہ الرشید، ریاض، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۲۰۰۰ء)

(۲۴) محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ کا فتویٰ:۔

شیخ الاسلام کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں "جمہور صحابہ و تابعین اور انکے بعد کے ائمۃ المسلمین کا یہی مذہب ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دینے سے تین واقع ہوتی ہیں"۔(فتح القدیر، جلد(۳)، کتاب الطلاق، ص ۳۳۰، مطبوعہ: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

(۲۵) شارح صحیح بخاری امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ کا فتویٰ:۔

امام شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿تَسۡرِیۡحٌ م بِاِحۡسَانٍ﴾ عام ہے بیک وقت تین طلاقوں کو بھی شامل ہے آیت بلا انکار اس پر بھی دلالت کرتی ہے اہل تشیع اور بعض اہل ظاہر کہتے ہیں اگر کوئی بیک وقت تین طلاقیں دے دے تو ایک واقع ہوتی ہے ۔یہ شاذ (قرآن وسنت سے جدا) مذہب ہے جس پر عمل نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ منکر ہے اور صحیح وہ ہے جسے امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔(ارشاد الساری شرح بخاری، جلد(۸)، کتاب(۶۸) الطلاق، باب(۴) من أجاز الطلاق الثلث، ص ۱۳۲-۱۳۳، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت)

(۲۶) امام حلبی متوفی ۹۵۶ھ کا فتویٰ:۔

امام ابراہیم بن محمد بن ابراہیم حلبی لکھتے ہیں اگر کسی شخص نے اپنی مدخول بہا بیوی سے کہا تجھے سنت کے مطابق تین طلاقیں ہیں تو ہر طہر میں ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر اسکی نیت فی الحال تینوں کے وقوع کی ہوگی تو اسکی نیت صحیح ہوگی اور تینوں اسی وقت واقع ہو جائینگی۔(ملتقی الأبحر مع مجمع الأنہر، جلد(۲)، کتاب الطلاق، ص ۷، مطبوعہ: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء)

(۲۷) علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ کا فتویٰ:۔

بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔ یہ اہلسنّت کا مذہب ہے بخلاف

روافض کے (بحر الرائق، جلد (۳)، کتاب الطلاق، ص۲۴۳، مطبوعہ: ایچ ایم سعید، کراچی)

(۲۸) امام شعرانی متوفی ۹۷۳ھ کا فتویٰ:۔

سیدی امام عبدالوہاب الشعرانی لکھتے ہیں یہ ساری بحث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایک ہی کلمہ سے تین طلاقوں کے وقوع پر علماءِ صحابہ کا اجماع ہے (کشف الغمة عن جميع الأمة، جلد(۲)، كتاب الطلاق، فصل فی طلاق البتة وجمع الثلاث الخ، ص۱۲۹، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ء)

(۲۹) امام ابن حجر مکی متوفی ۹۷۴ھ کا فتویٰ:۔

امام ابن حجر مکی سے سوال ہوا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے لئے یہ کہا اگر میں اپنی اس بیماری میں مرگیا تو میری بیوی کو میری زندگی کے آخری حصے میں تین طلاقیں ہیں۔ تو جواب میں آپ نے فرمایا تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔ (الفتاویٰ الکبریٰ الفقهيه، جلد(٤)، كتاب النكاح، باب الطلاق، ص۱۳۸، مطبوعه: ملتزم الطبع والنشر عبد الحميد أحمد حنفی، مصر)

(۳۰) مخدوم محمد جعفر بوبکانی متوفی (فی اواخر القرن العاشر) کا فتویٰ:۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے اکثر طلاق ہے تو تین طلاقیں واقع ہوجائینگی اسی طرح کسی نے کہا تجھے کثیر طلاق تو بھی تین طلاقیں واقع ہوجائینگی کیونکہ طلاق میں کثیر تین ہیں۔

(المتانه، كتاب الطلاق، باب ما يقع به الطلاق و مالا يقع، ص ۴۷۰، مطبوعه: جنة احياء الأب السندى)

(۳۱) علامہ رملی متوفی ۱۰۰۴ھ کا فتویٰ:۔

علامہ شمس الدین رملی سے سوال کیا گیا اگر کسی شخص نے کہا کہ میں نے اس سال قاہرہ کا سفر نہ کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہیں اور وہ اس سال سفر نہ کرسکا تو جواب میں آپ نے فرمایا اس کے اس سال سفر نہ کرنے کی وجہ سے تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔ (فتاویٰ علامه شمس الدين رملی برحاشيه فتاویٰ الكبریٰ، جلد(۳)، كتاب الطلاق، ص۲۳۱، مطبوعه: ملتزم الطبع والنشر عبد الحميد أحمد حنفی، مصر)

(۳۲) شیخ الاسلام محمد بن عبداللہ بن احمد تمرتاشی متوفی ۱۰۰۶ھ کا فتویٰ:۔

اگر کسی نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی سے کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو تینوں ہی واقع ہوجائیں گی۔ (تنور الأبصار مع شرحه در مختار، جلد(۳)، كتاب الطلاق، باب الطلاق غير المدخول

بہا، ص ٢٨٤-٢٨٥، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الثالثه ١٣٩٩هـ-١٩٧٩ء)

(۳۳) ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ کا فتویٰ:۔

علامہ علی بن سلطان محمد القاری المعروف بملا علی قاری لکھتے ہیں جو شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں ہیں اس میں اختلاف ہے امام مالک، شافعی، ابو حنیفہ، احمد اور سلف و خلف (اگلے و پچھلے علماء و فقہاء) فرماتے ہیں کہ تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور بعض اہل ظاہر کہتے ہیں کہ ایک واقع ہوگی (مرقات، جلد(٦)، كتاب النكاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثالث، ص ٢٩٣، مطبوعه: مكتبه إمداديه، ملتان)

(۳۴) محقق فقیہ شیخ زادہ متوفی ۱۰۷۸ھ کا فتویٰ:۔

محقق فقیہ عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان شیخ زادہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے تجھے تین طلاقیں ہیں اور ایسا کرنا سخت حرام ہے اور اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا لیکن اس نے ایسا کر لیا تو اس کی بیوی اس سے جدا ہو جائے گی۔ (یعنی طلاق مغلظہ واقع ہونے سے جدا ہو جائے گی)

(مجمع الأنهر، جلد(١)، كتاب الطلاق، ص ٣٨٢، مطبوعه: دار الطباعة العامره، مصر، ١٣١٦هـ)

(۳۵) علامہ محمد علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ کا فتویٰ:۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا اگر میں نے تجھے طلاق دی تو، تو طلاق والی ہے اس سے پہلے تین طلاقیں۔ تو اجماعاً تینوں واقع ہو جائیں گی۔ (در مختار، جلد(٣)، كتاب الطلاق، ص ٢٢٩، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الثالثه ١٣٩٩هـ-١٩٧٩ء)

(۳۶) امام زرقانی متوفی ۱۱۴۲ھ کا فتویٰ:۔

امام محمد عبد الباقی زرقانی لکھتے ہیں اور جمہور علماء کے نزدیک تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں بلکہ علامہ ابن عبد البر نے کہا اجماع اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا خلاف شاذ (یعنی اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے جدا ہونا) ہے جس کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی۔ (زرقانی فی شرح موطا إمام مالك، جلد(٣)، كتاب الطلاق، ص ١٦٧، مطبوعه: دار المعرفة، بيروت، ١٣٩٨هـ-١٩٧٨ء)

(۳۷) شیخ نظام متوفی ۱۱۵۷ھ اور ہند کے مقتدر علماء کی جماعت کا فتویٰ:۔

عدد کے اعتبار سے بدعی طلاق یہ ہے تین طلاقیں پاکیزگی کے ایک زمانہ میں کلمہ واحدہ

سے دے یا متفرق کلمات سے دے یا دو طلاقیں ایک طہر میں کلمہ واحدہ سے یا کلماتِ متفرقہ سے دے، اگر ایسا کیا تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔(الهندیة، جلد(۱)، کتاب الطلاق، الباب الاول، ص ۳۴۹، مطبوعه: دار المعرفة، بیروت، الطبعة الثالثه ۱۳۹۳ھ- ۱۹۷۳ء)

(۳۸) مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی متوفی ۱۱۷۴ھ کا فتویٰ:۔

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا تجھے اتنی طلاقیں ہیں اور تین کا اشارہ کیا تو تینوں ہی واقع ہو جائیں گی۔(بیاض الفقة، جلد(۱)، کتاب الطلاق، ص ۱۰۷، مخطوطات و نقل مخطوطات محفوظ در لائبریری جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان)

(۳۹) قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ کا فتویٰ:۔

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں "لیکن اس پر سب کا اجماع ہے کہ جس نے اپنی بیوی کو کہا تجھے تین طلاقیں تو بالاجماع تینوں واقع ہو جائیں گی۔" (تفسیر مظهری، جلد(۱)، البقرة، ص ۳۰۰، مطبوعه: بلوچستان بک ڈپو، کوئٹہ)

(۴۰) شاہ عبدالعزیز دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ کا فتویٰ:۔

آپ لکھتے ہیں "لیکن اگر تین طلاقیں دے دیں۔ خواہ ایک دفعہ تین طلاق دیں خواہ متفرق تین طلاق دیں تو اس صورت میں جائز نہیں کہ وہ اس عورت سے نکاح کرے جب تک حلالہ نہ کیا جائے۔ حلالہ سے مراد یہ ہے کہ وہ عورت دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرے اور اس کا دوسرا شوہر اس عورت کے ساتھ جماع (ہمبستری) کرے اور اس کے بعد طلاق دے تو اس عدت کی مدت گزر جانے کے بعد جائز ہوگا کہ پہلا شوہر اس کے ساتھ نکاح کرے تو یہ بلا حلالہ کے جائز نہیں کہ پہلا شوہر اس کے ساتھ نکاح کرے"۔(فتاویٰ عزیزیه، باب الفقه، مسائل طلاق، ص ۵۷۲، مطبوعه: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی ۱۳۹۶ھ-۱۹۷۶ء)

(۴۱) علامہ صاوی متوفی ۱۲۴۱ھ کا فتویٰ:

علامہ احمد بن محمد الصاوی لکھتے ہیں یعنی اگر تین طلاقیں ثابت ہو جائیں خواہ ایک دم ہوں یا الگ الگ تو عورت (اپنے شوہر پر) حلال نہ رہے گی یہ وہ مسئلہ ہے جس پر سب کا اجماع ہے۔(تفسیر صاوی، جلد(۱)، سوره بقره، آیت: ۲۳۰، ص ۱۰۷، مطبوعه، دارالفکر، بیروت)

(۴۲)علامہ شامی متوفی ۱۲۵۲ھ کا فتویٰ:۔

علامہ محمد امین ابن عابدین شامی لکھتے ہیں جمہور صحابہ وتابعین اوران کے بعد کے ائمۃ المسلمین کا مذہب یہ ہے کہ بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں واقع ہوجاتی ہیں۔ (رد المحتار، جلد(۳)، کتاب الطلاق، مطلب طلاق الدور، ص۲۳۳، مطبوعہ: دار الفکر، بیروت، الطبعة الثالثة ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹ء)

(۴۳)علامہ سید عبدالغنی المیدانی متوفی ۱۲۶۸ھ کا فتویٰ:۔

اگر کسی شخص نے ایک کلمہ سے یا ایک طہر میں تین طلاقیں دیں تو واقع ہوجائیں گی عورت جدا ہوجائے گی اور وہ گنہگار ہوگا۔ (اللباب، جلد(۲) کتاب الطلاق، ص۳۷، مطبوعہ: دار المعرفة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۸ھ-۱۹۹۸ء)

(۴۴)شاہ محمد مسعود محدث دہلوی متوفی ۱۳۰۹ھ کا فتویٰ:۔

آپ نے ان الفاظ "میں نے تیری بیٹی کو تین طلاقیں دیں" کے جواب میں لکھا بصورت مرقومہ تین طلاقیں مغلظہ واقع ہوئیں۔ (فتاویٰ مسعودی، باب(۳)، معاملات بین الزوجین، ص۳۵۳، مطبوعہ: سرہند پبلیکیشنز، کراچی)

(۴۵)مخدوم عبدالغفور ہمایونی متوفی ۱۳۳۶ھ کا فتویٰ:۔

اگر کسی شخص نے غیر مدخول بہا بیوی (یعنی جس کے ساتھ ہمبستری یا خلوت صحیحہ نہ کی ہو) کو ایک یا دو طلاقیں دیں تو اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے اور اگر تین طلاقیں دیں لیکن جدا جدا جیسے کہا تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تو پھر بھی وہ اس عورت سے بغیر حلالہ نکاح کرسکتا ہے اور اس طرح کہا تجھے تین طلاقیں ہیں تو اسے بغیر حلالہ شرعیہ نکاح کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ ہمایونی، جلد(۱)، کتاب الطلاق والعدة، ص۱۴۶-۱۴۷، مطبوعہ: در مطبع رفاہ عام واقع، لاہور)

(۴۶)امام احمد رضا متوفی ۱۳۴۰ھ کا فتویٰ:۔

"ایک جلسہ میں تین طلاقیں ہوجانے پر جمہور صحابہ وتابعین وائمہ اربعہ علیہم اجمعین کا اجماع ہے۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد(۵)، حصہ(۵)، کتاب الطلاق، مسئلہ(۳۰)، ص۲۹، مطبوعہ: مکتبہ رضویہ آرام باغ، کراچی)

(۴۷) علامہ ابوالمصطفیٰ غلام احمد ملکانی متوفی ۱۳۵۴ھ کا فتویٰ:۔

سوال: اگر کسی شخص نے اپنی (مدخول بہا) بیوی سے تین بار کہا تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، تو اس صورت کتنی طلاقیں واقع ہوں گی؟

جواب: اس صورت میں تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (مجموعة الفتاویٰ، جلد(۲)، کتاب الطلاق، ص۱۱۷، مخطوطات و نقل مخطوطات محفوظ در لائبریری: جمعیت اشاعت اهلسنّت، پاکستان)

(۴۸) صدر الشریعہ متوفی ۱۳۶۷ھ کا فتویٰ:۔

صدر الشریعہ محمد امجد علی اعظمی لکھتے ہیں "جب اس نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دیں تو تینوں واقع ہوگئیں خواہ یوں کہے کہ تجھ کو تین طلاقیں دیں یا یوں کہ لفظ طلاق تین مرتبہ ذکر کیا ہو۔" (فتاویٰ أمجدیه، جلد(۲)، کتاب الطلاق، ص۱۷۷، مطبوعه: مکتبه رضویه، آرام باغ کراچی)

(۴۹) صدر الافاضل متوفی ۱۳۶۷ھ کا فتویٰ:۔

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں کہ "تین طلاقوں کے بعد عورت شوہر پر بحرمت مغلظہ حرام ہو جاتی ہیں اب نہ اس سے رجوع کر سکتا ہے نہ دوبارہ نکاح جب تک کہ حلالہ نہ ہو۔"

(تفسیر خزائن العرفان، البقرة، آیت ۲۲۹، ص ۴۲، مطبوعه: مکتبه رضویه، آرام باغ کراچی)

(۵۰) مفتی اعظم سندھ متوفی ۱۴۰۲ھ کا فتویٰ:۔

مفتی اعظم سندھ مفتی محمد عبداللہ نعیمی سے سوال ہوا کہ زید نے اپنی (مدخول بہا) زوجہ کو ایک مجلس میں تین بار یوں کہا میں تجھے طلاق دیتا ہوں تو آپ نے جواب میں لکھا بلا شبہ باجماع جمیع صحابہ و تابعین و باجماع ائمہ اربعہ (امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد) صورت مسئولہ میں تین طلاقیں واقع ہوں گی اور بغیر حلالہ شرعیہ مرد پر حلال نہ ہوگی۔ (فتاویٰ مجددیه نعیمیه، جلد(۱)، معاملات بین زوجین، طلاق، ص۲۳۳، مطبوعه: مفتی أعظم سنده اکیڈمی، دار العلوم مجددیه نعیمیه ملیر، کراچی، طباعت بار أول ۱۴۱۱ھ)

(۵۱) مفتی اعظم پاکستان متوفی ۱۴۱۳ھ کا فتوی:۔

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد وقار الدین لکھتے ہیں "ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم ابوحنیفہ، امام

مالک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی رضی اللہ عنہم کے نزدیک تین طلاق ایک ہی مجلس میں دینے سے بھی تین طلاق واقع ہوتی ہیں۔" (وقار الفتاویٰ، جلد(۳)، کتاب الطلاق، طلاق ثلاثہ کا بیان، مطبوعہ: بزم وقار الدین، کراچی)

اوران کے علاوہ ابوسعید[۵۲] خلف بن ایوب العامری البلخی متوفی ۲۲۰ھ، امام سحنون[۵۳] بن سعید تنوخی متوفی ۲۵۶ھ، محمد[۵۴] بن شجاع ثلجی متوفی ۲۶۶ھ، عالم[۵۵] بن علاء متوفی ۲۸۶ھ، امام ابوجعفر احمد[۵۶] بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ، محمد[۵۷] بن محمد حاکم شہید بلخی متوفی ۳۴۴ھ، امام[۵۸] ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۷۳ھ، برہان الشریعۃ محمد[۵۹] بن عبید اللہ المحبوبی متوفی ۳۷۶ھ، محمد[۶۰] بن فضل البخاری متوفی ۳۸۱ھ، فخر[۶۱] الاسلام علیبن محمد البز ودی متوفی ۴۲۲ھ، ابو[۶۲] اسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ھ، امام احمد[۶۳] بن محمد بن محمد متوفی ۴۷۴ھ، جلال الدین[۶۴] شمس الدین خوازمی متوفی ۴۹۰ھ، عبد الرشید[۶۵] بن ابو حنیفہ الولوالجی متوفی ۵۴۰ھ، علی[۶۶] بن احمد الرازی متوفی ۵۴۲ھ، ابو القاسم محمد[۶۷] بن یوسف الحسینی السمر قندی متوفی ۵۵۶ھ، احمد[۶۸] بن محمد العتابی متوفی ۵۸۶ھ، علاؤ الدین[۶۹] ابو[۷۰] بکر بن مسعود الکاسانی متوفی ۵۸۷ھ، مفتی خوارزم محمد ظہیر الدین متوفی ۶۰۰ھ، احمد[۷۱] بن محمد الغزنوی متوفی ۶۰۰ھ، قاضی علاؤ الدین[۷۲] محمد بن عبد اللہ الحارثی المروزی متوفی ۶۰۶ھ، محمود بن احمد[۷۳] البرہانی متوفی ۶۱۶ھ، محمد[۷۴] بن احمد البخاری متوفی ۶۱۹ھ، ابومحمد[۷۵] عبد اللہ بن محمد بن احمد بن قدامہ متوفی ۶۲۰ھ، حسن[۷۶] بن محمد الصاغانی متوفی ۶۵۰ھ، مختار[۷۷] بن محمود بن محمد الزاہدی متوفی ۶۵۸ھ، حمید[۷۸] الدین علی بن محمد الضریر متوفی ۶۶۷ھ، محمود[۷۹] بن محمد البخاری متوفی ۶۷۱ھ، عبد اللہ[۸۰] بن محمود الموصلی متوفی ۶۸۳ھ، احمد[۸۱] بن علی بغدادی متوفی ۶۹۴ھ، ابوعباس احمد[۸۲] بن ابراہیم السروجی متوفی ۷۱۰ھ، حسین[۸۳] بن علی السغناقی متوفی ۷۱۱ھ، رضی الدین[۸۴] ابراہیم الحموی متوفی ۷۳۲ھ، عیسیٰ[۸۵] بن محمد القرشہری متوفی ۷۳۴ھ، فخر الدین[۸۶] ابومحمد عثمان بن علی ذیلعی متوفی ۷۴۳ھ، محمد[۸۷] بن محمد الکاکی متوفی ۷۴۹ھ، احمد[۸۸] القیومی متوفی ۷۷۰ھ، احمد[۸۹] بن علی الدمشقی متوفی ۷۸۶ھ، محمد[۹۰] بن یوسف القونوی متوفی ۷۸۸ھ، عبد اللطیف[۹۱] بن عبد العزیز متوفی ۸۰۱ھ، مصطفیٰ[۹۲] بن زکریا القرمانی متوفی ۸۰۹ھ، بدر الدین[۹۳] محمود بن اسرائیل متوفی ۸۲۳ھ، محمد[۹۴] بن محمد بن شہاب الکردری البزازی متوفی ۸۲۷ھ، علامہ قاسم[۹۵] بن قطلو بغا المصری متوفی ۸۷۹ھ، امیر[۹۶] حاج محمد بن محمد الحلبی متوفی ۸۷۹ھ، امام جلال الدین[۹۷] سیوطی

متوفی ۹۱۱ھ، ابراہیم[98] بن موسیٰ الطرابلسی متوفی ۹۲۲ھ، علامہ محمد[99] خراسانی قہستانی متوفی ۹۶۲ھ، حسن[100] بن عمار الشرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ، علامہ ابوالبرکات[101] احمد متوفی ۱۱۹۷ھ، علامہ احمد[102] بن محمد صالح متوفی ۱۲۲۳ھ اور علامہ[103] احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ وغیرہم کے نزدیک بیک وقت دی گئیں تین طلاقیں تین ہی شمار ہونگی۔

اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا فتویٰ:

بیک وقت تین بار طلاق کو جرم قرار دیا جائے

اسلامی نظریاتی کونسل نے سفارش کی ہے کہ بیک وقت تین بار طلاق دینا (طلاق بدعی) جرم قرار دیا جائے۔

وزارت قانون کی جانب سے عائلی قوانین سے متعلق شرعی حدود کے تعین کی غرض سے سوالات کے جواب میں اسلامی نظریاتی کونسل نے قرار دیا کہ شریعت میں جن امور کو جائز قرار دیا گیا ہے ان میں طلاق ناپسندیدہ ترین ہے اگر مصالحتی کوششوں کے باوجود نباہ کو کوئی صورت نہ ہو تو طلاق دے کر علیحدگی اختیار کی جاسکتی ہے شرعی احکام سے ناواقفیت کے سبب لوگ طلاق کا طریقہ نہیں جانتے اور اشتعال میں آکر طلاق بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں اور پھر پچھتاتے ہیں، ایک ہی موقع پر ایک سے زائد بار طلاق دینے سے قانونی اور شرعی دشواریاں زیادہ پیچیدہ ہوجاتی ہیں، ہر شہری کو علم ہونا چاہئے کہ طلاق احسن دے کر علیحدگی اختیار کرنا شرعاً پسندیدہ ہے، اس میں طلاق بدعت جیسے مسائل پیدا نہیں ہوتے لہٰذا طلاق بدعی کو قابل سزا جرم قرار دیا جائے الخ

(روزنامہ ایکسپریس کراچی، پیر ۷ جمادی الثانی ۱۴۲۲ھ-۲۷ اگست ۲۰۰۱ء، ص ۱-۷)

دائرۃ الأوقات دبئ کا فتویٰ:

ادارۃ الافتاء دبئ کے فتاویٰ کا مجموعہ فتاویٰ شرعیہ کے نام سے شائع ہوا اس میں ہے:

إن قول الرجل لزوجته: أنت طالق بثلاث وسبع ومائة طلقة ، طلاق صريح تبين به الزوجة بينونة الكبرى وتبين بالثلاث وهو معتد فيما زاد على ذلك ثم به وسواء قال ذالك في جلسه واحدة أو جلسات متفرقة لا فرق في ذالك (إلى) وبناء

عليه فان المرأة قد بانت منه بينونة كبرى لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره فإذا تزوجها آخر و دخل بها ثم طلقها فلزوجها أن يتقدم لها كأحد الخطاب ـ والله أعلم (فتاوى شرعيه، جلد (١) كتاب الطلاق، حكم الطلاق بثلاث وأكثر، ص ١٩٥-١٩٦، مطبوعه: دائرہ الاوقاف والشئون الاسلاميه بدبى، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ-١٩٩٧ء) یعنی مرد کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تجھے ایک سو تہتر طلاقیں ہیں یہ صریح طلاق ہے جس سے عورت اپنے شوہر سے حرمت غلیظہ کے ساتھ جدا ہو جائے گی اور تین طلاقوں کے ساتھ بائن ہوگی اور جو اس نے تین سے زیادہ طلاقیں دیں اس میں اس نے حد سے تجاوز کیا اور اس پر وہ گناہ گار ہوگا۔ خواہ وہ تین طلاقیں ایک ہی مجلس میں دی گئی ہوں یا متفرق مجلسوں میں، اس میں کوئی فرق نہیں (یعنی ایک مجلس میں دی گئی طلاقوں اور متفرق مجالس میں دی گئی طلاقوں میں واقع ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں) اس بناء پر وہ عورت اپنے شوہر سے حرمت غلیظہ کے ساتھ جدا ہوگئی اس مرد کے لیے حلال نہیں ہوگی جب تک کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اور وہ دوسرا شوہر اس سے ہمبستری نہ کرے پھر طلاق دے تو پہلے شوہر کے لئے جائز ہے کہ اسے پیغامِ نکاح دے۔

اسی میں ہے:

إن قول الرجل لزوجة أنت طالق الأولى و الثانية و الثالثة تبين به إمرأته بهذا اللفظ بينونة كبرى لا تحل له بعده حتى تنكح زوجا غيره لأن هذا اللفظ صريح في الطلاق و العدد (فتاوى شرعيه، جلد(١)، كتاب الطلاق، الطلاق البائن بينونة الكبرى ص١٩٧، مطبوعه: دائرة الأوقاف و الشئون الإسلاميه دبئى، الطبعه الأولىٰ ١٤١٨ھ-١٩٩٧ء)

یعنی شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تجھے طلاق ہے ایک دو اور تین ان الفاظ سے اس مرد کی بیوی اس سے حرمت غلیظہ کے ساتھ جدا ہو جائے گی اس کے بعد اس مرد کیلئے حلال نہ رہے گی جب تک وہ عورت کسی دوسرے شوہر کے پاس نہ رہے کیونکہ یہ الفاظ طلاق اور عدد میں صریح ہیں۔

ادارۃ الافتاء دبئی کے دونوں فتاویٰ سے بھی معلوم ہوا کہ تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں چاہے وہ ایک مجلس میں دی جائیں یا مختلف مجالس میں، ایک وقت میں دی جائیں یا مختلف اوقات میں، ایک طہر میں دی جائیں یا مختلف طہروں میں اور اکھٹی دی جائیں یا علیحدہ علیحدہ۔ ہر صورت میں واقع ہو جائیں گی اور عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی بغیر حلالہ شرعیہ کے حلال نہ ہوگی۔

اس کے بعد اگر کوئی شخص تین طلاقوں کو ایک سمجھ کر رجوع کرے تو یہ رجوع نہ ہوگا اور اس کا اس عورت کے ساتھ رہن سہن زنا ہوگا جیسا کہ فتاوی شرعیہ میں ہے:

مراجعته لها من غير أن تنكح زوجا غيره فهي مراجعة باطلة و معاشرتها بهذا المراجعة الباطلة تعتبر زنا (فتاوى شرعيه، جلد(۱)، كتاب الطلاق، الطلاق البائن بينونة الكبرى، ص۱۹۶، مطبوعه: دائرة الأوقاف والشئون الإسلاميه دبئى، الطبعه الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء)

یعنی عورت کے کسی دوسرے شوہر کے پاس رہنے (یعنی حلالہ شرعیہ) سے قبل مرد کا اس عورت سے رجوع کرنا یہ مراجعت باطلہ ہے اور مراجعت باطلہ کے بعد مرد کی اس عورت کے ساتھ معاشرت زنا شمار کی جائے گی۔

غیر مقلدوں کے فتاویٰ

(۱) قاضی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ کا فتویٰ:۔

محمد بن علی بن محمد شوکانی نے لکھا قد اختلف أهل العلم فى إرسال الثلاث دفعة واحدة هل يقع ثلاثا أو واحدة فقط فذهب إلى الأول الجمهور، وذهب إلى الثانى من عداهم وهو الحق۔ (فتح القدير الجامع بين فنى الرواية والدراية فى علم التفسير، جلد(۱)، البقرة آيت: ۲۳۰، مطبوعه: دار المعرفة، بيروت)

یعنی اہل علم کا بیک وقت تین طلاقیں دینے میں اختلاف ہے تین واقع ہوں گی یا ایک پس جمہور اہل علم (یعنی جمہور صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین، فقہا اور علماء اسلام) کے نزدیک تینوں واقع ہو جائیں گی اور جمہور کے علاوہ دیگر کا مذہب ہے کہ ایک واقع ہوگی اور وہ حق ہے

تعجب ہے قاضی شوکانی پر کہ اس نے خود لکھا کہ جمہور علماء کے نزدیک تین واقع ہو جائیں گی پھر بھی جمہور کے مذہب کو حق قرار نہیں دیا حالانکہ حق وہی ہے جو جمہور صحابہ و تابعین اور بعد کے علماء کا مذہب ہے۔

قاضی شوکانی کے شاگرد حسین بن محسن سبعی نے اپنے استاد کے مذہب کے بارے میں لکھا کہ انہوں نے امام زید کے مذہب پر تفقہ حاصل کی اور اس پر کتابیں لکھیں اور فتاویٰ دیئے اور یہاں تک کہ بڑا مقام حاصل کیا اور حدیث کا علم حاصل کیا اور اپنے زمانے میں سب پر فوقیت

حاصل کرلی یہاں تک کہ تقلید چھوڑدی۔ (یعنی غیر مقلد ہوگیا) (فتح القدیر، جلد(۱)، ترجمة الإمام الشوکانی،مذهبه و عقدیته ،ص ٦ ،مطبوعه: دار المعرفة ،بیروت)

(۲) نام نہاد اہلحدیث (غیر مقلدین) کے شیخ الحدیث کا فتویٰ:۔

صحابہ سے لے کر سات سو سال تک تین کو ایک شمار کرنا ثابت نہیں:

اہلحدیث (غیر مقلدین) کے شیخ الحدیث مولوی شرف الدین دہلوی نے لکھا:

''اصل بات یہ ہے، کہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین سے لے کر سات سو سال تک کے سلف صالحین، صحابہ وتابعین ومحدثین سے تو تین طلاق کا ایک مجلس میں واحد شمار ہونا تو ثابت نہیں من ادعی فعلیه البیان بالبرهان و دونه خرط القتاد (یعنی جو تین طلاق کے ایک ہونے کا دعویٰ کرے اس پر لازم ہے کہ دلائل سے بیان کریں ورنہ یہ دعویٰ خرط قتاد ہے) ملاحظہ ہو مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، سنن ابی داؤد، سنن النسائی، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ وشرح مسلم امام نووی وفتح الباری وتفسیر ابن کثیر وتفسیر ابن جریر وکتاب الاعتبار للامام الحازمی فی بیان الناسخ والمنسوخ من الآثار اس میں امام حازمی نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی مسلم کی اس حدیث کو منسوخ بتایا ہے، اور تفسیر ابن کثیر میں بھی ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ الآیة کے تحت ابن عباس سے جو صحیح مسلم کی حدیث تین طلاق کے ایک ہونے کا راوی ہے، دوسری حدیث نقل کی ہے، جو سنن ابی داؤد میں باب نسخ المراجعة بعد التطلیقات الثلاث بسند خود نقل کی ہے۔ عن ابن عباس أن الرجل کان إذا طلق إمرأته فهو أحق بر جعتها وإن طلقها ثلثا فنسخ ذالك فقال ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ م بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ﴾ انتهی (یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ کوئی شخص جب اپنی بیوی کو طلاق دے دیتا تو وہ اس سے رجوع کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا تھا اگرچہ وہ اسے تین طلاقیں دے دیتا پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور فرمایا ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاِمْسَاکٌ م بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِیْحٌ﴾ (عون المعبود، ص ۲۲۵، ج۲)

امام نسائی نے بھی اسی طرح ص ۱۰۱، جلد ۲ میں باب منعقد کیا ہے، اور یہی حدیث لائے ہیں، اور دونوں اماموں نے اس پر سکوت کیا ہے، اور ان دونوں کے نزدیک یہ حدیث صحیح اور حجت ہے جب ہی تو لائے ہیں، اور باب منعقد کیا ہے، اور ابن کثیر نے بھی سند ابی داؤد ونسائی وابن ابی

حاتم وتفسیر ابن جریر وتفسیر عبد الحمید ومستدرک حاکم و قال صحیح الاسناد ، والترمذی مرسلا و مسندا نقل کر کے کہا ہے کہ ابن جریر نے ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی اس حدیث کو آیت مذکورہ کی تفسیر بتا کر اسی کو پسند کیا ہے، یعنی یہ کہ پہلے جو تین طلاق کے بعد رجوع کرلیا کرتے تھے وہ اس حدیث سے منسوخ ہے۔ پس یہ حدیث مذکور محدث ابن کثیر وابن جریر دونوں کے نزدیک صحیح ہے، جیسے کہ مستدرک حاکم نے صحیح الاسناد لکھا ہے اور قابل اعتماد ہے۔

اور امام فخر الدین رازی کی تحقیق بھی یہی ہے، اور امام ابوبکر محمد بن موسیٰ بن عثمان حازمی نے کتاب الاعتبار میں اپنی سند سے نقل کر کے لکھا ہے۔ فاستقبل الناس الطلاق جديداً من يومئذ من كان منهم طلق أو لم يطلق حتىٰ وقع الإجماع نسخ الحكم الأول ودل ظاهر الكتاب على نقيضيه وجاء ت السنة مفسّرة للكتاب مبنية رفع الحكم الأول الخ ص ۱۸۳۔ (یعنی پھر اس دن سے جس نے طلاق دی تھی یہ نہ دی تھی سب لوگ اس نئے حکم کی طرف متوجہ ہوگئے حتی کہ پہلے حکم کے منسوخ ہونے پر اجماع واقع ہوگیا اور کتاب کے ظاہر نے اس کے دونوں نقیضوں میں دلالت کی تو سنت، کتاب کے لئے مفسرہ ومبینہ بن کر آئی اور پہلا حکم اٹھ گیا) اور خود ابن قیم نے زاد المعاد مصری ص ۲۵۴ جلد ۲ میں لکھا ہے۔ تفسير الصحابى حجة وقال الحاكم هو عندنا مرفوع انتهى اور جب مسلم کی ابن عباس کی حدیث مذکور اجماع کے خلاف ہوئی، تو خود ابن تیمیہ کے قول سے بھی اس پر عمل نہ ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ فتاویٰ ابن تیمیہ جلد دوم ص ۳۵۹ میں ہے کہ والخبر الواحد إذا خالف المشهور المستفيض كان شاذا وقد يكون منسوخا انتهى وهذا كذالك فافهم وتدبر۔ (یعنی خبر واحد جب مشہور حدیث کے مخالف ہو تو شاذ ہوگی یا منسوخ اور یہ تین طلاق کو ایک قرار دینے والی مسلم شریف کی حدیث بھی اسی طرح ہے پس تو سمجھ لے اور غور وفکر کر)

اور سنن ابی داؤد کی نسخ کی حدیث کی سند میں راوی علی بن حسین اور حسین بن واقد پر جو ابن قیم نے اعتراض یا کلام کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علی بن حسین کو تقریب التہذیب میں صدوق وهم لکھا ہے۔ وہم کے باعث ابو حاتم نے اس کی تضعیف کی ہے، مگر امام نسائی جو بڑے متشدد ہیں۔ انہوں نے اور دوسرے محدثین نے کہا ہے لیس به بأس (یعنی اس کی روایت لینے میں کوئی حرج نہیں) اور وہم سے کون بشر خالی ہے، لہٰذا یہ کوئی جرح نہیں، راوی معتبر ہے خصوصاً

جب کہ محدثین مذکور نے حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے، اور حسین بن واقد کو تقریب میں ثقة له أوهام (یعنی ثقہ ہے اور اس کے لئے وہم ہیں) لکھا ہے، اور یہ روای رواۃ صحیح مسلم سے ہے، اور یحییٰ بن معین وغیرہ محدثین نے اس کو ثقہ بتایا ہے، ملاحظہ ہو میزان الاعتدال، باقی رجال دونوں کے ثقات ہیں، لہٰذا یہ حدیث حسن صحیح ہے، قابل عمل وحجت ہے اور خود راوی ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کا فتویٰ بھی اس کی صحت کا مؤید ہے۔ ملاحظہ ہو مؤطا امام مالک وغیرہ۔

اور یہ لغو اعتراض کہ یہ ابن عباس کا سہو ہے، تو اس کا جواب یہ ہے، کہ اگر ابن عباس کو سہو ہو گیا تھا تو پھر ان کی مسلم کی حدیث میں بھی سہو ہے۔ فلا حجة فيه، (یعنی پس اس میں کوئی حجت نہیں) اور امام رازی نے تفسیر کبیر میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں بحث کر کے جو اپنی تحقیق لکھی تھی، وہ یہ ہے کہ آیت ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ سے پہلے آیت ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوْءٍ (الی قولہ) وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْا اِصْلَاحًا﴾ (الاية) ہے اسکے بعد ہے ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ (الاية) اس سے ثابت ہوا کہ پہلی آیت مجمل مفتقر إلى المبين (یعنی مجمل، مبین کی طرف محتاج) یا كالعام مفتقرا إلى المخصص (یعنی عام کی مثل مخصص کی طرف محتاج) تھی کہ بعول مطلقین کو بعد طلاق حق استرداد یعنی رجوع ثابت تھا۔ عام اس سے کہ ایک طلاق کے بعد ہو یا دو کے یا تین کے۔ پس آیت ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾ نے واضح کر دیا کہ مطلق کو رجوع ایک یا دو طلاق کے بعد ہے اسکے بعد نہیں پھر آگے جامع ترمذی کی حدیث سے منع ثابت کیا ہے، اور بعض اصحاب، تفسیر کبیر سے اپنے مطابق قول کے بعد هذا هو الاقيس الخ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اس قول کو امام صاحب نے دوسرے سے نقل کر کے اس کا رد کیا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۲۴۸ ج ۲

اور وجوہ کلام میں سے وجہ

ہفتم: یہ ہے، کہ محدثین نے مسلم کی حدیث مذکور کو شاذ بھی بتایا ہے۔

ہشتم: یہ کہ اس میں اضطراب بھی بتایا ہے۔ تفصیل شرح صحیح مسلم نووی، فتح الباری وغیرہ مطولات میں ہے۔

نہم: کہ ابن عباس کی مسلم کی حدیث مذکورہ مرفوع نہیں۔ یہ بعض صحابہ کا فعل ہے جن کو نسخ کا علم نہ

تھا۔ کما فی الوجہ الثالث و الرابع۔

دہم: یہ کہ مسلم کی یہ حدیث امام حازمی وتفسیر ابن جریر وابن کثیر کی تحقیق سے ثابت ہے کہ یہ حدیث بظاہرہ کتاب وسنت صحیح واجماع صحابہ (رضی اللہ عنہم) وغیرہ ائمہ (رحمہم اللہ) محدثین کے خلاف ہے لہٰذا حجت نہیں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ مجیب مرحوم نے جو لکھا ہے کہ تین طلاق مجلس واحد کی، محدثین کے نزدیک ایک کے حکم میں ہے۔

تین کو ایک قرار دینا یہ مسلک صحابہ وتابعین وتبع تابعین کا نہیں:

یہ مسلک صحابہ، تابعین وتبع تابعین وغیرہ آئمہ محدثین ومتقدمین کا نہیں ہے یہ مسلک سات سو سال کے بعد محدثین کا ہے۔ جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے فتویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں۔

تین کو ایک قرار دینے کا فتوی ابن تیمیہ کی ایجاد ہے:

یہ فتویٰ شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) نے ساتویں صدی ہجری کے اخیر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا تو اس وقت کے علمائے اسلام نے ان کی سخت مخالف کی تھی۔

نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے "اتحاف النبلاء" میں جہاں شیخ الاسلام (ابن تیمیہ) کے منفردات مسائل لکھے ہیں۔ اس فہرست میں طلاق ثلاثہ کا مسئلہ بھی لکھا ہے، اور لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے تین طلاق کی ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتوئی دیا، تو بہت شور ہوا، شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم پر مصائب بر پا ہوئے، ان کو اونٹ پر سوار کر کے درے (کوڑے) مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی اور قید کیے گئے الخ (ابوسعید شرف الدین الدہلوی) (فتاویٰ ثنائیہ، جلد ۲، باب(۸)، کتاب النکاح، ص۲۱۷ تا ۲۲۰، مطبوعہ: اسلامی پبلشنگ ہاؤس، ۲ شیش محل روڈ، لاہور)

مخالفین کے باطل مستدلات اور ان کے جوابات

پہلا باطل استدلال:

مخالفین سورہ بقرہ کی آیت ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ﴾ (الآیۃ) اور ﴿فَلَا تَحِلُّ لَہٗ مِنْ م

بَعْدُ حَتّٰی تَنْکِحَ زَوْجًا غَیْرَہٗ﴾ (البقرۃ:۲۲۹،۲۳۱) سے استدلال کر کے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک بتاتے ہیں۔

اس کے بارے میں شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی متوفی ۱۴۲۰ھ لکھتے ہیں:

ابن تیمیہ اور ان کے ہم نوا قرآن مجید سورۂ بقرہ کی آیت ۲۲۹/۲۳۱ سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں ایسے طریقے سے طلاق دینے کی ہدایت کی ہے کہ عدت گزرنے سے پہلے رجوع کا حق باقی رہے اور بیک وقت تین طلاقیں دینا قرآن کے خلاف ہے اس لئے تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جائے۔

مختصر جواب یہ ہے کہ قرآن نے طلاق دینے کا احسن طریقہ بیان کیا ہے اور قرآن کی کسی آیت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ نہ ہوں گی۔ نیز قرآن مجید نے بہت سے کاموں کو کرنے سے منع فرمایا ہے جس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اس فعل کو کرلیا جائے تو فعل ہی باطل ہو جائے گا یا اس کا وجود و عدم برابر ہو جائیں گے۔

قرآن نے زنا اور چوری کرنے سے منع کیا ہے لیکن اگر کوئی شخص چوری یا زنا کرلے تو اس کی متعلق یہ کہنا صحیح نہیں ہے وہ فعل وقوع پذیر ہی نہیں ہوا۔ دیکھئے اذانِ جمعہ کے وقت خرید و فروخت کی، تو شرعاً نفس بیع منعقد ہو جائے گی۔ ایسے ہی بیک وقت دی گئی تین طلاقیں دینا باوجود ممنوع ہونے کے واقع ہو جائیں گی۔ (سندھ ہائیکورٹ کے جج کا فیصلہ اور طلاق ثلاثہ، مغالطہ یا غلط استدلال، ص۸، مطبوعہ: مجلس گنج بخش اسلام پور، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ لکھتے ہیں:

اس آیت کا ہرگز مطلب نہیں کہ ایک دم تین طلاقیں ایک ہی ہوں بلکہ مقصد یہ ہے کہ طلاق رجعی دو طلاقیں ہیں۔ ﴿اَلطَّلَاقُ﴾ میں الف لام عہدی ہے پھر فرمایا جو کوئی دو سے زیادہ یعنی تین دے تو بغیر حلالہ اسے عورت حلال نہیں۔ تفسیر احمدی و صاوی و جلالین میں ہے ﴿اَلطَّلَاقُ﴾ أی التطلیق الذی یراجع بعدہ ﴿مَرَّتٰنِ﴾۔ دوسرے یہ کہ اگر مان لیا جائے ﴿مَرَّتٰنِ﴾ سے تین طلاقوں کی علیحدگی مراد ہے تو یہ کہنا کہ تجھے طلاق ہے طلاق ہے اس میں بھی طلاقوں کی لفظی علیحدگی ہے اور یہ کہنا تجھے تین طلاقیں ہیں اس میں عددی علیحدگی ہے کیونکہ علیحدگی کے بعد کیسے عدد بنے گا؟ آیت کا یہ مطلب کہاں سے نکالا گیا کہ طلاقوں کے درمیان ایک حیض کا

فاصلہ ہونا شرط ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿فَارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ﴾ آسمان کو بار بار دیکھو اس کا یہ مطلب نہیں کہ مہینہ میں ایک ہی بار دیکھ لیا کرو۔ تیسرے یہ کہ تمہاری تفسیر سے بھی آیت کا یہ مطلب بنے گا کہ طلاقیں الگ الگ ہونی چاہئیں۔ ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ بیشک ایک دم طلاقیں دینا سخت منع ہے الگ الگ ہی دینا ضروری ہے۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ جو کوئی حماقت سے ایک دم تین طلاقیں دے دے تو واقع ہو جائیں گی یا نہیں اس سے آیت ساکت ہے۔ (جاء الحق، حصه(١)، ضميمه، رساله طلاق الخ، ص٤٦١، مطبوعه: نعيمى كتب خانه، گجرات)

دوسرا باطل استدلال:

امام عمر بن علی دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے از محمد بن احمد بن یزید کوفی و ابوبکر بن احمد بن ابی الدرداء، از احمد بن موسیٰ بن اسحاق، از احمد بن صبیح الاسدی، از ظریف بن ناصح، از معاویہ، از عمار الدھنی نقل کیا ہے کہ ابوالزبیر نے کہا، سألت إبن عمر عن رجل طلق إمرأته ثلاثا وهي حائض، فقال: أتعرف إبن عمر؟ قلت: نعم، قال: طلقت إمرأتي ثلاثا على عهد رسول الله ﷺ وهي حائض، فردها رسول ﷺ إلى السنة (سنن دارقطنى، جلد(٢)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، ص٥، حديث:٣٨٥٧، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ه‍-١٩٩٦ء)

(یعنی) میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جس نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاقیں دی ہوں تو آپ نے فرمایا کیا تو ابن عمر کو پہچانتا ہے؟ میں نے کہا! ہاں، آپ نے فرمایا میں نے عہد رسالت میں اپنی بیوی کو حالت حیض میں تین طلاقیں دے دی تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے سنت کی طرف لوٹا دیا۔

مندرجہ بالا حدیث میں اس بات کا بالکل ذکر نہیں کہ تین طلاقوں کو ایک قرار دیا گیا اس میں تو یہ ہے کہ حالت حیض میں طلاق دی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اسے سنت کی طرف لوٹایا کیونکہ حالت حیض میں طلاق دینا بدعت ہے اور سنت یہ ہے کہ عورت کو اس طہر میں طلاق دی جائے جس میں مقاربت نہ کی ہو تو حضرت ابن عمر کو بھی رجوع کا حکم دیا گیا اور رجوع صرف ایک یا دو طلاق کے بعد ہو سکتا ہے تین کے بعد رجوع نہیں ہوتا کیونکہ قرآنی تعلیمات یہ ہیں رجعی طلاق دو بار تک ہے پھر اگر تیسری طلاق دے دی تو وہ عورت اس مرد کے لئے حلال نہ رہے گی جب تک دوسرے

خاوند کے پاس نہ رہے۔

اس کے علاوہ یہ روایت قابل استدلال نہیں ہے کیونکہ امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ فرماتے ہیں اس حدیث کے تمام راوی شیعہ ہیں اور محفوظ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں صرف ایک طلاق دی تھی۔ (سنن دار قطنی، جلد(۲)، جزء(٤)، کتاب الطلاق، ص٦، حدیث:۳۸۵۷، مطبوعه: دار الکتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ھ-١٩٩٦ء)

اور امام ابن سیرین نے بھی ایک طلاق کی روایات کو ہی صحیح قرار دیا ہے تین طلاق کی روایت کو تسلیم نہیں کیا جیسا کہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے تین مختلف اسناد سے روایت کیا کہ ابن سیرین نے فرمایا مجھ سے ایک ثقہ آدمی بیس سال تک یہ حدیث بیان کرتا رہا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور آپ کو اِن سے رجوع کرنے کا حکم دیا گیا، میں اس راوی پر بدگمانی تو نہیں کرتا مگر مجھے اس حدیث میں اشکال تھا حتی کہ میری ملاقات ابوغلاب یونس بن جبیر باہلی سے ہوئی جو بہت ہی مستند شخص تھے فحدثنی، أنه سأل إبن عمر فحدثه، أنه طلق إمرأته تطليقة (صحيح مسلم، جلد(٥)، جزء(١٠)، کتاب(١٨) الطلاق، باب(١) تحريم الطلاق الحائض الخ، ص٥٦، حديث:٨٠٧(١٤٧١)، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ-٢٠٠٠ء) یعنی انہوں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

اور امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے ابن سیرین کا واقعہ ذکر کیا کہ ابوغلاب یونس بن جبیر باہلی نے یہ حدیث بیان کی کہ أنه سأل إبن عمر فحدثه أنه طلقها واحدة وهى حائض، فأمر أن يراجعها (سنن دار قطنی، جلد(۲)، جزء(٤)، کتاب الطلاق، ص٧، حدیث:٣٨٦٢، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٧ھ-١٩٩٦ء) یعنی انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو آپ نے بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی، تو اس سے رجوع کرنے کا حکم ہوا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نسبت یہ کہنا درست نہیں کہ انہوں نے حالت حیض میں تین طلاق دیں اور ان کو رجوع کا حکم ہوا۔

کیونکہ آپ نے ایک طلاق ہی دی تھی جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ از حسن بن علی، از عبدالرزاق، از معمر، از ایوب، از ابن سیرین، از یونس بن جبیر روایت کرتے ہیں انه سأل إبن عمر فقال: كم طلقت إمرأتك؟ فقال. ((واحدة))(سنن أبى داؤد، جلد(۲)، كتاب(۷) الطلاق، باب(٤) فى طلاق السنة، ص٤٤١، حديث:۲۱۸۳، مطبوعه: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧ء)

یعنی یونس بن جبیر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ آپ نے اپنی بیوی کو کتنی طلاقیں دی تھیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے ایک طلاق دی تھی۔

اور امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ نے محمد بن یحییٰ بن مرداس کے واسطے سے امام ابوداؤد سے یہی حدیث روایت کی ہے(سنن دار قطنى، جلد(۲)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، ص۷، حديث:۳۸۶۳، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٧هـ-١٩٩٦ء)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ از قتیبہ، از لیث، از نافع روایت کرتے ہیں۔

أن إبن عمر بن الخطاب رضى الله عنهما طلق إمرأة له، وهى حائض تطليقة واحدة الخ (صحيح بخارى، جلد(۳)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤٤)﴿بُعُولَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ﴾، ص٤٣٢، حديث:٥٣٣٢، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

یعنی بے شک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ از یحییٰ وقتیبہ وابن رمح (قتیبہ نے کہا ہم سے لیث نے حدیث بیان کی اور دوسرے دونوں نے کہا ہمیں لیث بن سعد نے خبر دی)، از نافع روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے أنه طلق إمرأته وهى حائض تطليقة واحدة الخ (صحيح مسلم، جلد(٥)، جزء(١٠)، كتاب(١) الطلاق، ص٥٣، حديث:١(١٤٧١)، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

(یعنی) کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام علی بن عمر دار قطنی متوفی ۳۸۵ھ، ابو القاسم عبداللہ محمد عبدالعزیز، از ابوالجہم العلاء بن موسیٰ، از لیث بن سعد، از نافع روایت کرتے ہیں۔أن عبد الله بن عمر طلق إمرأته هى حائض تطليقة واحدة الخ (سنن دار قطنى، جلد(۲)، جز(٤)، كتاب الطلاق، ص۱۸، حديث:۳۹۲۱، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى١٢١٧هـ-١٩٩٣ء)

(یعنی بے شک حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام دارقطنی نے مزید پانچ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے کہ عہد رسالت میں حضرت ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ أنه طلق إمرأته وهى حائض تطليقة واحدة الخ (سنن الكبرىٰ، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۱) ماجاء فى الطلاق السنة وطلاق البدعة، ص۵۳۰، حديث:۱۴۹۰۸، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء)

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں ایک طلاق دی تھی۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمر کہتے ہیں فقلت لنافع: ما صنعت التطليقة، قال: واحدة اعتدت بها (سنن الكبرىٰ، جلد(۷)، كتاب الخلع والطلاق، باب(۱۱) ماجاء فى الطلاق السنة وطلاق البدعة، ص۵۳۰، حديث:۱۴۹۰۷، مطبوعه: دار الكتب العلميه، بيروت الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء)

یعنی تو میں نے حضرت نافع سے پوچھا اس طلاق کا کیا ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: ایک تھی شمار کی گئی۔

مندرجہ بالا روایات میں صراحۃً ایک کا لفظ موجود ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک طلاق دی تھی۔ اور اگر کوئی تین کا دعویٰ کرتا ہے تو اس پائے کی روایات پیش کرے جن میں صراحۃً تین کا ذکر ہو جیسا کہ ہم نے پیش کی ہیں۔

تیسرا باطل استدلال:

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ نے ذکر کیا ہے۔ طاؤس بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا كان الطلاق على عهد رسول الله ﷺ وأبى بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة، یعنی عہد رسالت، حضرت ابوبکر کے دور خلافت اور حضرت عمر فاروق کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں جو شخص بیک وقت تین طلاقیں دیتا اس کو ایک طلاق شمار کیا جاتا۔

اس سے اگلی روایت میں ہے:

أن أبا الصهباء قال لإبن عباس: أتعلم إنما كانت الثلاث تجعل واحدة على عهد النبي ﷺ وأبي بكر، وثلاثا من إمارة عمر، قال إبن عباس: نعم (صحيح مسلم، جلد(٥)، جزء(١٠)، كتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص ٦٠-٦١، حديث:١٥(١٤٧٢)-١٦، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

یعنی طاؤس بیان کرتے ہیں کہ ابو الصہبا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا آپ کو علم ہے کہ عہد رسالت ﷺ میں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتدائی تین سالوں میں تین طلاقوں کو ایک قرار دیا جاتا تھا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا: ہاں!

علماءِ حدیث وفقہ نے اس حدیث کے متعدد جوابات دیئے ہیں۔

صحیح مسلم کی روایت غیر صحیح ہے

پہلی وجہ: قرآن اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہونا:

قرآن مجید سے ثابت ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حضرت عویمر کی حدیث جسے صحاح ستہ کے دیگر ائمہ نے بھی روایت کیا ہے اس کے علاوہ دیگر احادیث صحیحہ اور صحابہ و تابعین کے فتاویٰ سے ثابت ہے کہ بیک وقت دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔

اور صحیح مسلم کی حضرت ابن عباس سے روایت چونکہ قرآن و احادیث صحیحہ اور صحابہ کے فتاویٰ کی صراحت کے خلاف ہے اسلئے یہ روایت شاذ اور معلّل ہے اور قابل استدلال نہیں ہے۔

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں "یہ روایت شاذ ہے پس تحقیق بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کی روایات بیان کیں پھر ابن منذر سے نقل کیا کہ حضرت ابن عباس کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے کوئی بات یاد کریں اور فتویٰ اس کے خلاف دیں، پس ترجیح کی طرف لوٹنا متعین ہوگا، اور ایک قول سے بہتر اکثر کے اقوال کو لینا ہے جبکہ اس ایک نے اکثر کی مخالفت کی ہو، اور ابن عربی نے کہا: اس حدیث کی صحت میں اختلاف ہے، تو ایسی حدیث کو اجماع صحابہ پر مقدم کیسے کیا جاسکتا ہے؟ اور فرماتے ہیں: حالانکہ یہ امام نسائی کی روایت کردہ محمود بن لبید کی حدیث

کے معارض ہے جس میں تصریح ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو نبی ﷺ نے رد نہیں فرمایا بلکہ تین طلاقوں کو نافذ فرمایا۔" (فتح الباری، جلد(١٢)، جزء(٩)، القسم الثانی، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من جوّز الطلاق الثلاث، ص ٤٥٥، حدیث: ٢٥٦١، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ-٢٠٠٠ء)

دوسری وجہ: راوی کے عمل یا فتویٰ کا اسکی روایت کے خلاف ہونا:

اس روایت کے شاذ و معلّل ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما خود فتویٰ دیا کرتے تھے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں جیسا کہ حضرت ابن عباس کے متعدد فتاویٰ سے ظاہر ہے جو کہ ذکر کئے گئے ہیں۔ لہٰذا حضرت ابن عباس کی یہ روایات ان کے فتاویٰ کے خلاف ہیں۔

شارح مسلم امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی متوفی ٦٥٦ھ فرماتے ہیں اگر ہم تسلیم کرلیں یہ حدیث مرفوع ہے تب بھی یہ حدیث حجت نہیں، کیونکہ حضرت ابن عباس حدیث کے راوی ہیں اور انہوں نے اپنے عمل اور فتاویٰ سے اس روایت کی مخالفت کی ہے اور آپ کا طرح کرنا اس ناسخ پر دال ہے جو ان کے نزدیک ثابت ہے یا شرعی مانع ہے جس نے انہیں اُس پر عمل کرنے سے روک دیا اور حضرت ابن عباس کی علمی جلالت، ورع و حفظ کی بنا پر ان سے یہ متصوّر نہیں کہ جسے وہ روایت کریں جان بوجھ کر یا غلطی سے اس پر عمل ترک کر دیں۔ (المفهم لما أشكل من تلخيص المسلم، جلد(٤)، کتاب(١٦) الطلاق، باب(٣) إمضاء الطلاق الثلاث، ص ٢٤٠، حدیث: ١٥٤١، مطبوعه: دار إبن كثير، بيروت، الطبعة الأولی ١٤١٧ھ-١٩٩٦ء)

امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ لکھتے ہیں یہ حدیث ان احادیث میں سے ہے جن میں امام بخاری اور امام مسلم کا اختلاف ہے، امام مسلم نے اس کو روایت کیا ہے، اور امام بخاری نے اس کو ترک کر دیا، اور میرا گمان ہے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو اس لئے ترک کیا کہ یہ حدیث حضرت ابن عباس کی باقی روایات کے مخالف ہے۔ (سنن الکبریٰ، جلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(١٥) من جعل الثلاث واحدة الخ، ص ٥٥١، حدیث: ١٤٩٧٤، مطبوعه: دار الكتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ-١٩٩٩ء)

تحقیق عبد القادر عطا علی سنن الکبریٰ میں ہے امام ذہبی نے الکاشف میں فرمایا امام

نسائی نے کہا ابو الصہباء ضعیف ہے اسی بنا پر یہ احتمال ہے کہ امام بخاری نے ابو الصہباء کی وجہ سے اس حدیث کو ترک کر دیا (تحقیق عبد القادر عطا علی سنن الکبریٰ، جلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث واحدة الخ، ص ۵۵۱، حدیث:۱۴۹۷۴، مطبوعه: دار الکتب العلمية، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء)

جب صحابی کا عمل یا فتویٰ اس کی روایت کے خلاف ہو تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس روایت کی نسبت صحابی کی طرف صحیح نہیں، یا پھر اس روایت میں کوئی تاویل ہے چنانچہ علامہ عبد العزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ لکھتے ہیں "راوی کا عمل جب حدیث کے خلاف ہو تو اس حدیث کی صحت میں طعن کا موجب ہے اس حدیث کے منسوخ ہونے پر دلیل ہے یا پھر اس حدیث میں تاویل ہے اور اس کا ظاہری معنی مراد نہیں۔ (النبراس شرح شرح عقائد، معرفة احوال الادلة ص ۲۳، مطبوعه: نعمانی کتب خانه، کابل افغانستان)

طاؤس کی یہ روایت اس کا وہم ہے یا غلطی:

شارح مسلم حضرت ابن عباس کی مذکورہ روایت بھی ایسی ہے جسے اگر درست تسلیم کر لیا جائے تو راوی کے عمل و فتویٰ کا اس کی روایت کے خلاف ہونا لازم آتا ہے لہٰذا قوی ترین بات یہ ہے کہ یہ طاؤس کا وہم ہے۔

امام ابو العباس احمد قرطبی متوفی ۶۵۶ھ نے لکھا کہ ابو عمر بن عبد البر نے ایک کلمہ سے تین طلاق کے لزوم کے متعدد فتاویٰ حضرت ابن عباس سے نقل کرنے کے بعد فرمایا حضرت ابن عباس کے لائق نہیں کہ وہ اپنی رائے سے رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کریں اور طاؤس کی روایت وہم ہے، غلط ہے۔ (المفهم (٤)، كتاب(١٦) الطلاق، باب(٣) إمضاء الطلاق الثلاث، ص ٢٤٠، حديث:١٥٤١، مطبوعه: دار إبن كثير، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ-١٩٩٦ء)

شارح بخاری علامہ ابو الحسن علی بن خلف لکھتے ہیں ائمہ نے حضرت ابن عباس سے جو جماعت صحابہ کے موافق روایت کیا ہے وہ روایتِ طاؤس کے وہم ہونے کی دلیل ہے حضرت ابن عباس اپنی رائے سے صحابہ کرام کی مخالفت نہیں کر سکتے (شرح البخاری لابن بطال، جلد(۷)، کتاب الطلاق، باب(۱۵) من أجاز الطلاق الثلاث، ص۳۹۲، مطبوعه: مکتبه الرشید، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ-۲۰۰۰ء)

تحقیق عبد القادر عطا میں ہے صاحب استذکار نے ذکر کیا یہ روایت وہم اور غلط ہے (تحقیق عبد القادر عطا علی سنن الکبریٰ، جلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث

واحدة الخ، ص٥٥١، حديث:١٤٩٧٤، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

طاؤس کی روایت کے وہم وغلط ہونے پر واضح قرینہ یہ ہے کہ خود طاؤس کا فتویٰ بھی اپنی روایت کے خلاف ہے۔ طاؤس یہ کہا کرتا تھا اگر شوہر اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں تین لفظوں کے ساتھ (یعنی جدا جدا) دے دے تو ایک واقع ہوگی اس کی وجہ وہی ہے جو پہلے بیان کی گئی غیر مدخول بہا ایک طلاق سے بائن ہو جاتی ہے اور محل طلاق نہیں رہتی جو دوسری اور تیسری طلاق واقع ہو سکے۔ طاؤس مدخول بہا کو دی گئی تین طلاقوں کو ایک قرار نہیں دیتے چنانچہ امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں عن ليث عن طاؤس وعطاء أنهما قالا: طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها فهي واحدة (مصنف إبن أبى شيبه، جلد(٤)، كتاب(١١) الطلاق، باب(٢٠) ماقوا إذا طلق إمرأته الخ، ص٣١، حديث:١، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء) یعنی لیث بیان کرتے ہیں کہ طاؤس اور عطاء دونوں نے کہا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں الگ الگ دے دے تو وہ ایک ہوگی۔

اس سے معلوم ہوا کہ طاؤس مطلقاً تین طلاقوں کو ایک نہیں کہتے اس لئے طاؤس کی وہ روایت جسے امام مسلم نے روایت کیا وہم سے خالی نہیں۔

یہ حدیث مضطرب ہے:

اس حدیث کے غیر صحیح اور غیر معتبر ہونے کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے جیسا کہ شارح مسلم امام ابو العباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ اور ان کے حوالے سے شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں "یہ حدیث مضطرب ہے اضطراب اس حدیث کے راوی ابو الصہباء سے بھی ہے اور طاؤس سے بھی۔ اور کثرتِ اختلاف وکثرتِ تناقض سے ثقاہت اٹھ جاتی ہے الخ۔" (المفهم، جلد(٤)، كتاب(١٦) الطلاق، باب(٣) إمضاء الطلاق الثلاث الخ، ص٢٤١، حديث:١٥٤١، مطبوعه: دار إبن كثير، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٧هـ-١٩٩٦ء) (فتح البارى، جلد(١٢)، جزء(٩)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من جوز الطلاق الثلاث، ص٤٥٦، حديث:٥٢٦١، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

یہ حدیث منسوخ ہے:

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جن لوگوں

سے خطاب فرمایا یہ وہ لوگ تھے عہد رسالت میں جو مسئلہ گذر چکا تھا اس سے بخوبی واقف تھے۔ ان میں سے کسی نے انکار نہ کیا اور نہ ہی کسی نے اس کو کسی دلیل سے باطل کیا تو یہ اس کے (یعنی بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو ایک سمجھنے کے) منسوخ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہوگئی۔ (شرح معانی الآثار، جلد(٢)، جزء(٢)، کتاب(٨) الطلاق، باب(٣) الرجل طلق إمرأته ثلاثا، ص٥٦، مطبوعه: عالم الكتب، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ٨٥٥ھ امام طحاوی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں اگر تم کہو حدیث کے منسوخ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منسوخ نہیں کر سکتے اور نبی ﷺ کے بعد کوئی چیز کیسے منسوخ ہوسکتی؟ تو جواب یہ ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو کسی صحابی سے انکار واقع نہ ہونے سے یہ مسئلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماعی ہوگیا اور صحابہ کرام کا اجماع حُجت ہونے میں خبر مشہور سے بھی زیادہ قوی ہے اگر تو کہے نسخ پر اجماع ان کی اپنی طرف سے ہے تو جواب یہ ہے کہ ممکن ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے کوئی ایسی نص ظاہر ہوئی ہو جس نے نسخ کو واجب کیا ہو اور وہ نص ہماری طرف نقل نہ کی گئی ہو اس لئے کہ امام طحاوی نے حضرت ابن عباس سے بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کی جو حدیثیں روایت کی ہیں وہ اس حدیث (یعنی ابو الصہباء کی روایت) کے منسوخ ہونے کی شہادت دیتی ہیں۔ (عمدة القاری شرح بخاری، جلد(١٤)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز الطلاق الثلاث، ص٢٣٦، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٨ء)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ١٢٥٥ھ لکھتے ہیں حضرت ابن عباس سے (بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کے وقوع کی) جو روایات ذکر کی جاتی ہیں، یہ اس امر کی دلیل ہے کہ ابو الصہباء والی روایت منسوخ ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے تین طلاقوں کا حکم جاری فرمانا اور اس پر عمل درآمد ہونا ان کے نزدیک ثبوت ناسخ پر دلالت کرتا ہے۔ اگرچہ یہ مسئلہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پوشیدہ رہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جو روایات کی ہیں خود اس کے خلاف ان کا فتویٰ صحیح طور پر ثابت ہے۔ (تفسیر مظہری، جلد(١)، سورة البقرة، ص٣٠٢، مطبوعه: بلوچستان بکڈپو، کوئٹہ)

اور شارح مسلم امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں اگر یہ کہا جائے کہ صحابہ جس حدیث کے منسوخ ہونے پر جمع ہوجائیں تو ان سے قبول نہیں کیا جائیگا۔ ہم کہتے ہیں

وہی قبول کیا جائے گا اسلئے کہ ان کا اجماع ہی حدیث کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ اور یہ خیال کرنا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی طرف سے ہی بغیر کسی قوی دلیل کے حدیث کو منسوخ کرتے تھے تو معاذ اللہ! (اللہ کی پناہ) کیونکہ وہ اس سے معصوم ہیں کہ ان کا اجماع خطاء پر ہو۔ (شرح مسلم للنووی، جلد(٥)، جزء(١٠)، کتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص٦١، حدیث:١٥-١٦(١٤٧٢)، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

اگر کوئی یہ کہے کہ اس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے سے منسوخ کیا ہے تو شارح مسلم امام حافظ ابو الفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۲ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۶۲ھ اور شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں "یہ نہایت غلط اور قبیح گمان ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی رائے سے کبھی بھی منسوخ نہیں کر سکتے تھے۔ اگر وہ اس طرح کرتے حالانکہ ان کی ذات اس تہمت سے بری ہے تو صحابہ کرام بھی اس کے انکار کی طرف سبقت کرتے (إکمال المعلم، جلد(٥)، کتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص٢٠، حدیث:١٥-١٦-١٧ (١٤٧٢)، مطبوعه: دار الوفاء، بیروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ-١٩٩٨ء) (شرح مسلم للنووی، جلد(٥)، جزء(١٠)، کتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص٦١، حدیث:١٥-١٦(١٤٧٢)، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء) (فتح الباری شرح بخاری، جلد(١٢)، جزء(٩) القسم الثانی، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من جوّز الطلاق الثلاث، ص٤٥٥، حدیث:٥٢٦١، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

یہ حدیث حجت نہیں ہے:

تحقیق عبد القادر عطا میں ہے اگر یہ روایت حضرت ابن عباس سے مروی ہو تب بھی ان صحابہ پر حجت نہیں جو حضرت ابن عباس سے بڑے اور ان سے زیادہ علم والے ہیں (کیونکہ ان کے نزدیک بیک وقت دی گئی تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں) اور وہ حضرت عمر، عثمان، علی، ابن مسعود اور ابن عمر وغیرہم رضی اللہ عنہم ہیں۔ (تحقیق عبد القادر عطا علی سنن الکبریٰ، جلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب(١٥) من جعل الثلاث واحده الخ، ص٥٥١، حدیث:١٤٩٧٤، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ-١٩٩٩ء)

طاؤس کی روایت کا صحیح محمل:

پہلا احتمال:

اگر اس حدیث کو منسوخ نہ مانا جائے تو یہ حدیث غیر مدخول بہا (یعنی وہ عورت جس

سے نکاح کے بعد مقاربت یا خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو) کے بارے میں ہے چنانچہ امام ابوداؤد سلیمان ابن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں ابوالصہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کیا آپ کو معلوم نہیں جب کوئی شخص اپنی بیوی کو مقاربت سے قبل تین طلاقیں دے دیتا تو عہد رسالت، عہد صدیق اور عہد فاروقی کے شروع زمانے میں ان تین طلاقوں کو ایک ہی قرار دیا جاتا تھا قال ابن عباس: بلى، كان الرجل إذا طلق إمرأته ثلاثا قبل أن يدخل بها جعلوها واحدة على عهد رسول الله ﷺ وأبى بكر و صدرا من امارة عمر (سنن أبي داؤد، جلد(۲)، كتاب(۷) الطلاق، باب(۱۰) نسخ المراجعه بعد التطليقات الثلاث، ص ۴۵۰، حديث: ۲۱۹۹، مطبوعه: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء)

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہاں! جب کوئی شخص اپنی بیوی کی مقاربت سے قبل تین طلاقیں دیتا تو رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں حضرت ابوبکر کے دورِ خلافت میں اور حضرت عمر کی خلافت کے شروع میں تین کو ایک قرار دیتے تھے۔

اس حدیث شریف نے مسلم شریف کی حدیث کی وضاحت وشرح کردی کہ جب غیر مدخول بہا کو اس طرح طلاق دی جاتی تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تو اس صورت میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی۔ اسلئے کہ وہ پہلی طلاق سے نکاح سے باہر ہو جاتی۔ جب نکاح ہی نہ رہتا تو بقیہ طلاقیں کس پر پڑتیں۔ یہ حکم آج بھی جاری ہے ہاں اگر تین طلاقیں اس طرح دی جائیں تجھے تین طلاقیں ہیں تو غیر مدخول بہا پر بھی تینوں ہی واقع ہو جائیں گی جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تینوں کے نفاذ کا حکم فرمایا۔

شارح مسلم امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ لکھتے ہیں "امام ابوداؤد کی ابوالصہباء سے روایت غیر مدخول بہا کے بارے میں ہے یہ تابعین اور حضرت ابن عباس کے تلامذہ کی ایک بڑی جماعت کا مذہب ہے اور انہوں نے روایت کیا ہے کہ تین طلاقیں (جبکہ جدا جدا دی جائیں) غیر مدخول بہا پر واقع نہیں ہوتیں کیونکہ وہ غیر مدخول بہا ہونے کی وجہ سے ایک طلاق سے ہی بائن ہو جاتی ہے" (إكمال المعلم، جلد(۵)، كتاب(۱۸) الطلاق، باب(۲) طلاق الثلاث، ص ۲۱، حديث: ۱۵-۱۶-۱۷(۱۴۷۲)، مطبوعه: دار الوفاء، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء)

امام بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں فأجاب قوم عن حدیث إبن عباس المتقدم أنه فی غیر مدخول بها (عمدة القاری شرح بخاری، جلد(۱٤)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز الطلاق الثلاث، ص۲۳٦، مطبوعه: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۸ھ-۱۹۹۸ء) یعنی حضرت ابن عباس کی جو حدیث بیان ہو چکی ہے علماء کی ایک جماعت نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ یہ حدیث غیر مدخول بہا عورت کے بارے میں ہے

شارح مسلم امام ابو العباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ٦٥٦ھ لکھتے ہیں ''علماء نے اس حدیث کو غیر مدخول بہا کے بارے میں قرار دیا ہے کیونکہ وہ (جدا جدا طلاق کے الفاظ کہنے کی صورت میں) ایک طلاق سے بائن ہو جاتی ہے جیسا کہ اس پر حدیثِ ابی داوٗد دال (دلالت کرتی) ہے'' (المفهم، جلد(٤)، کتاب(١٦) الطلاق، باب(٣) إمضاء الطلاق الثلاث من کلمة، ص۲٤۳، حدیث: ۱۵٤۱، مطبوعه: دار إبن کثیر، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۷ھ-۱۹۹٤ء)

دوسرا احتمال:

شارح بخاری امام شہاب الدین احمد قسطلانی متوفی ۹٦۳ھ لکھتے ہیں ''حدیث ابن عباس کے ان الفاظ کان الطلاق الثلاث واحدة (یعنی تین طلاق ایک تھی) سے مراد یہ ہے کہ لوگ عہد رسالت میں ایک طلاق دیا کرتے تھے اور جب عہد فاروقی آیا تو تین طلاقیں دینے لگے حاصل کلام یہ ہے کہ عہد فاروقی میں تین طلاقیں دی جانے لگیں جو اس سے قبل ایک دی جاتی تھی وہ لوگ اصلاً تین طلاق دینے میں جلدی نہیں کرتے تھے اور تین طلاق کا استعمال نادر تھا مگر عہد فاروقی میں تین کا استعمال کثرت سے ہونے لگا اور اس حدیث کے لفظ أمضاه علیهم (اسے ان پر جاری کر دیا) کا معنی یہ ہے کہ اس میں وقوع طلاق کا حکم نافذ فرمایا جو پہلے بھی نافذ تھا۔'' (إرشاد الساری شرح بخاری، جلد(۸)، کتاب الطلاق، باب من أجاز الطلاق الثلاث، ص۱۳۳، مطبوعه: دار الفکر، بیروت)

تیسرا احتمال:

اگر اس حدیث کو منسوخ نہ مانا جائے تو اس میں ایک احتمال یہ بھی ہے شارح مسلم امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ فرماتے ہیں ''عہد رسالت اور خلافت صدیقی میں جو کوئی بغیر نیت تاکید و استیناف (یعنی از سر نو) کے اپنی بیوی سے کہتا: تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق، تو از

سرنو کا ارادہ قلیل ہونے کی وجہ سے اس کو غالب پر جو تاکید تھا محمول کیا جاتا (یعنی ایک طلاق قرار دیا جاتا)، مگر زمانہ فاروقی میں لوگ کثرت سے اس طرح تین طلاقیں دینے لگے اور تین کا ارادہ غالب ہوا تو غالب کا اعتبار کرتے ہوئے تین طلاق دینے سے تین طلاقوں کے وقوع کا حکم لگایا گیا۔" (شرح مسلم للنووی، جلد(٥)، جزء(١٠)، کتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص٦١،حدیث:١٥-١٦(١٤٧٢)، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ-٢٠٠٠ء)

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ٨٥٢ھ لکھتے ہیں یہ حدیث خاص صورت میں وارد ہوئی ابن سریج وغیرہ نے کہا یہ حدیث تکرارِ لفظ میں وارد ہے جیسے مرد کہے تجھے طلاق، تجھے طلاق، تجھے طلاق پہلے جب لوگوں کے سینے سلامت تھے۔ تو ان سے یہ بات قبول کرلی جاتی کہ انہوں نے تاکید کا ارادہ کیا ہے جب عہد فاروق میں لوگ زیادہ ہوگئے اور ان میں دھوکہ وغیرہ جیسی باتیں بڑھ گئیں جو قبولِ تاکید کو مانع ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لفظ کو ظاہر تکرار پر محمول کردیا اور لوگوں پر جاری کردیا۔ امام نووی نے فرمایا تمام جوابات میں یہ جواب صحیح تر ہے۔ علامہ قرطبی نے اسی جواب کو پسند فرمایا اسی بات کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ سے اشارہ فرمایا کہ "لوگوں نے اس امر میں جلدی کی جس میں انہیں رخصت دی گئی تھی۔" (فتح الباری شرح بخاری، جلد(١٢)، جزء(٩)، القسم الثانی، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من جوز الطلاق الثلاث، ص٤٥٦، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ-٢٠٠٠ء)

شارح مسلم امام یحیٰی بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ لکھتے ہیں" کہا گیا کہ حضرت ابن عباس کی اس روایت سے مراد یہ ہے کہ زمانہ اول میں معتاد ایک طلاق تھی (یعنی لوگوں کی عادت ایک طلاق دینے کی تھی) پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ تین طلاقیں دینے لگ گئے تو آپ نے تین ہی نافذ فرمادیں اس بناء پر یہ روایت لوگوں کی عادت کے اختلاف کی خبر ہے نہ کہ ایک مسئلے میں تغییر کی خبر۔ (شرح مسلم للنووی، جلد(٥)، جزء(١٠)، کتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص٦١، حدیث:١٥-١٦(١٤٧٢)، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ-٢٠٠٠ء)

لہٰذا صورت مسئولہ بدلنے سے یہ حکم بدل گیا جیسے قرآن میں آٹھ مصارف زکوٰۃ بیان ہوئے مؤلفۃ القلوب (کفار مائل باسلام) کو بھی زکوٰۃ دینے کی اجازت دی گئی مگر زمانہ فاروقی میں

صحابہ کرام کا اجماع ہوگیا کہ مصارف زکوٰۃ صرف سات ہیں مؤلفۃ القلوب خارج، جب مؤلفۃ القلوب کو زکوٰۃ دینے کی اجازت دی گئی تھی اس وقت مسلمانوں کی جماعت تھوڑی اور کمزور تھی اس لئے کفار کو زکوٰۃ دے کر اسلام کی طرف مائل کیا جاتا۔ اس عہد میں نہ قلّت رہی نہ کمزوری۔ لہٰذا ان کو زکوٰۃ دینا بند کردیا گیا۔ وجہ بدلنے سے حکم بدلا، نسخ نہیں کیا گیا۔ اب تک زید فقیر تھا اسے زکوٰۃ لینے کا حکم دیا گیا اب غنی ہوگیا تو زکوٰۃ دینے کا حکم ہوگیا۔ کپڑا ناپاک تھا اس سے نماز ناجائز قرار دی، اب پاک ہوگیا تو اس سے نماز جائز ہوگئی۔ آج کل خاص طور پر ہمارے بلاد (ملکوں) میں کوئی طلاق کی تاکید کو جانتا تک نہیں ہے۔ تین ہی کی نیت سے تین طلاقیں دیتے ہیں تعجب ہے صورت مسئلہ کچھ اور ہے لوگ حکم کچھ اور لگا دیتے ہیں۔ (تمام فی ضميمة جاء الحق، (حصه(۱)، رساله طلاق، ص۶۳، مطبوعه: نعیمی کتب خانه، گجرات)

چوتھا باطل استدلال:

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں حدثنا عبد الله حدثنی أبی ثنا سعد بن إبراهيم ثنا أبی عن محمد بن إسحاق حدثنی داود بن الحصين عن عكرمه مولى إبن عباس عن إبن عباس قال طلق ركانه بن عبد يزيد أخوبنى مطلب إمرأ ته ثلاثا فی مجلس واحد فحزن عليها شديدا قال: فسأله رسول الله ﷺ كيف طلقها؟ قال: طلقها ثلاثا فی مجلس واحد، قال: نعم، قال: إنما تلك واحدة فارجعها إن شئت قال: فرجعها (المسند للامام أحمد، جلد(۱)، مسند ابن عباس، ص۲٦۸، مطبوعه: المكتب الإسلامی، بيروت، ۱۳۹۹ھ-۱۹۸۰ء) عبد اللہ، از سعد بن ابراہیم، از ابراہیم، از محمد ابن اسحاق، از داؤد بن الحصین، از عکرمہ از ابن عباس اور حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کتنی طلاقیں دیں انہوں نے کہا ایک مجلس میں تین طلاقیں تو آپ نے فرمایا وہ صرف ایک طلاق ہے اگر چاہے تو رجوع کرلے اور انہوں نے رجوع کرلیا۔

مسند امام احمد کی روایت سے استدلال کا ابطال

اس روایت سے استدلال باطل ہے:

پہلی وجہ: اس روایت کو جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، اور سنن ابی داؤد کی روایت پر ترجیح دینا عدل

وانصاف سے سخت بعید ہے کیونکہ ان میں صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی نہ کہ تین طلاقیں اور اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ مسند امام احمد میں صرف احادیث صحیحہ کو جمع کرنے کا التزام نہیں کیا گیا۔ اس میں ضعیف، اَحسن اور صحیح ہر قسم کی احادیث ہیں اس کے برعکس جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ اور سنن ابی داؤد میں صرف صحیح احادیث کو جمع کرنے کا التزام کیا گیا ہے اسی لئے مسند امام احمد کو صحاح میں شمار نہیں کیا جاتا ہے۔

دوسری وجہ: امام ابوداؤد نے تینوں روایات یزید بن رکانہ سے روایت کی ہیں، اسی طرح امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور امام دارمی نے بھی یہ حدیث حضرت رکانہ کے بیٹے یزید سے روایت کی ہے جبکہ امام احمد نے حضرت رکانہ کے بیٹے یا آپ کے گھر کے کسی بھی فرد سے روایت نہیں کی تو یہ بالکل معقول اور انصاف کی بات ہے کہ حضرت رکانہ کے گھر کا واقعہ وہی درست ہوگا جو انکے بیٹے نے بیان کیا اور انکے بیٹے کی روایت کے خلاف اگر کسی غیر متعلق شخص نے کوئی واقعہ بیان کیا ہے تو وہ درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

تیسری وجہ: یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ علامہ ابن جوزی نے لکھا کہ اسکی سند کا ایک راوی ابن اسحاق مجروح ہے اور داؤد اس سے بھی زیادہ ضعیف ہے اور ابن حبان نے کہا اسکی روایت سے اجتناب واجب ہے، داؤد بن الحصین کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں کہ علی بن مدینی نے کہا داؤد نے جو احادیث عکرمہ سے روایت کی ہیں وہ منکر ہیں اور ابن عیینہ نے کہا کہ ہم داؤد کی احادیث سے اجتناب کرتے ہیں، ابو حاتم نے کہا ابو داؤد قوی نہیں ہے اور عکرمہ سے اسکی احادیث منکر ہیں۔ (تهذيب التهذيب، جلد(٣)، من إسمه داؤد، ص ٤، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٥هـ-١٩٩٥ء)

اور امام ابوبکر جصاص رازی نے احکام قرآن میں مسند امام احمد کی اس روایت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے اور امام ابن ہمام نے بھی فتح القدیر میں اس حدیث کو منکر قرار دیا ہے اور ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت کو صحیح کہا ہے۔

اس روایت کے ایک راوی محمد بن اسحاق کے بارے میں حافظ جمال الدین ابوالحجاج المزی متوفی ۷۴۲ھ لکھتے ہیں کہ" امام نسائی نے فرمایا یہ قوی نہیں ہے، ابوالحسن میمونی نے کہا میں نے یحیٰی بن معین سے سنا کہ محمد بن اسحاق ضعیف ہے، ابوداؤد نے کہا یہ لوگوں کی کتب احادیث لیکر

اپنی کتاب میں داخل کرتا تھا، مالک نے کہا ابن اسحاق دجّال من الدجالہ اور حافظ ابوبکر نے کہا ابن اسحاق کی روایات سے حجت پکڑنے میں بے شمار علماء متعدد اسباب کی وجہ سے رُکے ہیں ان اسباب میں سے اسکا شیعہ ہونا، فرقہ قدریہ کی طرف منسوب ہونا اور مدلس ہونا ہے۔" (تهذيب الكمال في أسماء الرجال، جلد(١٦)، باب الجيم، ص٧٦ تا ٨٠، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، ١٤١٤هـ-١٩٩٤ء)

حضرت رکانہ کے تین طلاق دینے کے متعلق سنن ابی داؤد کی ایک شاذ روایت

ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں کہ:

حدثنا أحمد بن صالح نا عبد الرزاق نا إبن جريج أخبرني بعض بني أبي رافع مولى النبي ﷺ عن عكرمة مولى إبن عباس (إلى) قال إني طلقتها ثلاثا يارسول الله قال : قد علمت راجعها وتلا ﴿ياأيها النبي إذا طلقتم النسآء فطلقوهن لعدتهن﴾ (سنن أبي داود، جلد(٢)، كتاب(٧) الطلاق، باب(١٠) نسخ المراجعة الخ، ص٤٤٨، حديث:٢١٩٦، مطبوعة: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧ء)

(یعنی) از احمد بن صالح، از عبدالرزاق، از ابن جریج، اور وہ کہتے ہیں کہ مجھے بعض بنی ابی رافع نے خبر دی، از عکرمہ، از ابن عباس کہ عبد یزید ابو رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رجوع کرلو تو انہوں نے رسول اللہ کی بارگاہ میں عرض کی یارسول اللہ میں نے اسے تین طلاقیں دی ہیں، آپ نے فرمایا میں جانتا ہوں تم اس سے رجوع کرلو اور آپ ﷺ نے قرآن کی آیت ﴿یاایھا النبی اذا طلقتم النسآء﴾ (الایۃ) تلاوت فرمائی۔

یہ روایت ضعیف ہے

پہلی وجہ: اس روایت سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ سند میں ابو رافع کی اولاد میں کہا گیا، راوی کا نام نہیں لیا گیا۔ اور مجہول راوی کی روایت دلیل نہیں ہوسکتی۔

دوسری وجہ: اگر یہ کہا جائے کہ مستدرک کی بعض روایت میں بنو ابی رافع کی تعیین محمد بن عبداللہ بن ابی رافع سے کردی گئی ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ عبداللہ بن ابی رافع کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "امام بخاری نے کہا یہ منکر الحدیث ہے، ابن معین نے کہا یہ لیس

بشیء (کچھ بھی نہیں)، ابوحاتم نے کہا یہ ضعیف الحدیث، منکر الحدیث اور ذاہب الحدیث ہے، ابن عدی نے اسے شیعہ شمار کیا ہے، برقانی نے امام دارقطنی سے روایت کیا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے۔" (تهذيب التهذيب، جلد(٩)، ص ٣٢١، مطبوعه: مجلس دائرة المعارف، هند، ١٣٢٦هـ)

یہ روایت حلّت وحرمت میں نا قابل استدلال ہے

کیونکہ اس روایت کی سند اس پائے کی نہیں جس سے حلال وحرام میں استدلال کیا جاسکے اس لئے کہ اس روایت سے وہ چیز حلال ہورہی ہے جو قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی صراحت سے حرام ہو چکی ہو اور ائمہ اربعہ اور جمہور کا جس کے حرام ہونے پر اتفاق ہو۔

حضرت رکانہ کے متعلق صحیح روایت: حضرت رکانہ کے واقعہ کو صحیح سند کے ساتھ ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور دارمی نے روایت کیا ہے۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ نے اس کو مختلف تین سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے اور امام ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں۔ أن ركانة بن عبد يزيد طلق إمرأته سهيمية البتة، فاخبر النبى ﷺ بذالك، قال: والله ما أردت إلا واحدة، فقال رسول الله ﷺ: ((والله ما أردت إلا واحدة))؟ قال ركانة: والله ما أردت إلا واحدة، فردها إليه رسول الله ﷺ، فطلقها الثانية فى زمان عمر، والثالثة فى زمان عثمان (سنن أبى داؤد، جلد(٢)، كتاب(٧) الطلاق، باب(١٤) فى البتة، ص٤٥٥، حديث:٢٢٠٦، مطبوعه: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧ء)

یعنی بیشک رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی سہیمیہ کو طلاق البتہ دی نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا اور حضرت رکانہ نے قسم کھا کر کہا کہ میرا ایک ہی طلاق کا ارادہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پھر حلفیہ پوچھا کہ کیا تمہارا ایک ہی کا ارادہ تھا......؟ تو حضرت رکانہ نے کہا کہ قسم بخدا میں نے نہیں ارادہ کیا مگر ایک کا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے انکی بیوی کو ان کی طرف پھیر دیا۔ پھر حضرت رکانہ نے حضرت عمر کے دور خلافت میں دوسری طلاق دی اور حضرت عثمان کے دور میں تیسری طلاق دی۔

امام ابوداؤد نے اسی رکانہ کی حدیث کے بارے میں باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث لکھا ان ركانة إنما طلق إمرأته ألبتة فجعلها النبى ﷺ واحدة (سنن أبى داؤد، جلد(٢)، كتاب(٧) الطلاق، باب(١٠) نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث، ص٤٤٩، حديث:٢١٩٦، مطبوعه: دار إبن حزم، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٧ء)

یعنی بے شک حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تو نبی کریم ﷺ نے اس کو ایک قرار دیا۔

حضرت رکانہ سے متعلق صحیح حدیث کی تقویت:

طلاق البتہ والی حدیث کی تائید دیگر صحیح روایات سے ہوتی ہے جنہیں امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ نے جامع ترمذی (جلد(۲)، ابواب (۱۱) الطلاق واللعان، باب(۲) ماجاء فی الرجل طلق إمرأته البتة، ص۲۳۲،۲۳۳، حدیث:۱۱۷۷، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء) میں اور امام محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ نے سنن ابن ماجہ (کتاب(۱۰) الطلاق، باب(۱۹) طلاق البتة، ص۲۵۱، حدیث:۲۰۵۱، مطبوعه:دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء) میں اور امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ نے سنن دارمی (جلد(۲)، کتاب الطلاق، باب فی الطلاق البتة، ص۱۳۵، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۶ء) میں روایت کیا ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ تین طلاق والی حدیث سنن ابی داؤد میں بھی موجود ہے تو پھر یہ بھی مخفی نہیں ہوگا امام ابوداؤد نے تین طلاق کی حدیث ذکر کرنے کے بعد طلاق البتہ والی حدیث بھی ذکر کی ہے اور اسے ہی اَصح (صحیح تر) قرار دیا ہے۔ اسی طرح امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ نے بھی دونوں روایتوں میں طلاق البتہ والی روایت کو اَصح کہا ہے (سنن الکبریٰ، جلد(۷)، کتاب الطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث واحده الخ، ص۵۵۵، حدیث:۱۴۹۸۶، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء) اور امام ابوداؤد لکھتے ہیں هذا أصح من حديث إبن جريج أن ركانة طلق إمرأته ثلاثا لأنهم أهل بيته وهم أعلم به (سنن أبی داؤد، جلد(۲)، کتاب(۷) الطلاق، باب(۱۴) فی البته، ص۴۵۶، حدیث:۲۲۰۸، مطبوعه: دار إبن حزم، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۸ھ-۱۹۹۷ء)

یعنی یہ طلاق البتہ والی حدیث ابن جریج کی روایت کی بنسبت صحیح ہے جس میں ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی تھیں کیونکہ طلاق البتہ والی روایت حضرت رکانہ کے اہل بیت سے ہے اور وہ اپنے گھر کے واقعات دوسروں کی نسبت زیادہ جاننے والے تھے۔

امام ابوداؤد نے طلاق البتہ کی تینوں احادیث یزید بن رکانہ سے روایت کی ہیں اسی طرح امام ترمذی اور ابن ماجہ اور دارمی نے بھی۔ اس کے برعکس طلاق ثلاثہ کی روایت مسند امام احمد

میں ہو یا سنن ابوداؤد میں وہ ابن جریج سے ہے۔ لہٰذا عین انصاف یہی ہے کہ حضرت رکانہ کے گھر کا واقعہ وہی درست ہوگا جو ان کے اپنے بیٹے نے بیان کیا اور ان کے برخلاف کوئی دوسرا اگر کوئی واقعہ بیان کرے اسے درست قرار نہیں دیا جاسکتا۔

امام ابن ماجہ نے لکھا سمعت أبا الحسن علی بن محمد الطنافسی یقول ما أشرف هذا الحدیث (سنن ابن ماجه، جلد(۲)، کتاب(۱۰) الطلاق، باب(۱۹) طلاق البتة، حدیث:۲۰۵۱، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸ء) یعنی میں نے سنا کہ ابوالحسن علی بن محمد طنافسی نے فرمایا طلاق البتة والی حدیث اَشرف الاسناد ہے۔

امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ حضرت رکانہ کی تین طلاق دینے والی روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "وهذا الأسناد لا تقوم به الحجة مع ثمانية رووا عن إبن عباس رضی الله عنهما فتیاه یخالف ذالك ومع روایة أولاد رکانة أنه طلاق رکانة کان واحدة (سنن الکبری، جلد(۷)، کتاب الخلع والطلاق، باب(۱۵) من جعل الثلاث الخ، ص ۵۵۵، حدیث:۱۴۹۸۷، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ-۱۹۹۹ء)

یعنی تین طلاق والی سب روایات ضعیف ہیں ان سے حجت قائم نہیں ہوگی حضرت ابن عباس کے فتاویٰ کی آٹھ روایات اس کے خلاف ہیں پھر اولاد رکانہ سے بھی طلاق البتۃ کی روایت ہے لہٰذا طلاق ثلاثہ والی روایت معتبر نہیں۔

شارح مسلم شیخ الاسلام محی الدین یحییٰ بن شرف النووی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں وأما الروایة التی رواها المخالفون أن الرکانة طلق ثلاثا فجعلها واحدة فروایة ضعیفة عن قوم مجهولین، وإنما الصحیح منها ما قدمنا أنه طلقها البتة، ولفظ البتة محتمل للواحدة و للثلاث، ولعل صاحب هذه الروایة الضعیفة اعتقد أن لفظ البتة یقتضی الثلاث فرواه بالمعنی الذی فهمه وغلط فی ذالك (شرح صحیح مسلم للنووی، جلد(۵)، جزء(۱۰)، کتاب(۱۸) الطلاق، باب(۲) طلاق الثلاث، ص ۶۱، حدیث:۱۶(۱۴۷۲)، مطبوعه: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۱ھ-۲۰۰۰ء)

یعنی بہرحال وہ روایت جس کو مخالفین نے روایت کیا ہے کہ رکانہ نے تین طلاقیں دی تھیں اور اس کو ایک قرار دیا گیا پس یہ روایت کمزور ہے کیونکہ راوی مجہول (یعنی غیر معروف) ہیں

اور صحیح (روایت) وہ ہے جو ہم نے پہلے لکھی کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی۔ اور لفظ البتہ میں ایک اور تین کا احتمال ہے شاید روایتِ ضعیفہ کے راوی نے یہ سمجھ لیا کہ لفظ البتہ تین پر بولا جاتا ہے۔ پس اپنی سمجھ میں آنے والے معنی کی یہ روایت کردی اور اس میں غلطی کی۔

اور محقق علی الاطلاق امام کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف با بن ہمام متوفی ۶۸۱ھ لکھتے ہیں "رکانہ کی (تین طلاق والی) حدیث منکر ہے اور صحیح روایت وہ ہے جو ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے کہ رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی۔" (فتح القدير، جلد(۳)، كتاب الطلاق، ص ۲۳۱، مطبوعه: داراحياء التراث العربي، بيروت)

اور شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں امام ابوداؤد نے اس روایت کو ترجیح دی ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی تھی اور یہ تعلیل قوی ہے کہ بعض راویوں نے البتہ کو تین پر محمول کردیا۔ پس یہ وہ نکتہ ہے جس سے حضرت ابن عباس سے رکانہ کی تین طلاق والی روایت سے استدلال موقوف ہوگا۔ (فتح الباري، جلد(۱۲)، جزء(۹)، القسم الثاني، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من جوز الطلاق الثلاث، ص ٤٥٤، حديث: ٥٢٦١، مطبوعه: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ-٢٠٠٠ء)

اور امام قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں اور مگر حدیث رکانہ صحیح یہ ہے کہ حضرت رکانہ نے اپنی بیوی کو طلاق البتہ دی پھر بارگاہ رسالت ﷺ میں آئے اور عرض کی میں نے صرف ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا آپ ﷺ نے پوچھا تم نے کیا ارادہ کیا؟ حضرت رکانہ نے عرض کی ایک کا، تو آپ نے پھر حلفیہ پوچھا تو انہوں نے کہا واللہ (بخدا) تو حضور ﷺ نے فرمایا اتنی ہی طلاقیں واقع ہوئیں جن کا تو نے ارادہ کیا فلو كانت الثلاث لا تقع، لم يكن لتحليفه معنى، وهذا الرواية أصح من روايتهم، أن ركانة طلق امرأته ثلاثا، لأن رواتها أهل بيت ركانة وهم أعلم بقصة صاحبهم (إكمال المعلم، جلد(٥)، كتاب(١٨) الطلاق، باب(٢) طلاق الثلاث، ص ٢٠، مطبوعه: دار الوفاء، بيروت، الطبعة الاولىٰ ١٤١٩هـ-١٩٩٨ء)

یعنی پس اگر تین طلاقیں واقع نہ ہوتیں تو حضور ﷺ کے حضرت رکانہ سے حلف اٹھوانے کا کوئی مطلب نہیں اور یہ (طلاق البتہ والی) روایت ان کی روایت سے اصح (صحیح تر) ہے اُن کی روایت ہے کہ حضرت رکانہ نے تین طلاقیں دیں، کیونکہ طلاق البتہ کے راوی حضرت رکانہ کے گھر والے ہیں اور وہ اپنے صاحب (یعنی حضرت رکانہ) کے قصے کو زیادہ جانتے ہیں۔

حضرت علامہ علی بن سلطان المعروف بملا علی قاری متوفی ۱۰۴۱ھ لکھتے ہیں پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حضرت رکانہ تین طلاقوں کا ارادہ کر لیتے تو تینوں ہی واقع ہو جاتیں وإلا فلم یکن لتحلیفه معنی (مرقاۃ، جلد(٦)، کتاب النکاح، باب الخلع والطلاق، الفصل الثالث، ص۲۹۳، مطبوعه: مکتبه إمدادیه، ملتان) ورنہ حلف لینے کا کوئی مطلب نہیں۔

علامہ محمود آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں "اس ایک لفظ سے تین طلاق کے وقوع کی صحت کا ارادہ کیا جاتا ہے کیونکہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگر حضرت رکانہ ایک سے زیادہ کی نیت کرتے تو واقع ہو جاتیں ورنہ حلف لینے کا کوئی فائدہ نہیں" (تفسیر روح المعانی، جلد(١)، جز(٢)، البقرة، بحث فی ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ﴾، ص۱۳۹، مطبوعه: دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵ء)

عدالت وضبط کے اعتبار سے حضرت رکانہ سے متعلق

طلاق البتة والی احادیث

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ کی روایت کردہ حدیث کی سند ہے کہ انہوں نے یہ حدیث ہناد، از قبیصہ، از جریر بن حازم، از زبیر بن سعید، از عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ سے روایت کی ہے۔

اب ہم اس حدیث کی سند کے تمام رواۃ کی عدالت وضبط لکھتے ہیں۔

ہناد:- یہ اس حدیث کے پہلے راوی ہیں، انکے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۶ھ لکھتے ہیں! امام احمد بن حنبل نے کہا تم ہناد کو لازم رکھو۔ ابو حاتم نے کہا کہ وہ سچے ہیں، قتیبہ نے کہا کہ وکیع ہناد سے زیادہ کسی کی تعظیم نہیں کرتے تھے، امام نسائی نے کہا کہ وہ ثقہ ہیں، امام ابن حبان نے بھی ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تهذیب التهذیب، جلد(٩)، حرف الها، هناد بن السری، ص۷۸، مطبوعه: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولیٰ ۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵ء)

قبیصہ:- یہ اس حدیث کے دوسرے راوی ہیں، حافظ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں: حافظ ابو زرعہ سے قبیصہ اور ابو نعیم کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا دونوں میں قبیصہ افضل ہیں۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے اپنے والد سے قبیصہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا وہ بہت

سچے ہیں، اسحاق بن یسار نے کہا میں نے اپنے شیوخ میں سے قبیصہ سے بڑھ کر کوئی حافظ نہیں دیکھا، ابن خراش نے کہا وہ سچے ہیں، امام نسائی نے کہا ان سے روایت میں کوئی حرج نہیں، اور امام ابن حبان نے ان کو ثقات میں ذکر کیا ہے، احمد بن مسلم نے کہا ہناد جب ان کا ذکر کرتے تو کہتے وہ صالح ہیں (تهذيب التهذيب، جلد(٦)، حرف القاف، قبيصه، ص ٤٧٩، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ-١٩٩٥ء)

جریر بن حازم:- یہ اس حدیث کے تیسرے راوی ہیں، حافظ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں موسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا حماد جتنی تعظیم ان کی کرتے تھے کسی اور کی نہیں کرتے، عثمان دارمی نے ابن معین سے نقل کیا کہ ثقہ ہیں، دوری کہتے ہیں میں نے یحییٰ سے پوچھا کہ جریر بن حازم اور ابو الاشہب میں سے کس کی روایت بہتر ہے انہوں نے کہا کہ جریر کی روایت اَحسن اور اَسند ہے، ابو حاتم نے کہا یہ بہت سچے ہیں اور عجلی بصری نے کہا یہ ثقہ ہیں۔ (تهذيب التهذيب، جلد(٢)، حرف الجيم، جرير بن حازم، ص ٣٦-٣٧، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ-١٩٩٥ء)

زبیر بن سعید:- یہ اس حدیث کے چوتھے راوی ہیں، ان کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں کہ دوری نے ابن معین سے نقل کیا کہ یہ ثقہ ہیں، دار قطنی نے کہا یہ معتبر ہیں اور امام بن حبان نے ان کا ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تهذيب التهذيب، جلد(٣)، حرف الزاء، زبير، ص ١٣٩-١٤٠، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ-١٩٩٥ء)

عبد اللہ بن علی بن یزید بن رکانہ:- یہ اس حدیث کے پانچویں راوی ہیں اور یہ خود حضرت رکانہ کے اہل بیت میں سے ہیں حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا کہ کہ ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (تهذيب التهذيب، جلد(٤)، حرف العين، عبد الله بن علي، ص ٤٠٤، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ-١٩٩٥ء)

ابن ماجہ کی روایت:

امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ کی روایت کی سند یہ ہے

از ابوبکر بن شیبہ و علی بن محمد از وکیع از جریر بن حازم الخ

ابوبکر بن ابی شیبہ:- علامہ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں ان سے امام بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، امام احمد بن حنبل نے حدیثیں روایت کی ہیں اور یحییٰ ہمانی نے کہا ابن ابی شیبہ کی اولاد اہل

علم ہے اور احمد نے کہا ابوبکر سچے ہیں اور مجھے عثمان سے زیادہ محبوب ہیں، عجلی نے کہا وہ ثقہ اور حافظ الحدیث ہیں، ابوحاتم اور ابن خراش نے کہا وہ ثقہ ہیں، محمد بن عمر نے ان کے بارے میں ابن معین سے ابوبکر کے شریک سے سماع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ابوبکر ہمارے نزدیک سچے ہیں اگر وہ شریک سے بھی کسی بڑے سے سماع کا دعویٰ کریں تو وہ سچے ہیں، عمر بن علی نے کہا میں نے ابوبکر سے بڑا حافظ الحدیث نہیں دیکھا، ابن خراش نے کہا میں نے ابوزرعہ رازی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بڑا حافظ نہیں دیکھا اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے الخ (تهذيب التهذيب، جلد(٤)، حرف العين، عبد الله، ص٤٦٤ تا ٤٦٦، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ-١٩٩٥ء)

علی بن محمد: حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں ان سے امام ابن ماجہ، نسائی، ابوزرعہ، ابوحاتم وغیرہم نے حدیثیں روایت کی ہیں، ابوحاتم نے کہا وہ ثقہ اور سچے ہیں اور میرے لئے فضل وصلاح میں ابوبکر بن ابی شیبہ سے زیادہ محبوب ہیں اور ابن حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔

(تهذيب التهذيب، جلد(٥)، حرف العين، على بن محمد، ص٧٣٧ تا ٧٣٨، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ-١٩٩٥ء)

وکیع ابن الجراح:- عبداللہ بن احمد اپنے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں نے وکیع سے بڑا حافظ اور علم کو محفوظ کرنے والا نہیں دیکھا اور وہ حافظ تھے اور عبدالرحمٰن بن مہدی سے زیادہ بڑے حافظ تھے، صالح بن احمد کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا آپ کے نزدیک اثبت کون ہے وکیع یا عزیز تو انہوں نے فرمایا دونوں، پھر پوچھا زیادہ صالح کون ہے فرمایا دونوں صالح ہیں اگر وکیع بادشاہوں سے اختلاط نہ رکھتا تو میں نے ان سے زیادہ علم محفوظ کرنے والے کو نہیں دیکھا، بشر بن موسیٰ نے احمد سے بیان کیا کہ انہوں نے کہا میں نے حفظ اور اسناد وابواب اور خشوع وورع میں وکیع کی مثل کوئی نہیں دیکھا، احمد بن سہل نے کہا وکیع اپنے وقت کے امام المسلمین تھے اور حنبل نے احمد سے روایت کیا کہ وکیع بڑے فقیہ تھے، نعیم بن محمد طوسی نے کہا میں نے احمد کو یہ فرماتے سنا کہ وکیع کی تصنیفات کو لازم پکڑو، حسین بن حبان نے ابن معین سے بیان کیا کہ میں نے وکیع سے افضل کسی کو نہیں دیکھا، محمد بن نعیم بلخی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن معین سے سنا کہ اللہ کی قسم میں نے سوائے وکیع کے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اللہ کے لئے حدیثیں بیان کرتا ہو ان

سے بڑا حافظ کسی کو نہیں دیکھا اور وہ اپنے زمانے میں ایسے تھے جیسے اوزاعی اپنے زمانے میں تھے (الخ) (تهذيب التهذيب، جلد(٩)، حرف الواو، وكيع، ص ١٤٠ تا ١٤٣، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ-١٩٩٥ء)

امام دارمی کی روایت

امام ابومحمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی متوفی ۲۵۵ھ کی روایت کردہ حدیث کی سند یہ ہے کہ از سلیمان بن حرب از جریر بن حازم الخ

سلیمان بن حرب:- علامہ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں اس سے امام بخاری اور ابوداؤد وغیرہم نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ ابوحاتم نے کہا وہ ائمہ حدیث میں سے ایک امام ہیں، یحییٰ بن اکثم نے کہا وہ ثقہ اور حافظ حدیث ہیں، یعقوب بن شیبہ نے کہا وہ ثقہ ہے اور صاحب حفظ ہیں، امام نسائی نے کہا وہ ثقہ اور مامون ہیں اور ابن فراشی نے کہا وہ ثقہ ہے (تهذيب التهذيب، جلد(٣)، حرف السين، من إسمه سليمان، ص٤٦٥ تا ٤٦٦، مطبوعه: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ-١٩٩٥ء)

لہٰذا قرآن وحدیث صحابہ وتابعین جمہور علماء کے فتاویٰ سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے گا تو تینوں ہی بیک وقت واقع ہوجائیں گی اور بغیر حلالہ شرعیہ کے وہ عورت اس مرد پر حلال نہ ہوگی ہاں اگر عورت غیر مدخول بہا ہو اور طلاقیں جدا جدا دی جائیں تو ایک واقع ہوگئی اور وہ عورت ایک سے ہی بائن ہوجائے گی دوبارہ صرف نکاح کرنے سے اپنے شوہر کے واسطے حلال ہوجائے گی اور شوہر کو آئندہ بقیہ کا اختیار رہے گا (یعنی ایک طلاق دی پھر اسے صرف دو کا اختیار ہے جب بھی دو طلاقیں دے گا عورت اس پر حرام ہوجائے گی اور بلا حلالہ شرعیہ حلال نہ ہوگی)۔

اور جو لوگ تین طلاقوں کو مطلقاً ایک قرار دیتے ہیں وہ اللہ ورسول کے حرام کردہ کو حلال کرتے ہیں جیسا کہ شارح صحیح مسلم امام ابوالعباس احمد بن عمر قرطبی متوفی ۶۵۶ھ لکھتے ہیں ہم نے حدیث ابن عباس پر طویل کلام کیا کیونکہ بہت سے جاہل اس کی وجہ سے دھوکہ میں پڑ گئے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ نے جسے حرام فرمایا تھا اسے حلال کرلیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلام اور رسول پر افتراء کیا۔

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِباً﴾ وعدل عن سبیلہ یعنی اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور اس کے رستے سے پھر جائے

(المفهم، جلد(٤)، كتاب(٩٦) الطلاق، باب(٣) إمضاء الطلاق الثلاث، ص٢٤٥، مطبوعه : دار إبن كثير، بيروت، الطبعة الأولى١٤١٧هـ-١٩٩٦ء)

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے متعلق چند فتاویٰ

حلالہ کی شرعی حیثیت

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نکاح بشرط حلالہ کرنا کیسا ہے؟ بینوا بالبرھان و توجروا عندالرحمن

باسمه سبحانه و تعالی و تقدس

الجواب: نکاح بشرط تحلیل (یعنی حلالہ سے مشروط نکاح) مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ایسے نکاح کے بارے میں حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ لعن رسول الله ﷺ المحلّل والمحلّل له۔

(سنن إبن ماجه، جلد(۲)، كتاب(۹)النكاح، باب(۳۳) المحلل والمحلل له، ص۴٦۰-۴٦۱، حديث:۱۹۳۴،۱۹۳۵، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸ء)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا ہے، دونوں پر لعنت فرمائی۔

انہی سے روایت ہے کہ حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ :قال رسول الله ﷺ : "ألا أخبر كم بالتَّيسِ المستعار" قالوا: بلى يارسول الله قال: "هو المحلّل لعن الله المحلّل والمحلّل له" (سنن ابن ماجه، جلد(۲)، كتاب(۹)النكاح، باب(۳۳) المحلل والمحلل له، ص۴٦۱، حديث:۱۹۳٦، مطبوعة : دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸ء)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمہیں مانگا ہوا بکرا بتاؤں، صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ، کیوں نہیں، تو آپ نے فرمایا وہ حلالہ کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے والے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

کس صورت میں حلالہ مکروہ تحریمی ہے؟

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸٦۱ھ لکھتے ہیں مرد اگر عورت سے اس طرح نکاح کرے کہ میں تجھ سے اس لئے نکاح کرتا ہوں تاکہ میں تجھے پہلے کے لئے حلال کردوں یا یہی بات عورت بوقت نکاح کہے فهو مكروه كراهة التحريم المنتهضة سببا للعقاب لقوله ﷺ لعن الله المحلّل والمحلّل له۔ (فتح القدير، جلد(۴)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما

تحلّ به المطلقة، ص ٣٥، مطبوعة: داراحياء والتراث العربي، بيروت)

یعنی تو وہ مکروہ تحریمی ہے جو عقاب کا سبب ہے کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

بہارِ شریعت میں ہے ''نکاح بشرط تحلیل جس کے بارے میں حدیث شریف میں لعنت آئی ہے وہ یہ ہے کہ عقد نکاح یعنی ایجاب وقبول میں حلالہ کی شرط لگائی جائے اور یہ نکاح مکروہ تحریمی ہے۔ زوج اول وثانی اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے"۔ (بہار شریعت، حصہ (۸)، طلاق کا بیان، حلالہ کے مسائل، ص ۵۶، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

حدیث شریف کا مطلب:

اور مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص صرف اس مقصد سے نکاح کرے کہ ایک دن بعد طلاق دے دے گا یا صرف پہلے کے لئے حلال کرنا مقصود تھا، اس کا یہ فعل اور پہلا شوہر جس نے اس شرط کے ساتھ حلالہ کروایا دونوں پر لعنت ہے۔ (وقار الفتاویٰ، جلد (۳)، کتاب الطلاق، حلالہ کا بیان، حلالہ کی چند صورتیں، ص ۲۲۰، مطبوعہ: بزم وقار الدین، کراچی)

کس صورت میں حلالہ مکروہ نہیں؟

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں وفي الاسبيجابي: لو تزوجها بنية التحليل من غير شرط حلّت للأول، ولا يكره، والنية ليست بشئ۔ (البناية، جلد(٥)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، ص ٤٨١، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ، ٢٠٠٠ھ)

یعنی اور اسبیجابی میں ہے اگر مرد نے اس عورت سے بلا شرط، حلالہ کی نیت سے شادی کی تو سابق شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی اور یہ مکروہ بھی نہ ہوگا اور نیت کچھ چیز نہیں۔

اور بوقت عقد تحلیل کو شرط نہ کیا جائے صرف نیت میں ہو تو مکروہ نہیں چنانچہ امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں أما لو نوياه ولم يقولاه فلا عبرة به۔ (فتح القدير، جلد(٣)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، ص ٣٥، مطبوعة: دار احياء التراث العربي، بيروت)

یعنی اگر دونوں کی حلالہ کی نیت تھی اور انہوں نے بوقت عقد نکاح حلالہ کا ذکر نہ کیا تو اس نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔

کسی کے گھر کو تباہی سے بچانا:

اگر کوئی شخص خالص کسی کے گھر کو بربادی وتباہی سے بچانے کے لئے اس کے گھر کو بسانے کے ارادے سے حلالہ کرتا ہے تو ثواب کا حقدار ہے، چنانچہ علامہ بدالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں وقال بعض مشایخنا: لوتزوجھا لیحلّلھا للأول، وھو مثاب مأجور فی ذلک۔
(البنایة، جلد(٥)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل : فیما تحلّ به المطلّقة، ص٤٨١، مطبوعة : دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠ھ، ٢٠٠٠ء)

یعنی اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا وہ مرد اگر کسی عورت سے صرف اس لئے نکاح کرتا ہے کہ وہ عورت کو اول کے لئے حلال کردے تو اسے اس میں اجروثواب ملے گا۔

اورامام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں ویکون الرجل مأجورا لقصده الإصلاح (فتح القدیر، جلد(٣)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحلّ به المطلّقة، ص٣٥، مطبوعة: دار احیاء والتراث العربی، بیروت)

یعنی مرد کو کسی کا گھر بسانے کے قصد کی وجہ سے اجر ملے گا۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے لئے ہمبستری شرط ہے

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ کے لئے صرف نکاح کافی ہے یا ہمبستری ضروری ہے؟ بینوا بالبرھان وتوجروا عندالرحمن

باسمه سبحانه وتعالی وتقدس

الجواب: حلالہ کے لئے صرف نکاح کافی نہیں، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ﴾ (البقرة:٢٣١)

ترجمہ: وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔

(کنزالایمان)

پہلی دلیل:

اس آیہ کریمہ میں "تَنۡکِحَ" یعنی لفظ نکاح مذکور ہے اور یہاں نکاح بمعنی جماع ہے۔ کیونکہ فرمان ہے نکاح کرے دوسرے شوہر سے، اور دوسرا شخص شوہر جبھی ہوگا کہ اس سے صحیح عقد کرے اور عقد کے معنی تو لفظِ زوج کے اِطلاق سے حاصل ہو گئے لہذا آیہ کریمہ کا مطلب یہی ہوگا کہ تین طلاقوں کے بعد وہ عورت اپنے شوہر پر حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شخص سے نکاح اور دوسرا شوہر اس سے جماع نہ کرے۔

اگر لفظ "تَنۡکِحَ" سے بھی عقدِ نکاح ہی مراد لیا جائے تو کلام میں صرف تاکید ہوگی کیونکہ عقد کے معنی لفظ "زوج" سے بھی حاصل ہو رہے ہیں حالانکہ کلام کو تاسیس پر محمول کرنا راجح ہے لِاَنَّ الۡاِفَادَۃَ خَیۡرٌ مِنَ الۡاِعَادَۃِ۔ (افادہ اعادہ سے بہتر)

اس لئے آیہ کریمہ میں مذکور "تَنۡکِحَ" سے جماع اور "زَوۡجًا" سے عقدِ نکاح مراد ہوں گے۔ اور معنی یہ ہوں گے تین طلاق کے بعد وہ عورت اپنے سابق شوہر کو حلال نہیں جب تک دوسرے شخص سے بعد عقدِ صحیح مقاربت نہ کرے۔

لہذا حلالہ میں زوج ثانی کا جماع کرنا شرط ہے کیونکہ قرآن نے سابق شوہر کے لئے مطلقہ ثلاثہ کے حلال ہونے کے لئے "حَتّٰی تَنۡکِحَ زَوۡجًا غَیۡرَہٗ" کی شرط لگائی ہے اور حضور ﷺ نے واضح اور صریح الفاظ میں نکاح کا معنی و مطلب قربت و جماع قرار دیا ہے کیونکہ جب حضرت رفاعہ قرظی کی بیوی تمیمہ جسے رفاعہ نے تین طلاقیں دی تھیں پھر انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کر لیا تھا اور وہ وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کے قابل نہ نکلے تو وہ اپنے سابق شوہر سے نکاح کرنا چاہتی تھیں انہیں حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے سابق شوہر رفاعہ قرظی سے اس وقت تک نکاح نہیں کر سکتیں جب تک تم اور تمہارے شوہر وظیفہ عزوجیت کی لذت نہ پالو۔

دوسری دلیل:

اب بھی اگر کوئی کہے جماع کا شرط ہونا آیت کریمہ سے ثابت نہیں تو اسے کہا جائے گا کہ زوج ثانی کا مقاربت کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے جن سے زیادتی علی الکتاب (یعنی کتاب اللہ پر زیادتی) جائز ہے، چنانچہ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں أن رجلاً طلق إمرأته ثلاثا،

فتزوجت فطلق، فسئل النبی ﷺ أتحلّ للاول؟ قال: "لا، حتی یذوق عسیلتها کما ذاق الأول" (صحیح البخاری، جلد(۳)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز طلاق الثلاث، حدیث:٥٢٦١، ص٤١٣، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ، ١٩٩٩ء)

یعنی ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اس عورت نے کہیں اور شادی کرلی اس نے بھی طلاق دے دی۔ پھر رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کیا وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، جب تک دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے یعنی مقاربت نہ کرلے۔

اور امام بخاری نے اسی باب میں یہ بھی روایت کیا ہے کہ أن إمرأة رفاعة القرظی جائت الی رسول اللہ ﷺ فقالت: یارسول اللہ، إن رفاعة طلقنی فبتّ طلاقی، وأنی نکحت بعبد الرحمن بن الزبیر القرظی، وإنما معه مثل الهدبة، قال رسول اللہ ﷺ: "لعلك تریدین أن ترجعی إلی رفاعة؟ لا، حتی یذوق عسیلتك وتذوقی عسیلته" (صحیح البخاری، جلد(۳)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز طلاق الثلاث، ص٤١٢، حدیث: ٥٢٦٠، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ، ١٩٩٩ء)

یعنی رفاعہ قرظی کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور حضور ﷺ سے اس نے عرض کی کہ میں رفاعہ کی زوجیت میں تھی، انہوں نے مجھے تین طلاقیں دے دیں، عدت گذرنے کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی سے نکاح کرلیا اور ان کے پاس تو صرف کپڑے کی مانند ہے (یعنی ان میں وطی کی صلاحیت نہیں ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شاید تو دوبارہ رفاعہ کی زوجیت میں آنا چاہتی ہے، نہیں آسکتی، یہاں تک کہ تو اس سے لطف اندوز ہو اور وہ تجھ سے لطف اندوز ہوں۔ یعنی دوسرا شوہر تجھ سے ہمبستری کرے۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ٢٦١ھ نے یہ حدیث مختلف نو اسناد کے ساتھ صحیح مسلم: (جلد(٥)، جزء(١٠)، کتاب النکاح، باب(١٧) أتحلّ المطلقة ثلاثا الخ، ص٣-٤-٥، حدیث:١٤٣٣، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ، ٢٠٠٠ء) میں ......

اور امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ٢٧٩ھ نے جامع ترمذی: (جلد(٢)، کتاب(٩) النکاح، باب(٢٦) ماجاء فی من یطلق إمرأته ثلاثا الخ، ص١٩٥-١٩٦، حدیث:١١١٨، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ، ٢٠٠٠ء) میں

اور امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ٢٧٣ھ نے دو مختلف سندوں کے ساتھ سنن ابن ماجہ

(جلد(٢)، کتاب(٩) النکاح، باب(٣٢) الرجل یطلق إمرأته ثلاثا الخ، ص٤٥٩-٤٦٠، حدیث:١٩٣٢-١٩٣٣، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٨ھ، ١٩٩٧ء) میں

اور امام ابوعبدالرحمٰن بن احمد بن شعیب نسائی متوفی ٣٠٣ھ نے پانچ مختلف اسناد کے ساتھ سنن نسائی: (جلد(٣)، جزء(٦)، کتاب(٢٧) الطلاق، باب(١٢) احلال المطلقة ثلثا و النکاح الذی یحلها به، ص١٢٨-١٤٩، حدیث(٣٤٠٨ تا ٣٤١٢)، مطبوعة: دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٥ھ، ١٩٩٥ء) میں

اور امام محمد ابن حسن شیبانی متوفی ١٨٩ھ نے مؤطا امام محمد: (کتاب الطلاق، باب المرأة یطلقها زوجها الخ، ص ٢٦٤، مطبوعه: قدیمی کتب خانه، کراچی) میں روایت کیا ہے۔

ان کے علاوہ امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی، امام علی بن عمر دار قطنی، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی اور دیگر محدثین نے اپنی اپنی مؤلفات میں اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ٢٧٩ھ فرماتے ہیں اس باب میں حضرت ابن عمر، انس، رمیصاء، غمیصا، اور ابوھریرہ کی روایات بھی ہیں اور حدیث عائشہ حسن صحیح ہے۔

علامہ بدرالدین عینی متوفی ٨٥٥ھ لکھتے ہیں یہ حدیث ائمہ ستہ نے اپنی کتب میں حضرت عائشہ سے روایت کی ہے اور یہ حدیث روایات مختلفہ کے ساتھ روایت کی گئی ہے محدثین کی ایک جماعت نے سوائے ابوداؤد کے امام زہری از عروۃ از عائشہ صدیقہ روایت کیا ہے۔ ملخصاً

(البنایه، جلد(٥)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فیما تحل به مطلقة الخ، ص٤٧٦، مطبوعه: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبقة الأولی ١٤٢٠ھ - ٢٠٠٠ء)

یہ حدیث عبارۃ النص سے جماع کے شرط ہونے پر دلالت کرتی ہے اور عبارۃ النص سے مراد ہے کہ لفظ معنی پر دلالت کرے اور کلام کو اسی معنی پر دلالت کرنے کے لئے لایا گیا ہو۔

یعنی رسول اللہ ﷺ نے اس بات کے بتانے کے لئے یہ کلام فرمایا کہ دوسرے شوہر کا محض عقد نکاح کر لینا پہلے شوہر کی خاطر حلال ہونے کے لئے کافی نہیں بلکہ دوسرے شوہر کے لئے شرط ہوگی کہ وہ عورت سے جماع کرے۔ حدیث شریف میں دونوں کے ایک دوسرے کے شہد چکھنے کا ذکر ہے جس سے مراد جماع و مقاربت ہے۔ لہٰذا حلالہ کے لئے جماع کا شرط ہونا مشہور حدیث سے عبارۃ النص کے ذریعے ثابت ہے۔

اگر محض عقد نکاح سابق شوہر کے لئے حلال ہونے کو کافی ہوتا تو رسول اللہ ﷺ تمیمہ

بنت وہب کو رفاعہ قرظی سے نکاح کی اجازت دے دیتے اور نکاح کی اجازت شوہر ثانی کے جماع کے ساتھ مشروط نہ فرماتے۔

نوٹ:۔ رفاعہ میں اختلاف ہے، کہا گیا کہ وہ رفاعہ بن شموال ہیں اور کہا گیا رفاعہ بن وہب اسی طرح ان کی بیوی کے نام میں بھی اختلاف ہے، پس ان کے نام میں چند اقوال ہیں سھیمہ، تمیمہ، رمصیاء، غمیصاء(البنایہ شرح ھدایہ، جلد (٥) کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة الخ ص ٤٧٧، مطبوعہ دارالکتب العلیمة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠ھ۔ ٢٠٠٠ء)

اور امام ترمذی یہ بھی فرماتے ہیں والعمل علی هذا عند عامة أهل العلم من أصحاب النبیﷺ وغیرهم: أن الرجل اذا طلق إمرأته ثلاثا فتزوجت زوجا غیره فطلقها قبل أن یدخل بها أنها لاتحل للزوج الاول إذا لم یکن جامع الزوج الأخر۔(جامع الترمذی، جلد(٢)، کتاب(٩) النکاح، باب(٢٦) ما جاء فی من یطلق إمرأته ثلاثا الخ، ص١٩٦، حدیث:١١١٨، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ، ٢٠٠٠ء)

یعنی علماء صحابہ وغیرھم کا عمل اسی پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے شوہر نے جماع نہ کیا ہو۔

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ٢٦١ھ فرماتے ہیں لا تحلّ المطلّقة ثلثا لمطلّقها حتی تنکح زوجاً غیره ویطأها ثم یفارقها، و تنقضی عدتها (صحیح مسلم، جلد(٥)، جزء(١٠)، کتاب(١٦) النکاح، باب(١٧) لاتحل الخ، ص٣، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢١ھ، ٢٠٠٠ء)

یعنی مطلقہ ثلاثہ، طلاق دینے والے کے لئے اس وقت حلال ہوگی جب وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور وہ اس سے وطی (جماع) کرے اور وہ پھر اسے طلاق دے اور عدت گذارے ورنہ حلال نہ ہوگی۔

لہٰذا قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ مطلقہ ثلاثہ کے شوہر اول پر حلال ہونے کے لئے شوہر ثانی کا صرف عقدِ نکاح کرنا کافی نہیں بلکہ بعد نکاح صحیح، جماع بھی شرط ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے لئے انزال شرط نہیں

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ کے لئے صرف دخول شرط ہے یا انزال بھی ضروری ہے؟ بینوا و توجروا عنداللہ

باسمہ سبحانہ و تعالی و تقدس

الجواب: حلالہ کے لئے دخول ضروری ہے انزال ضروری نہیں،

حدیث شریف میں ہے ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں اور اس عورت نے عدت گذارنے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح کرلیا پھر اس نے بھی طلاق دی تو اس عورت نے پہلے خاوند سے نکاح کرنا چاہا تو اس عورت کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا گیا أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ قَالَ: "لَا، حَتّٰى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ" یعنی کیا وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہے......؟ آپ نے فرمایا: نہیں، جب تک دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طرح اس کی مٹھاس نہ چکھ لے۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا لا، حتی یذوق عسیلتك و تذوقی عسیلته یعنی تو اس کی زوجیت میں نہیں آسکتی یہاں تک کہ وہ تجھ سے لطف اندوز ہو اور تو اس سے۔(صحیح البخاری، جلد(٣)، کتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز الطلاق الثلاث، ص٤٠٢، ٤٠٣، حدیث: ٥٢٦٠-٥٢٦١، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ، ١٩٩٩ء)

انزال شرط نہ ہونے کی وجہ:

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حلالہ کے لئے اِنزال شرط نہیں کیونکہ اِنزال کمالِ دخول یا مبالغہ فی الدخول ہے اور نص مطلق ہے اس میں کمال یا مبالغہ کی قید لگانا درست نہیں کیونکہ اس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔

چنانچہ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نے لکھا، اس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی قید بلا دلیل ثابت نہیں ہوتی اور اس قید (یعنی کمال کی قید) پر کوئی دلیل نہیں۔ اور دلیل تو اِنزال کے عدم لزوم (یعنی لازم نہ ہونے) پر دلالت کرتی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے لفظ "عُسَيْلَة" فرمایا جو "عسلة" کی تصغیر ہے۔ اور مرد کے جماع کی مٹھاس کو پہنچنے سے کنایہ ہے اور مٹھاس دخول سے حاصل ہو جاتی ہے تو یہ دخول کی لذت اِنزال جو کمالِ لذت ہے کی تصغیر ہوگئی۔ اور لذت جماع کے

ساتھ اِنزال سے قبل ہی حاصل ہو جاتی ہے۔ اِنزال سے تو لذت زائل ہوتی ہے اور رغبت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے اِنزال شرط نہیں ہے۔ (البناية، جلد(٥)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص ٤٧٨، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ، ٢٠٠٠ء)

لہٰذا حلالہ کے لئے دخول شرط ہے انزال شرط نہیں۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ مشروط ہونے میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا میں کوئی فرق نہیں

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مطلقہ ثلاثہ مدخول بہا تو اپنے شوہر پر بلا حلالہ شرعیہ حلال نہیں ہوتی۔ غیر مدخول بہا بلا حلالہ شرعیہ حلال ہوتی ہے یا نہیں؟ بینوا و توجروا

باسمه سبحانه وتعالى وتقدس

الجواب: عورت کو مجامعت کے بعد تین طلاقیں کسی طرح بھی دی گئی ہوں یا مجامعت سے قبل بیک لفظ تین طلاقیں دی گئی ہوں یعنی مطلقہ ثلاثہ مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا دونوں کے شوہر اول سے نکاح کا جواز حلالہ شرعیہ سے مشروط ہے اور حلالہ میں شوہر ثانی کا جماع کرنا شرط ہے۔

محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں لافرق فى ذلك بين كون المطلقة مدخولا بها أو غير مدخول بها لصريح إطلاق النص۔ (فتح القدير، جلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة ص ٣١، مطبوعة: دار احياء التراث العربى، بيروت)

یعنی صریح اِطلاق نص کی بناء پر مُطلقہ ثلاثہ کے نکاح کا جواز حلالہ سے مشروط ہونے میں مدخول بہا اور غیر مدخول بہا میں کوئی فرق نہیں۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

قریب البلوغ کا حلالہ کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مراہق کا مطلقہ ثلاثہ سے بعد نکاح جماع کرنا حلالہ کے لئے کافی ہوگا یا نہیں۔ نیز شرعاً مراہق کسے کہتے ہیں؟

بینوا توجروا

باسمہ سبحانہ وتعالی وتقدس

الجواب: مراہق کی تفسیر میں محقق علی الاطلاق امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں وفسر الصبی المراهق فی الجامع فقال غلام لم یبلغ ومثله یجامع وفی المنافع المراهق الدانی من البلوغ وقیل الذی تتحرك الته و یشتهی الجماع و فی فوائد شمس الأئمة أنه مقدر بعشر سنین۔(فتح القدیر، جلد(٤)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ٣٤، مطبوعة: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی مراہق بچے کے بارے میں امام محمد نے فرمایا: مراہق اس لڑکے کو کہتے ہیں جو بالغ نہ ہوا ہو اور اس جیسا لڑکا جماع کر سکے اور منافع میں ہے مراہق قریب البلوغ کو کہتے ہیں اور کہا گیا ہے کہ مراہق اس لڑکے کو کہتے ہیں جس کا عضو تناسل متحرک ہوتا ہو اور جماع کی خواہش رکھتا ہو اور فوائد شمس الائمہ میں ہے کہ اس کی مقدار دس سال ہے۔

مراہق حلالہ میں بالغ کی مثل ہوتا ہے کیونکہ تحلیل میں نکاح صحیح کے ساتھ دخول شرط ہے اور وہ (دخول) اس سے پایا جاتا ہے انزال شرط نہیں کہ وہ تو کمال اور مبالغہ فی الدخول ہے۔

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں والشرط أن تتحرك الة المراهق ویشتهی الجماع وإنما شرط ذلك لأنه علیه السلام شرط الذوق من الطرفین۔(البنایة، جلد(٥)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل:فیما تحل به المطلقة، ص٢٧٩، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ، ٢٠٠٠ء)

یعنی حلالہ میں مراہق کی شرط یہ ہے کہ اس کا عضو تناسل متحرک ہوتا ہو اور جماع کی خواہش رکھتا ہو اور یہ شرط صرف اس لئے لگائی گئی کہ نبی ﷺ نے حدیث عسیلہ میں طرفین کا لطف اندوز ہونا شرط کیا ہے۔

مراہق کے نکاح سے آزادی کی صورت:

لہٰذا مطلقہ ثلاثہ سے نکاح صحیح کے ساتھ جماع سے وہ عورت سابق شوہر کے لئے حلال ہوجائے گی مگر وہ عورت سابق شوہر سے نکاح اس وقت کرسکتی ہے جب وہ بچہ (مراہق) کسی کا غلام ہو اور مالک اسے اس عورت کو ہبہ کردے یا اگر وہ آزاد ہے تو وہ فوت ہوجائے۔ کیونکہ بچے کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں فلا یقع طلاق الصبی لقوله عليه السلام کل طلاق جائز الّا طلاق الصبی والمجنون والمعتوه۔ (عینی شرح کنز، جلد(۱)، کتاب الطلاق، ص ۱۴۰، مطبوعة: مکتبه نوریه رضویه، سکھر)

یعنی بچے کی طلاق واقع نہیں ہوتی کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے ہر طلاق جائز ہے سوائے بچے، مجنون اور بوہرے کی طلاق کے۔

بچے کی طلاق واقع نہ ہونے کی وجہ:

ان کی طلاق جائز نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لیاقت کا دارومدار تو عقل ممیز پر ہے جب تک عقل ممیّز نہ ہو آدمی طلاق کے لائق نہیں حالانکہ صبی اور معتوہ عدیم العقل ہیں۔

ورنہ اس کے بالغ ہونے کا انتظار کرنا ہوگا کہ وہ بالغ ہو کر طلاق دے۔

چنانچہ امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ نے باب متی یقع طلاق الصبی؟ (یعنی بچے کی طلاق کب واقع ہوگی؟) کے تحت بنی قریظہ سے روایت ذکر کی ہے انهم عُرضوا علی رسول الله ﷺ یوم قریظة فمن کان محتلما أو نبتت عانته قتل ومن لم یکن محتلما أو لم ینبت عانته ترک ۔(سنن نسائی، جلد(۳)،جزء(٤)، کتاب(۲۷) الطلاق، باب(۲۰) متی یقع طلاق الصبی؟، ص۱۵۵، حدیث(۳٤۲٦)، مطبوعة: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۵ھ، ۱۹۹۵ء)

یعنی وہ یوم قریظہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے گئے ان میں جو بالغ تھا اسے قتل کردیا گیا اور جو نابالغ تھا اسے چھوڑ دیا گیا۔

امام نسائی کا اس روایت کو باب متی یقع طلاق الصبی؟ میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ نابالغ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

اور بچے کی طلاق بالغ ہونے کے بعد واقع ہوگی، چنانچہ امام نسائی نے اسی باب میں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ فرماتے ہیں یوم احد میں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے غزوہ اُحد میں شرکت کی اجازت نہ دی اور اس وقت میری عمر چودہ سال تھی۔ پھر میں یوم خندق میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے غزوہ خندق میں شریک ہونے کی اجازت دے دی اور اس وقت میری عمر پندرہ سال تھی۔(سنن نسائی، جلد(۳)، کتاب(۲۷) الطلاق، باب(۲۰) متی یقع طلاق الصبی؟، ص ۱۵٦، حدیث:۴۳۲۸، مطبوعة: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۵ھ، ۱۹۹۵ء)

امام نسائی کا اس روایت کو مذکور باب میں ذکر کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ بچہ بالغ ہونے پر ہی طلاق کا اہل ہوتا ہے اور بلوغت کی کوئی علامت ظاہر نہ ہونے کی صورت میں اس کی حد پندرہ سال ہے۔

لہٰذا مراہق کا، مطلقہ ثلاثہ سے بعد نکاح صحیح کے، جماع کرنا حلالہ کے لئے کافی ہوگا۔

مگر اس میں طلاق کی اہلیت نہ ہونے کی وجہ سے بلوغ سے قبل اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

نکاح بشرط حلالہ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہم احناف کے نزدیک بشرط تحلیل کیا گیا نکاح منعقد ہو جاتا ہے اور مخالفین کہتے ہیں کہ حلالہ کے لئے کیا گیا نکاح اصلاً نہیں ہوتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ نیز کہتے ہیں کہ اگر حلالہ کا نکاح جائز ہوتا تو ان پر لعنت نہ کی جاتی۔ مفصل جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ و تقدس

الجواب: حدیث شریف میں ہے

ان النبی ﷺ قال: لعن اللہ المحلِّل والمحلّل لہ۔(سنن أبی داود، جلد(۲)، کتاب(٦) النکاح،

باب(١٦) فی التحلیل، ص ٣٨٨،حدیث(٢٠٧٦)، مطبوعة: دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٨ھ،١٩٩٧ء)

یعنی بے شک نبی ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا گیا، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اس حدیث سے نکاح بشرط حلالہ کا باطل ہونا ثابت نہیں ہوتا:

اس حدیث سے نکاح بشرط التحلیل (یعنی حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح کرنے) کا مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے نہ کہ نکاح کا باطل ہونا۔اور جو لوگ اس حدیث کے ذریعہ نکاح حلالہ کا باطل ہونا ثابت کرتے ہیں ان کے جواب میں امام ابن ہمام متوفی ٨٦١ھ لکھتے ہیں أما الإعتراض فمنشؤه عدم معرفة إصطلاح أصحابنا و ذلك أنهم لایطلقون إسم الحرام إلا علی منع ثبت بقطعی فإذا ثبت بظنی سمّوه مکروها وهو مع ذلك سبب للعقاب۔(فتح القدیر، جلد(٤)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص ٣٤، مطبوعة: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی مگر اعتراض کی وجہ یہ ہے کہ انہیں ہمارے اصحاب کی اصطلاح کی معرفت نہیں، اصطلاح یہ ہے کہ ہمارے اصحاب لفظ حرام کا اطلاق صرف اسی فعل پر کرتے ہیں کہ جس سے منع دلیل قطعی سے ثابت ہو اور جس فعل سے منع دلیل ظنی سے ثابت ہو اسے مکروہ کہتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ عقاب کا سبب ہے۔

دلیل:

یہ حدیث خبر واحد ہے اور خبر واحد ظن کا فائدہ دیتی ہے لہذا مذکور دلیل ظنی دلیل ہے قطعی نہیں ہے اس لئے اس دلیل کی بناء پر عقد باطل نہیں ہوگا کیونکہ شرط سے عقد باطل نہیں ہوتا بلکہ شرط خود باطل ہو جائے گی۔

امام ابن ہمام متوفی ٨٦١ھ لکھتے ہیں ان شرط التحلیل یبطل و یصح النکاح۔
یعنی شرط تحلیل باطل ہو جائے گی اور نکاح صحیح ہو جائے گا۔

عقود کی دو قسمیں:

آگے لکھتے ہیں لاشك أنه شرط فی النکاح لایقتضیه العقد والعقود فی مثله علی قسمین منها مایفسد العقد کالبیع ونحوه ومنها ما یبطل فیه الشرط ویصح هو

فیجب بطلان هذا۔(فتح القدير، جلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل :فيما تحل به المطلقة، ص ٣٥، مطبوعة: دار احياء التراث العربی، بيروت)

یعنی اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک ایسی شرط ہے کہ عقد نکاح جس کا مقتضی نہیں ہے اور عقود کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو شرط سے فاسد ہو جاتے ہیں جیسے تجارت وغیرہ اور دوسرے وہ جن میں شرط باطل ہو جاتی ہے اور عقد صحیح ہو جاتا ہے (جیسے نکاح وغیرہ) پس اس شرط کا بطلان بھی واجب ہے۔

لہٰذا شرط تحلیل، عقد نکاح کے عدم انعقاد (یعنی منعقد نہ ہونے) میں مؤثر نہ ہوگی اور نکاح صحیح ہو جائے گا۔

حدیث شریف صحتِ نکاح پر دلیل ہے:

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ اور امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں ولكن يقال لما سمّاه محلّلا دلّ على صحة النكاح لأن المحلِّل هو المثبِت للحلّ، فلو كان فاسد لما سمّاه محلّلا۔(البناية، جلد(٥)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص ٤٨١، مطبوعة: دار الكتب العلميه، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠، ٢٠٠٠م)(فتح القدير، جلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص ٣٤، مطبوعة: دار احياء التراث العربی، بيروت)

یعنی اور لیکن کہا گیا کہ نبی کریم ﷺ کا ایسا نکاح کرنے والے کو مُحَلِّل (سابقہ شوہر کے لئے عورت کے نکاح کو حلال کرنے والا) فرمانا، صحتِ نکاح کی دلیل ہے کیونکہ محلل، حِل کو ثابت کرنے والا ہوتا ہے۔ پس اگر بشرط تحلیل کیا گیا نکاح فاسد ہوتا ہے تو آپ ﷺ اسے مُحَلِّل نہ فرماتے۔

ظاہر ہے کہ بشرط تحلیل نکاح کرنے والا مُحَلِّل (سابقہ شوہر کے لئے عورت کو حلال کرنے والا) اسی وقت ہوگا جب اس کا نکاح صحیح ہو جائے کیونکہ تحلیل کے لئے وطی (ہمبستری) بنکاح صحیح شرط ہے اگر نکاح صحیح نہ ہو تو اس کی وطی عورت کو سابق شوہر کے لئے حلال نہیں کرے گی اور وہ مُحَلِّل نہیں ہوسکتا۔ جب اسے مُحَلِّل فرمایا گیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایسا نکاح صحیح ہے اگرچہ مکروہ تحریمی ہے اور حلالہ کرنے والا، کروانے والا اور عورت تینوں گنہگار ہوں گے۔

لعنت کی وجہ:

اور یہ بات کہ ایسے نکاح سے حصولِ تحلیل کے باوجود لعنت کیوں کی گئی......؟ تو اس

کے جواب میں علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں لأن إلتماس ذلك هتك للمروة و إعارة التَّيس فی الوطء لغرض الغير رذيلة، فانه انما يطأها ليعرضها لوطء الغير، وهو قلّة حمية، ولهذا قال عليه السلام: "هُوَ التَّيسُ الْمُسْتَعَارُ" (البناية، جلد(٥)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل :فيما تحل به المطلقة، ص٤٨١، مطبوعة: دار الكتب العلمية،بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ء، ٢٠٠٠ھ)

یعنی کیونکہ اس کی طلب مروت کی ہتک (رسوائی) ہے اور وطی میں نر کو دوسرے کی غرض سے مانگ کر لینا رذیل ہے کیونکہ وہ اس عورت سے صرف اس لئے وطی (ہمبستری) کرتا ہے تاکہ وہ اسے دوسرے کی وطی کے لئے حلال کر کے پیش کرے اور یہ قلّت غیرت ہے۔ اسی لئے نبی ﷺ نے اسے "تَيسُ الْمُسْتَعَارُ" (یعنی مانگا ہوا بکرا) فرمایا ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ اور متعہ میں فرق

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے اہل تشیع متعہ کو جائز قرار دیتے ہیں اور اہلسنّت حضرات حلالہ کو جائز کہتے ہیں؟ گویا دونوں ایک طرح سے وقتی نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں۔ برائے کرم حلالہ اور متعہ کی تعریف کرتے ہوئے فرق بیان کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

باسمه سبحانه وتعالى وتقدس

الجواب:

نکاح کے اصطلاحی معنی:

حلالہ شرعاً نکاح ہی ہے اور شریعت مطہرہ میں نکاح اس مخصوص عقد کا نام ہے جو بالقصد مفید ملک متعہ ہو یعنی اس کے ذریعہ مرد کا عورت سے نفع حاصل کرنا جائز ہو جائے۔

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں العقد الشرعی الذی یوجب حل

المرأة بنفسه۔(البناية، جلد(٥)، كتاب النكاح، ص٦، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ، ٢٠٠٠ء)

یعنی نکاح ایک شرعی عقد ہے جو بنفسہ عورت کے حلال ہونے کو واجب کرتا ہے۔

نکاح کی ایک شرط یہ بھی ہے:

پھر نکاح کی شرائط میں سے ہے کہ یہ عقد نکاح دو عاقل بالغ گواہوں کے سامنے ہو اگر نکاح دو مسلمانوں کا ہو تو گواہوں کا مسلمان ہونا ضروری ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے:

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلاً﴾ (النساء:١٤١)

ترجمہ: اور اللہ کافروں کو مسلمانوں پر کوئی راہ نہ دے گا۔(کنز الایمان)

اور عورت، جس سے نکاح کیا جا رہا ہے وہ محرمات میں سے نہ ہو اور غیر مسلم یا غیر کتابیہ نہ ہو وغیرہ

اور حلالہ جب نکاح ہی ہے تو اسے حلال کیوں کہتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نکاح مطلقہ ثلاثہ کو جو اپنے شوہر پر حرام ہوتی ہے، سابقہ شوہر کے واسطے حلال کر دیتا ہے۔ اسی لئے اس نکاح کو حلالہ کہا جاتا ہے۔

متعہ کسے کہتے ہیں؟

اور متعہ کے متعلق علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں هو ان يقول لإمرأة اتمتع بك كذا مدة بكذا من المال۔(الهداية، جلد(١-٢)، الجزء(١)، كتاب النكاح، فصل:فى بيان المحرمات، ص٢١٢، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٠ھ، ١٩٩٠ء)

یعنی متعہ کسی عورت کو یہ کہنا ہے کہ میں تجھ سے اتنے مال کے بدلے اتنی مدت کے لئے متعہ کرتا ہوں۔

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں متعہ کسی عورت کو یہ کہنا ہے کہ میں تجھ سے اتنی مدّت مثلاً دس دن یا چند دنوں کے لئے جسمانی نفع حاصل کرتا ہوں یا یوں کہنا کہ مجھے اپنے آپ سے چند دنوں کے لئے جسمانی نفع حاصل کرنے دے یا مدّت ذکر نہ کرے۔

نکاح مؤقت اور متعہ میں فرق:

اور پھر نکاح مؤقت اور متعہ میں فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں شیخ الاسلام نے فرمایا

نکاح مؤقت اور متعہ میں فرق یہ ہے کہ نکاح مؤقت میں لفظ نکاح اور شادی ذکر کیا جاتا ہے اور متعہ میں، میں متعہ کرتا ہوں، یا متعہ طلب کرتا ہوں، یعنی ہر وہ لفظ ذکر کیا جاتا ہے جو متعہ کے مادہ پر مشتمل ہو، اور ہر وہ لفظ بولا جاتا ہے جس سے متعہ میں گواہوں کا لازم نہ ہونا اور تعیین مدت ظاہر ہو، اور مؤقت میں گواہ ہوتے ہیں اور مدت مقرر ہوتی ہے۔(فتح القدیر، جلد(۳)، کتاب النکاح، فصل: فی بیان المحرمات، ص ۵، مطبوعة: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام یحیٰی بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض نے فرمایا کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ متعہ ایک مدت کے لئے عقد ہوتا ہے جس میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور بغیر طلاق کے انقطاع ہو جاتا ہے۔(شرح صحیح مسلم للنواوی، جلد(۵)، الجزء(۹)، کتاب(۱۶) النکاح، باب(۳) نکاح المتعة الخ، ص ۱۵۵، حدیث:۱۱(۱۳۰۴)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

فقہ جعفریہ کی روشنی میں متعہ:

اور فقہ جعفریہ کی روشنی میں جس عورت سے نفسانی خواہش پوری کرنی مقصود ہو اس سے متعہ کر لیا جائے اور متعہ کا رکن یہ ہے کہ عورت سے مدّت اور وقت کا تعین کیا جائے کہ کتنے پیسوں کے عوض وہ عورت کتنی مدّت کے لئے اپنا جسم حوالے کرے گی۔ وقت پورا ہو جانے کے بعد متعہ از خود ختم ہو جاتا ہے، طلاق کی ضرورت نہیں رہتی۔ ممتوعہ (متعہ کی گئی) عورت کے لئے مسلمان یا اہل کتاب ہونا ضروری نہیں۔ مجوسی عورت سے بھی متعہ کیا جا سکتا ہے۔ عقدِ متعہ کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ ہی ممتوعہ عورتوں میں تعداد کی کوئی حد ہے۔ حتی کہ بیک وقت سو عورتوں سے بھی متعہ کیا جا سکتا ہے۔ ممتوعہ (متعہ کی گئی) عورت وراثت کی حقدار نہیں ہوتی۔ نہ ہی متعہ کرنے والا اس کا وارث ہوتا ہے۔

جمیع امّت مسلمہ کے نزدیک متعہ حرام ہے اور اہل تشیع کے ہاں جائز بلکہ ثواب ہے۔

متعہ اور نکاح میں فرق یہ ہے:

۱۔ اہل تشیع کے ہاں متعہ کے رکن، مُدّت کا تعین اور اُجرت کا تعین ہیں،

چنانچہ شیعہ مصنف ابو جعفر محمد بن طوسی نے لکھا "ذرارہ نے بیان کیا کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا متعہ صرف دو چیزوں سے منعقد ہوتا ہے مُدّت کا تعیُّن اور اُجرت کا تعیُّن

ہو"۔(تہذیب الأحکام، جلد(۷)، ص۴٦۲، مطبوعه: دارالکتب الإسلامیه، تهران)

جبکہ نکاح کے رکن ایجاب وقبول ہیں۔ جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے ینعقد بإیجاب و قبول یعنی نکاح ایجاب اور قبول سے منعقد ہوجاتا ہے۔

۲۔ ان کے ہاں متعہ کا انعقاد لفظِ متعہ اور ہر اس لفظ سے بھی ہوتا ہے جو مادۂ متعہ کو شامل ہو۔ جیسا کہ ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی نے روایت کیا کہ "ابو عمر کہتے ہیں میں نے ہشام بن سالم سے متعہ کا طریقہ پوچھا انہوں نے کہا تم یوں کہو اے اللہ کی بندی میں اتنے پیسوں کے عوض اتنے دنوں کے لئے تم سے متعہ کرتا ہوں"۔(الفروع فی الکافی، جلد(۵)، ص۴۵۵، مطبوعة: دارالکتب الإسلامیه، تهران)

جبکہ نکاح کا انعقاد صرف لفظ نکاح، لفظ تزویج اور ان الفاظ سے درست ہوتا ہے، جو فی الحال تملیک عین کے لئے موضوع ہوں (یعنی فی الحال عین چیز کے مالک ہونے کے لئے رکھے گئے ہو) کما فی کتب الفقه

۳۔ متعہ میں عورت کا مسلمان یا کتابیہ ہونا ضروری نہیں جیسا کہ ابو جعفر طوسی نے لکھا کہ "منصور بن صقیل سے روایت ہے کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ "مجوسی (آتش پرست) عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں"۔(الاستبصار، جلد(۳)، ص۱۴۴، مطبوعة: دارالکتب الإسلامیة، تهران)

جبکہ نکاح کے لئے عورت کا مسلمان یا کتابیہ ہونا ضروری ہے کہ شرک عورت سے نکاح نہیں ہوتا ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَنكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ﴾ (البقرة:۲۲۱)

ترجمہ: شرک والی عورتوں سے نکاح نہ کرو جبتک مسلمان نہ ہوجائیں۔ (کنزالایمان)

۴۔ عقد متعہ مدّت پوری ہونے پر خود بخود ختم ہوجاتا ہے طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ ابو جعفر نے لکھا کہ "محمد بن اسماعیل کہتے ہیں میں نے ابوالحسن رضا علیہ السلام سے پوچھا کیا اس سے بغیر طلاق علیحدگی ہوجاتی ہے؟ تو انہوں نے کہا ہاں"۔(الإستبصار، جلد(۳)، ص۱۵۱، مطبوعة: دارالکتب الإسلامیة، تهران)

جبکہ نکاح کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔ شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں والنکاح لا ینعقد إلّا مؤبدا۔(البنایة، جلد(۵)، کتاب النکاح، ص۱۱، مطبوعة: دارالکتب

العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی نکاح نہیں منعقد ہوتا مگر ہمیشہ کے لئے۔

اس لئے وہ خود بخود ختم نہیں ہوتا جب تک وہ اسباب نہ پائے جائیں جنہیں شریعت مطہرہ نے نکاح ختم کرنے کے لئے مقرر کیا ہے جیسے طلاق اور وفات وغیرہ۔

۵۔ عقد متعہ کے لئے گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی جیسا کہ امام ابن ہمام حنفی نے فتح القدیر میں لکھا جس کا بیان مندرجہ بالا سطور میں گذرا جبکہ نکاح میں دو گواہوں کا ہونا شرط ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے لانکاحَ الاّ بشھود۔ (الهداية، جلد(١-٢)، الجزء(١)، كتاب النكاح، ص٢٠٦، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی گواہوں کے بغیر نکاح نہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے البغايا اللاتى ينكحن أنفسهن بغير بينة (جامع ترمذی، جلد(٢)، كتاب(٩) النكاح، باب(١٥) ماجاء لا نكاح إلاّ ببينة، ص١٨٤، حديث(١١٠٣)، مبطوعة: دار التكب العلمية بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی زانیہ عورتیں وہ ہیں جو اپنا نکاح بغیر گواہوں کے کریں۔

۶۔ متعہ میں عورتوں کی کوئی حد نہیں حتی کہ بیک وقت ستر یا اس سے زیادہ عورتوں سے بھی متعہ کیا جا سکتا ہے جیسا کہ ابو جعفر طوسی نے لکھا "زرارہ کہتے ہیں ابو عبداللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کیا متعہ چار عورتوں سے کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا کہ متعہ اجرت کے عوض ہوتا ہے خواہ ہزار عورتوں سے کرلو"۔ (الإستبصار، جلد(٣)، ص١٤٧، مطبوعة: دار الكتب الاسلامية، تهران)

جبکہ نکاح میں بیک وقت صرف چار عورتیں رہ سکتی ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿ فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ﴾ (النساء:٣)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں، دو دو تین تین اور چار چار (کنز الایمان)

۷۔ متعہ میں فریقین ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے جیسا کہ ابو جعفر طوسی نے لکھا کہ "متعہ میں فریقین کے درمیان میراث نہیں ہوتی"۔ (الإستبصار، جلد(٣)، ص١٤٧، مطبوعة: دار الكتب الإسلامية، تهران)

جبکہ نکاح میں فریقین ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ

﴿فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ﴾ (النساء:۱۲)

ترجمہ: اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے۔ (کنزالایمان)

اور فرمایا:

﴿وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ﴾ (النساء:۱۲)

ترجمہ: اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں (کنزالایمان)

۸۔ عقد متعہ ایک معین مدّت کے لئے ہوتا ہے اور اس میں اضافہ کا اختیار رہتا ہے جیسا کہ ابو جعفر قمی نے لکھا کہ "محمد بن نعمان نے بیان کیا کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا تم عورت سے کہو کہ عقد ایک معین مدّت تک ہے۔ پھر اگر میں نے چاہا تو اس مدّت میں اضافہ کرونگا اور تم بھی اضافہ کر دینا"۔(من لایحضره الفقیه، جلد(۳)، ص۲۹۴، مطبوعة: دارالکتب الإسلامیة، تهران، ۱۳۶۱ھ)

جبکہ نکاح ایک ایسا عقد ہے جو دوام (ہمیشگی) کے لئے وضع کیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ (النساء:۱۹)

ترجمہ: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں نہ پسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے۔ (کنزالایمان)

پھر اگر چہ وہ نکاح کے فوراً بعد ہی ختم کر دیا جائے جیسے طلاق وغیرہ سے یا کسی وجہ سے ختم ہو جائے جیسے وفات سے۔

۹۔ متعہ والی عورت خرچہ کا حق نہیں رکھتی جیسا کہ خمینی نے متعہ کے احکام میں لکھا کہ "متعہ والی عورت اگر چہ حاملہ ہو جائے خرچہ کا حق نہیں رکھتی"۔(توضیح المسائل، ص۳۲۹، مطبوعة: سازمان تبلیغات)

جبکہ منکوحہ نفقہ کا حق رکھتی ہے، چنانچہ قرآن میں ہے:

﴿ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ ۖ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۚ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا ۚ ﴾ (الطلاق:۷)

ترجمہ: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ ہو گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا

(کنزالایمان)

اور حاملہ ہو تو بھی اس کو نفقہ دینے کا حکم ہے خواہ اس کو طلاق رجعی دی گئی ہو یا بائن۔ قرآن میں ہے:

﴿ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ﴾ (الطلاق:٦)

ترجمہ: اور اگر حمل والیاں ہوں تو انہیں نان نفقہ دو یہانتک کہ ان کے بچہ پیدا ہو۔

(کنزالایمان)

۱۰۔ متعہ میں جدائی کی صورت میں عدت نہیں ہوتی، ابو جعفر کلینی نے لکھا کہ ''ابو عمر کہتے ہیں میں نے ہشام بن سالم سے متعہ کا طریقہ پوچھا تو انہوں نے (متعہ کا طریقہ بیان کرتے ہوئے) کہا اس میں عدت نہیں ہے''۔(الفروع فی الکافی، جلد(٥)، ص٤٥٦، مطبوعة: دارالکتب الإسلامية، تهران)

جبکہ نکاح کے بعد طلاق وغیرہ سے جدائی کی صورت میں مدخول بہا پر عدت لازم آتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ ﴾ (البقرۃ:۲۲۸)

ترجمہ: اور طلاق والیاں اپنی جانوں کو روکے رہیں تین حیض تک (کنزالایمان)

اور غیر مدخول بہا پر عدت نہیں ہوتی جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِن قَبْلِ أَن تَمَسُّوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّونَهَا ﴾

(الاحزاب:۴۹)

ترجمہ: پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لئے کچھ عدت نہیں جسے گنو

(کنزالایمان)

اور جدائی اگر وفات کی صورت میں ہو تو بھی عدت لازم آتی ہے جیسا کہ قرآن میں ہے۔

﴿ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَ

عَشْرًا﴾ (البقرة:٢٣٤)

ترجمہ: اور تم میں جو مرے اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رہیں (کنزالایمان)

اور اگر عورت حاملہ ہو اور جدائی چاہے طلاق سے ہو یا وفات سے تو بھی عدت لازم ہے چنانچہ اللہ تعالٰی کا فرمان ہے:

﴿وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ يَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ (الطلاق:٤)

ترجمہ: اور حمل والیوں کی میعاد یہ ہے کہ وہ اپنا حمل جن لیں (کنزالایمان)

۱۱۔ نبی کریم ﷺ نے متعہ قیامت تک حرام فرمایا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ حضرت ربیع بن سبرہ اپنے والد سبرہ بن معبد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سنو! آج سے قیامت تک کے لئے متعہ حرام ہے۔ (صحيح مسلم، جلد(٥)، الجزء(٩)، كتاب(١٦) النكاح، باب(٣) نكاح المتعة الخ، ص١٦١، حديث: ٢٨(١٤٠٤)، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠ء)

دوسری حدیث شریف ہے:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو متعہ کا حرام ہونا بتاتے ہوئے فرمایا۔ اے ابن عباس ٹھہرو! رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے دن متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کو کھانے سے منع فرما دیا تھا۔ (صحيح مسلم، جلد(٥)، الجزء(٩)، كتاب(١٦) النكاح، باب(٣) نكاح المتعة الخ، ص١٦٢، حديث: ٣٢(١٤٠٤)، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠ء)

متعہ دو مرتبہ حرام کیا گیا ایک مرتبہ غزوۂ خیبر میں جس کا بیان مذکور حدیث میں گذرا اور فتح مکہ میں، مکہ میں داخل ہوتے وقت مباح کیا گیا پھر نکلنے سے قبل قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا۔ چنانچہ حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم مکہ میں داخل ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے متعہ مباح فرمایا پھر ہم ابھی مکہ سے نکلے نہ تھے کہ آپ نے ہمیشہ کے لئے حرام فرما دیا۔ (صحيح مسلم، جلد(٥)، الجزء(٩)، كتاب(١٦) النكاح، باب(٣) نكاح المتعة الخ، ص١٦٠، حديث: ٢٢(١٤٠٤)، مطبوعة: دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠ء)

حدیث شریف میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا اے لوگو! میں نے تمہیں عورتوں سے متعہ کرنے کی اجازت دی تھی اور اللہ تعالٰی نے اسے قیامت تک کے لئے حرام کر دیا ہے تم میں سے

جس کے پاس بھی ان (ممنوعہ عورتوں) میں سے کوئی عورت ہو اس کا راستہ چھوڑ دے اور جو تم نے انہیں دیا ہے اس میں سے بھی کچھ نہ لے۔ (صحیح مسلم، جلد(٥)، الجزء(٩)، كتاب(١٦) النكاح، باب(٣) نكاح المتعة الخ، ص١٦١، حديث٢٨(١٤٠٤)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١هـ، ٢٠٠٠ء)

خود اہل تشیع کے ہاں متعہ کا ابدی حرام ہونا احادیث سے ثابت ہے جیسا کہ ابو جعفر طوسی روایت کرتے ہیں کہ "زید بن علی اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پالتو گدھوں کے گوشت اور نکاحِ متعہ کو حرام کر دیا"۔(الإستبصار، جلد(٣)، ص١٤٢، مطبوعه :دار الكتب الإسلاميه، تهران)

جبکہ نکاح قیامت تک کے لئے حلال ہے۔ قرآن میں ہے:

﴿ فَانكِحُوا مَا طَابَ لَكُم مِّنَ النِّسَآءِ ﴾ (النساء:٤)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں۔ (کنز الایمان)

اور حدیث شریف میں ہے : النكاح من سنتي فمن لم يعمل بسنتي فليس مني۔(سنن إبن ماجه، جلد(٢)، كتاب(٩) النكاح، باب(١) ماجاء في فضل النكاح، ص٤١٥، حديث:١٨٤٦، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩هـ، ١٩٩٨ء)

یعنی نکاح میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ میرے طریقہ پر نہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے فمن قدر على أن ينكح فلم ينكح فليس منا۔ (سنن الدارمي، جلد(٢)، كتاب النكاح، باب الحث على التزويج، ص١١٠، حدث(٢١٦٤)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧هـ، ١٩٩٦ء)

یعنی جو شخص نکاح کرنے پر قادر ہو پھر نکاح نہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں۔

اور حدیث شریف میں ہے تزوجوا فان التزوج خير من عبادة الف سنة۔(البناية، جلد(٥)، كتاب النكاح، ص٥، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠ء)

یعنی شادی کرو پس تحقیق شادی کرنا ہزار سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

کیا حلالہ عورتوں کے لئے سزاء ہے؟

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض پڑھی لکھی سمجھدار مسلمان عورتیں یہ کہتی ہیں کہ اسلام نے مطلقہ ثلاثہ کے لئے اپنے شوہر پر حلال ہونے کے لئے حلالہ کی شرط لگائی ہے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بیوی ہی طلاق کا ظلم سہے اور حلالہ کی سزا بھی اسی کو ملے؟، تو اس کا جواب کیا ہوگا؟ بینوا توجروا

باسمہ سبحانہ وتعالی وتقدس

الجواب: اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ عورت کو حلالہ کی سزا بھگتنے اور سابق شوہر سے دوبارہ نکاح کرنے پر کس نے جبر کیا؟ نہ قرآن وسنت نے، نہ صحابہ وتابعین نے، نہ ائمہ مجتہدین وعلمائے دین نے۔ حقیقت یہ ہے کہ طلاق دے کر ایک عرصہ کی رفاقت ختم کردینے والے شوہر سے دوبارہ رفاقت کی تمنا، خود مطلقہ عورت ہی کرتی ہے۔ کوئی اس کو مجبور نہیں کرتا، نہ شریعت، نہ مفتی، نہ قاضی۔ اور عورت کے اپنے خاوند سے رفاقت کے لئے قرآن کی یہ ہدایت اس لئے ہے تا کہ آئندہ نہ عورت جلد بازی کرے طلاق لینے میں اور نہ مرد جلد بازی کرے طلاق دینے میں۔ طلاق دینے میں اکثر میاں بیوی دونوں کے کرتوتوں کا انجام ہے کیونکہ مرد نے ایک طلاق پر اکتفاء نہیں کیا۔ اس لئے کہ تعلیم اسلامی حاصل نہ تھی یا تعلیمات اسلامی کو اہمیت نہ دی۔ یہ بھی اللہ عزوجل نے کرم فرمایا کہ ایک بار اپنے کرتوتوں سے ایک دوسرے پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئے تھے اور اس نافرمانی کے ذریعہ اپنے کرتوتوں سے انجام کو پہنچنے کے بعد ایک دوسرے کو چاہنے لگے۔ اگر یہ حل نہ ہوتا تو ممکن تھا کہ زمانہ میں حرام کاری سے بدنام ہوتے اور کبیرہ کے مرتکب ہوتے۔ اللہ تعالی کا کرم ہے کہ اس نے حِلّت کی راہ بتادی اور متعین فرمادی چاہیئے تو تھا کہ اللہ تعالی کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے مگر انسان ظالم وجاہل ہے کہ اسلام پر، کلام الٰہی پر اور ذات باری تعالی پر اعتراض کرنے لگ گیا۔ حد ہوگئی کہ نعمت کو زحمت سمجھا جانے لگا۔ لہذا مرد عورت ایک دوسرے پر حرام ہونے کے بعد چاہتے ہیں کہ کوئی ایسا کرم ہو کہ جو ایک ساتھ رہ سکیں تو لاج رکھنے والے نے لاج رکھتے ہوئے یہ حکم فرمایا:

﴿ فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ﴾ (البقرة:۲۳۱)

ترجمہ: وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے۔ (کنز الایمان)

یعنی وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے ہمبستری کے بعد طلاق دے اور عدت گذرنے کے بعد اب وہ عورت اپنے سابق شوہر کے لئے حلال ہوسکتی ہے۔

تو عورت قرآن کی اس ہدایت کو بھی اپنی مرضی سے چاہتی ہے اور قبول کرلیتی ہے۔ اگر یہ قرآنی ضابطہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! ظلم ہے تو عورتیں اسے کیوں اختیار کرتی ہیں؟

جیسا کہ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ اور امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی کہ میں رفاعہ کی زوجیت میں تھی، پھر انہوں نے مجھے طلاق دے دی اور طلاق مغلّظہ دی تھی پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا لیکن ان کے پاس تو اس کپڑے کے پلو کی مانند ہے تو حضور ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو؟ لیکن تم اس وقت تک ان سے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتی جب تک تم عبدالرحمٰن بن زبیر کا مزہ نہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لیں۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خدمت نبوی میں موجود تھے اور خالد بن سعید بن العاص دروازے پر اپنے لئے اندر آنے کی اجازت کا انتظار کررہے تھے۔ انہوں نے کہا: ابوبکر! کیا تم اس عورت کی آواز نہیں سنتے؟ یہ نبی کریم ﷺ کے حضور کس قدر آواز سے گفتگو کررہی ہے۔ (صحیح مسلم، جلد(٥)، جزء(١٠)، كتاب(١٦) النكاح، باب(١٧) لاتحل المطلقة ثلثا حتى تنكح الخ، ص٣، حديث:١١١(1433)، مطبوعة دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ھ، ٢٠٠٠ء)(صحيح البخارى، جلد(٣)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز طلاق الثلاث، ص٤١٢، حديث(٥٢٦٠)، مطبوعة: دارالكتب العلميه بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ، ١٩٩٩ء)

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کو بے شرمی اور بے حیائی کہنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ لفظ حلالہ کو بے شرمی اور بے حیائی قرار دیتے ہیں، ان کا کہنا درست ہے یا نہیں؟ اگر غلط ہے تو پھر ان کا جواب کیا ہوگا؟ بینوا و توجروا

باسمه سبحانه وتعالى وتقدس

الجواب: قرآن مجید میں مطلقہ ثلاثہ کے سابق شوہر کے لئے حلال ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ﴿فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ (البقرة:٢٣١) کے الفاظ فرمائے ہیں۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں نبی کریم ﷺ سے أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ؟ کے الفاظ سے سوال کیا گیا۔(صحيح البخارى، جلد(٣)، كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٤) من أجاز طلاق الثلاث، ص٤١٣، حديث(٥٢٦١)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ه، ١٩٩٩ء)(صحيح مسلم، جلد(٥)، جزء(١٠)، كتاب(١٦) النكاح، باب(١٧) لا تحل المطلقة ثلاثة الخ، ص ٥ ، حديث : ١١٤ (١٤٣٣)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ه، ٢٠٠٠ء)(مؤطا امام محمد، كتاب الطلاق، باب المرأة يطلقها زوجها الخ، ص٢٦٤، مطبوعة: قديمى كتب خانه، كراچى)(سنن دارقطنى، جلد(٣)، جزء(٤)، كتاب الطلاق، حديث:٣٩٣٢، ص٢١، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٧ه، ١٩٩٧ء)(سنن الكبرىٰ، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ماجاء فى إمضاء الطلاق الخ، ص ٥٥٠، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ه، ١٩٩٩ء)

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے کَانَ یَحِلُّ لِیُ کے الفاظ میں سوال کیا۔(سنن الكبرىٰ، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ماجاء فى إمضاء الطلاق الخ، ص ٥٤٧، حديث:١٤٩٥٥، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ه، ١٩٩٩ء)

اور آپ ﷺ نے خود لَمْ تَحِلُّ لَه کے الفاظ اپنی مبارک زبان سے ارشاد فرمائے۔

(سنن دارقطنى، جلد (٣)، جزء (٤)، كتاب الطلاق، حديث : ٣٩٢٧ - ٣٩٢٨، ص ٢٠، مطبوعة: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤١٧ه، ١٩٩٧ء)(سنن الكبرىٰ، جلد(٧)، كتاب الخلع والطلاق، باب(١٤) ماجاء فى إمضاء الطلاق الخ، ص ٥٥٠، حديث:١٤٩٧٠، مطبوعة: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولىٰ ١٤٢٠ه، ١٩٩٩ء)

یہی الفاظ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمائے۔(مصنف إبن أبى شيبه،

جلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٩) فی الرجل، یقول لامرأته أنت طالق الخ، ص٢١، حدیث:٧، مطبوعة: دارالفکر بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٤ھ، ١٩٩٤ء)

اور یہی الفاظ حضرت ابن عباس، ابوھریرہ اور ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے بھی متفقہ طور پر: (سنن أبی داود، جلد(٢)، کتاب(٧) الطلاق، باب(١٠) نسخ المراجعة الخ، ص٤٥٠، حدیث:٢١٩٨، مطبوعة: دار إبن حزم، بیروت، الطبعة الأولی ١٤١٨ھ، ١٩٩٧ء)

اور حضرت ابوھریرہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے متفقہ طور پر (شرح معانی الآثار، جلد(٢)، جزء(٣)، کتاب(٨) الطلاق، باب(٢) الرجل یطلق إمرأته ثلاثا معاً، ص٥٧، حدیث(٤٤٨٠)، مطبوعة: عالم الکتب، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٤ھ، ١٩٩٤ء)

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ (سنن الکبریٰ، جلد(٧)، کتاب الخلع والطلاق، باب (١٤) ماجاء فی امضاء الطلاق الخ، ص ٥٤٧، مطبوعة :دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ، ١٩٩٩ء)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا (مصنف إبن أبی شیبه، جلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب(١٨) فی الرجل یزوج المرأة ثم یطلقها، ص١٩، مطبوعة: دارالفکر، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٤ھ، ١٩٩٤ء) **وغیرھم سے مروی ہیں۔**

اور تابعین میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (سنن دارقطنی، جلد(٣)، جزء(٤)، کتاب الطلاق، حدیث:٣٩٧٩، ص٣١، مطبوعة: دلرالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٧ھ، ١٩٩٧ء)

اور حضرت سعید بن میسّب، سعید بن جبیر اور حمید بن عبدالرحمٰن (مصنف إبن أبی شیبه، جلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب (١٨) فی الرجل یزوج المرأة ثم یطلقها، ص١٩، مطبوعة: دار الفکر ، بیروت، الطبعة الأولیٰ ١٤١٤ھ، ١٩٩٤ء) **سے مروی ہیں۔**

بہر حال ''حلال وحرام''، قرآن وحدیث اور دین واسلام کی ایک اہم اصطلاح ہے جس کے بارے میں قرآن میں "فلاتحل له" اور احادیث وآثار صحابہ اور اقوال تابعین میں "أتحل للاول؟"، "کان یحل لی؟"، "لم تحل له" اور "لاتحل له" کے الفاظ آئے ہیں اس کے معنی (بالترتیب) ''تو اسے حلال نہ ہوگی''، ''کیا اسے حلال ہوگی؟''، ''کیا میرے لئے حلال ہے''؟ ''اسے حلال نہیں'' اور ''اسے حلال نہ ہوگی'' کے ہیں۔

اب حلالہ کے لفظ کو بے شرمی وبے حیائی قرار دینے اور مذاق اڑانے کی کیا کسی مسلمان کا ایمان اجازت دے گا؟ ہرگز نہیں۔ صرف وہی یہ بات کہے گا جس کے دل میں ایمان وایقان کی

جگہ بے شرمی و بے حیائی نے لے لی ہوگی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

طلاق کو معلق کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارے میں کہ زید نے ہندہ کے بارے میں کہا اگر میں اس سے نکاح کر کے ہمبستری کروں تو اسے تین طلاقیں ہیں حالانکہ اس وقت زید ہندہ دونوں اجنبی تھے پھر زید نے ہندہ سے نکاح کیا اور ہمبستری بھی ہوئی تو طلاقیں واقع ہو جائیں گی یا نہیں اگر واقع ہو جائیں گی تو حضور ﷺ کے فرمان "نکاح سے قبل طلاق نہیں ہوتی" کا کیا مطلب ہوگا؟ بینوا و توجروا

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ و تقدس

الجواب: صورت مسئولہ میں تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی اور وہ عورت زید پر حرام ہو جائے گی کیونکہ یہ تعلیق ہے اور تعلیق کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کا ہونا دوسری چیز کے ہونے پر موقوف کیا جائے یہ دوسری چیز جس پر پہلی چیز موقوف ہے اُسے شرط کہتے ہیں۔ جیسے کسی نے اجنبیہ سے کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق ہے۔ یہاں پر طلاق کا واقع ہونا نکاح کے ہونے پر موقوف ہے۔

تعلیق بالشرط جائز ہے:

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنۡ اٰتٰنَا مِنۡ فَضۡلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ﴾ (التوبہ: ۷۵)

ترجمہ: ان میں کوئی وہ ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا۔ کہ اگر ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم خیرات کریں گے۔ (کنز الایمان)

اس آیہ کریمہ کے تحت شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں فھذا نظیر: إن تزوجتُ فلانة فهي طالق (عمدة القاری، جلد (١٤)، کتاب (٦٨) الطلاق، باب (٩) لا

طلاق قبل النکاح، ص ۲۵٤، مطبوعه: دار الفکر، بیروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ-١٩٩٨ء)
یعنی پس یہ نظیر ہے إن تزوجت فلانة فهی طالق (یعنی اگر میں نے فلانی عورت سے شادی کی تو وہ طلاق والی ہے) کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ روایت کرتے ہیں عن ابن عمر أنه کان یقول إذا قال الرجل إذا نکحت فلانة فهی طالق کذالك إذا نکحها وإن طلقها واحدة أو اثنتین أو ثلاثا فهو کما قال (مؤطا إمام محمد، کتاب الطلاق، باب الرجل یقول إذا نکحت فلانة فهی طلاق، ص ۲۵۸، مطبوعه: قدیمی کتب خانه، کراچی)
یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے جب کسی شخص نے کہا میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے تو وہ جب اس سے نکاح کرے گا طلاق واقع ہو جائے گی اگر ایک طلاق یا دو یا تین کہی ہوں گی تو اتنی ہی واقع ہوں گی کہ جتنی اس نے کہی ہوں گی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں روی عن ابن مسعود أنه قال فی المنصوبة: إنها تطلق (جامع ترمذی، جلد (۲)، کتاب (۱۱) الطلاق، باب (٦) ما جاء لاطلاق قبل النکاح، ص ۲۳۸، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولى ١٤٢١ه، ٢٠٠٠ء)
یعنی منصوبہ اس عورت کو کہتے ہیں جو کسی قبیلہ یا شہر کی طرف منسوب ہو اس کے لئے مرد کہے اگر میں فلاں قبیلہ یا فلاں شہر کی فلانی عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق ہے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں طلاق واقع ہو جائے گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام احمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۷۹ھ روایت بیان کرتے ہیں کہ عن القاسم بن محمد أن رجلا سأل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، فقال إن قلت، إن تزوجت فلانة فهی کظهر أمی، قال: إن تزوجتها، فلا تقربها حتی تکفر (مؤطا إمام محمد، کتاب الطلاق، باب الرجل یقول لإمرأته إذا الخ، ص ۲۵۸، مطبوعه: قدیمی کتب خانه، کراچی)
یعنی قاسم بن محمد سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا اگر

میں یہ کہوں اگر میں نے فلاں عورت سے شادی کی تو وہ مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی مثل ہے تو آپ نے فرمایا (یہ تعلیق صحیح ہے) جب تو اس سے شادی کرے تو ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے قبل اس کے قریب نہ جانا۔

اس سے معلوم ہوا کہ اگر طلاقِ ظہار کو نکاح سے معلّق کرنا درست ہے تو صریح طلاق کو بھی نکاح کے ساتھ معلّق کرنا درست ہوگا، اگر تعلیق بالنکاح (یعنی طلاق کو نکاح کے ساتھ معلق کرنا) جائز ہے تو تعلیق بالدخول مع النکاح (یعنی طلاق کو نکاح کے بعد دخول سے معلق کرنا) بھی جائز ہے۔

اور امام ابن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں قدامہ نے بیان کیا کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا، جس نے کہا، ہر عورت جس سے بھی وہ شادی کرے تو وہ طلاق والی ہے اور ہر باندی جسے بھی وہ خریدے تو وہ آزاد ہے، تو آپ نے فرمایا: اگر میں ہوتا تو نہ میں نکاح کرتا اور نہ ہی باندی خریدتا یعنی نکاح سے طلاق اور خریدنے سے باندی آزاد ہوجائے گی۔

تابعین کے نزدیک تعلیق بالشرط:

امام زہری اور مکحول اس شخص پر جو یہ کہے "ہر عورت جس سے میں شادی کروں اسے طلاق ہے" اس پر (نکاح کے بعد) طلاق کو لازم کرتے تھے۔

اور امام شعبی سے پوچھا گیا کہ کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں تجھ پر جس عورت سے بھی شادی کروں اسے طلاق ہے تو آپ نے فرمایا وہ شخص اس پر جس سے بھی شادی کرے گا اسے طلاق ہوجائے گی۔

اور امام زہری نے طلاق کو نکاح سے معلق کرنے کے بارے میں فرمایا إذا وقع النكاح وقع الطلاق یعنی جب نکاح ہوگا طلاق واقع ہوجائے گی۔(مصنف إبن أبی شیبه، جلد(٤)، کتاب(١١) الطلاق، باب من کان یوقعه علیه الخ و باب فی الرجل یقول کل امرأته یتز وجها الخ ص١٦-١٧-١٨ ،مطبوعه: دار الفکر، بیروت، البطعة الأولی ١٤٢١ھ، ١٩٩٤ء)

نکاح سے قبل طلاق نہیں، کا مطلب:

اور جو احادیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ لا طلاق قبل النکاح نکاح سے قبل طلاق

نہیں یا لا طلاق إلا فیما تملك (الحدیث)

اس کے جواب میں شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں

والحنفية يقولون:هذا تعليق بالشرط وهو يمين فلا يتوقف صحته على ملك المحل كاليمين بالله، وعند وجود الشرط يقع الطلاق وهو طلاق بعد وجود النكاح، فكيف يقال: إنه طلاق قبل النكاح؟ والطلاق قبل النكاح فيما إذا قال لأجنبية: أنت طالق فهذا كلا م لغو، وفي مثل هذا يقال:لا طلاق قبل النكاح الخ (عمدة القاری، جلد (١٤)، كتاب(٦٨) الطلاق باب(٩) الطلاق قبل النكاح ص ٢٥٣، مطبوعة: دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٨ء)

یعنی احناف فرماتے ہیں یہ تعلیق بشرط ہے اور وہ یمین ہے تو اس کی صحت محل کی ملک پر موقوف نہیں ہوگی جیسے اللہ کی قسم اور شرط کے پائے جانے کے وقت طلاق واقع ہو جائے گی اور وہ طلاق نکاح کے وجود (یعنی نکاح کے پائے جانے) کے بعد ہوگی۔ تو کیسے کہا جائیگا کہ طلاق قبل نکاح ہے؟ اور طلاق قبل از نکاح اس صورت میں ہے جب کوئی شخص کسی اجنبیہ (عورت) سے کہے تو طلاق والی ہے تو یہ کلام لغو ہے اور اسی کی مثل کے لئے حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ نکاح سے قبل طلاق نہیں۔

اور فرماتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے "لا طلاق إلّا بعد نكاح ولا عتق إلّا بعد ملك" انتهى،هذا لا خلاف فيه أن الله جعل الطلاق بعد النكاح، والحنفية قائلون به، فلا يجوز للشافعيـة أن يحتجوا به عليهم في مسألة التعليق، فإن تعليق الطلاق غير الطلاق، لأنه ليس بطلاق في الحال فلا يشترط لصحته قيام المحل، وحكى أبوبكر الرازي عن الزهري في قوله: لا طلاق الاّ بعد نكاح، قال: هو الرجل يقال له:تزوج فلانة ،فيقول : هي طالق، فهذا ليس بشئ فأما من قال: إن تزوجت فلانة فهي طالق ، فإنما يطلق حين يتزوجها الخ (عمدة القاری، جلد (١٤)،كتاب(٦٨) الطلاق، باب(٩) الطلاق قبل النكاح، ص ٢٥٣، ٢٥٤، مطبوعة : دار الفكر، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٨ھ ، ١٩٩٨ء)

یعنی" طلاق واقع نہیں ہوتی مگر نکاح کے بعد اور غلام آزاد نہیں ہوتا مگر مالک ہونے کے بعد" اس میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طلاق کو نکاح کے بعد رکھا ہے، اور احناف بھی اس کے قائل ہیں، تو شوافع کے لئے جائز نہیں کہ اس سے تعلیق کے مسئلہ میں ان پر حجت

پکڑیں، پس تحقیق تعلیق الطلاق، طلاق کا غیر ہے کیونکہ تعلیق فی الحال طلاق نہیں تو اس کی صحت کے لئے قیام محل بھی شرط نہیں، ابوبکر رازی نے لا طلاق إلّا بعد النکاح (طلاق نہیں مگر نکاح کے بعد) کے بارے میں امام زہری سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا وہ شخص جس سے کہا جائے فلانی سے شادی کر، تو وہ کہے وہ طلاق والی ہے تو یہ جو اس نے کہا وہ طلاق والی ہے یہ کچھ نہیں، مگر جس نے کہا اگر میں نے فلانی سے شادی کی تو وہ طلاق والی ہے تو وہ عورت طلاق والی ہو جائے گی جب وہ اس سے شادی کرے گا۔

لہٰذا صورت مسئولہ میں طلاق مغلّظہ واقع ہو جائے گی اور ہندہ زید پر حرام ہو جائے گی اور بغیر حلالہ شرعیہ حلال نہ ہوگی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بوقتِ نکاح طلاق کا اختیار حاصل کرنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی عورت نکاح کے وقت اپنے لئے طلاق کا اختیار حاصل کرلے تو اس کو بعد نکاح طلاق کا اختیار ہوگا یا نہیں؟ اگر ہوگا تو اس کی صورت کیا ہوگی؟ بینوا بالبرھان و توجروا عند الرحمٰن

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ وتقدس

الجواب: "بوقت نکاح اگر کوئی عورت یا اس کا وکیل یہ کہے کہ میں نے یا میری مؤکلہ نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ مجھے یا اسے اپنے نفس کا اختیار ہے کہ جب چاہے اپنے کو طلاق دے لے۔ وہ کہے میں نے قبول کیا۔ اب عورت کو طلاق دینے کا خود اختیار ہے"۔ (بہار شریعت، حصہ (۸)، طلاق کا بیان، حلالہ کے مسائل، ص ۵۶، مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ لاہور)

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ نقل کرتے ہیں لو خافت أن لا یطلّقها الثانی فتقول زوّجت نفسی منك علی أن أمری بیدی، أطلّق نفسی کلّما

أريد، ويقول تزوّجت أو قبلت جاز النكاح، وصار الأمر فی يدها۔(البناية، جلد(٥)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص٤٨٢، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ، ٢٠٠٠ء)

یعنی عورت کو خوف ہو کہ دوسرا شوہر مجھے طلاق نہیں دے گا تو وہ نکاح کے لئے کہے میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں اس شرط پر دیا کہ میرا معاملہ میرے ہاتھ میں ہوگا، میں جب چاہوں اپنے کو طلاق دے لوں اور مرد کہے میں نے شادی کی یا میں نے قبول کیا، نکاح جائز ہو جائے گا اور طلاق کا معاملہ عورت کے ہاتھ میں ہوگا۔

"اور اگر زوج کی جانب سے پہلے یہ الفاظ کہے گئے کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اس شرط پر کہ اسے اس کے نفس کا اختیار ہے تو یہ شرط لغو ہے عورت کو اختیار نہ ہوگا"۔(بہار شریعت، حصہ(٨)، طلاق کا بیان، حلالہ کے مسائل، ص٥٦، مطبوعہ: مکتبہ اسلامیہ لاہور)

حدیث شریف میں ہے لاطلاق له فيما لايملك(سنن إبن ماجه، جلد(٢)، كتاب(١٠) الطلاق، باب(١٧) الطلاق قبل النكاح، ص٥١٩، حديث:٢٠٤٧، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤١٩ھ، ١٩٩٨ء)

یعنی کوئی شخص طلاق کا مالک نہیں ہوتا جب تک نکاح نہ کرلے۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ میں نکاح کے اعلان کا حکم

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ میں لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ اسے اپنے رشتہ داروں اور اہل محلہ سے راز میں رکھا جائے جبکہ حدیث شریف میں نکاح کے اعلان کا حکم ہے، تو بلا اعلان کیا گیا یہ کیسے درست ہو سکتا ہے؟

بینوا و توجروا

باسمہ سبحانہ وتعالی وتقدس

الجواب:

نکاح کے لئے گواہی شرط ہے:

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں لاینعقد نکاح المسلمین إلاّ بحضور الشاهدَین حرَّین عاقلَین بالغَین مسلمَینِ رجلَین أو رجل و إمرأتَینِ عدولا کانوا غیر عدول أو محدودَین فی القذف۔

(الهدایة، جلد(۱-۲)، الجزء(۱)، کتاب النکاح، ص۲۰۶، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۰ھ،۱۹۹۰ء)

یعنی دو مسلمانوں (یعنی مرد وعورت) کا نکاح آزاد، عاقل، بالغ، مسلمان، دومردوں یا ایک مرد اور دوعورتوں کی موجودگی کے بغیر منعقد نہیں ہوتا، وہ (گواہ) عادل ہوں یا غیر عادل یازنا کی تہمت میں سزایافتہ ہوں۔ یعنی صحت وانعقاد نکاح کے لئے گواہی شرط ہے۔

بغیر گواہوں کے نکاح منعقد نہیں ہوتا:

چنانچہ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں عن إبن عباس، أن النبی ﷺ قال: "البغایا اللاتی ینکحن أنفسهن بغیر بیّنة"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا"زانیہ عورتیں وہ ہیں جو بغیر گواہوں کے اپنا نکاح کریں"

اور لکھتے ہیں والصحیح ماروی عن إبن عباس لا نکاح إلا ببیّنة (جامع ترمذی، جلد(۲)، کتاب(۹)النکاح، باب(۱۵)ماجاء لانکاح إلاّ ببینة، ص۱۸۴، حدیث(۱۱۰۳)، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

یعنی اور صحیح وہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ گواہوں کے بغیر نکاح نہیں۔

اور لکھتے ہیں کہ اس باب میں حضرت عمران بن حصین، حضرت انس اور حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے بھی روایتیں ہیں۔(جامع ترمذی، جلد(۲)، کتاب(۹)النکاح، باب (۱۵) ماجاء لانکاح إلاّ ببینة، ص۱۸۵، حدیث (۱۱۰۳ -۱۱۰۴)، مطبوعة: دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں إعلم أن الشهادة شرط

فی باب النکاح لقوله علیه السلام لا نکاح إلّا بشهود۔(الهدایة، جلد(۱۔۲)، الجزء(۱)، کتاب النکاح، ص۲۰٦، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۱۰ھ، ۱۹۹۰ء)

یعنی واضح ہو کہ گواہی باب نکاح میں شرط ہے اس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ " گواہوں کے بغیر نکاح نہیں"۔

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں لنا قوله علیه الصلاة والسلام لا نکاح إلّا بشهود۔ (عینی شرح کنز، جلد(۱)، کتاب النکاح، ص۱۱٤، مطبوعة: مکتبه نوریه رضویه، سکھر)

یعنی گواہ شرط ہونے میں ہماری دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے " گواہوں کے بغیر نکاح نہیں"۔

محقق علی الاطلاق، امام ابن ہمام متوفی ۸٦۱ھ لکھتے ہیں أما شرط الشهادة فلقوله ﷺ لا نکاح إلّا بشهود۔(فتح القدیر، جلد(۳)، کتاب النکاح، ص۱۱۰، مطبوعة :داراحیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی مگر گواہی کی شرط پس نبی ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے کہ " گواہوں کے بغیر نکاح نہیں"۔

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ لکھتے ہیں والعمل علی هذا عند أهل العلم من أصحاب النبی ﷺ و من بعدهم من التابعین و غیرهم قالوا: لا نکاح إلّا بشهود لم یختلفوا فی ذلك عندنا من مضی منهم إلّا قوماً من المتأخرین من أهل العلم و إنما اختلف أهل العلم فی هذا إذا شهد واحد بعد واحدٍ فقال أکثر أهل العلم من أهل الکوفة وغیرهم: لایجوز النکاح حتی یشهد الشاهدان معاً عند عقدة النکاح۔الخ (جامع ترمذی، جلد(۲)، کتاب(۹)النکاح، باب(۱۵)ماجاء لانکاح إلاّ ببینة، ص۱۸۵، حدیث(۱۱۰۳۔ ۱۱۰٤)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱٤۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

یعنی اسی پر اصحاب نبی ﷺ اور ان کے بعد تابعین وغیرہم کا عمل رہا ہے کہ سب کہتے تھے کہ نکاح نہیں مگر گواہوں کے ساتھ (یعنی گواہوں کے بغیر نکاح نہیں) پس اس مسئلہ میں ان میں کوئی اختلاف نہ تھا پھر متاخرین علماء کی ایک جماعت نے ان سے اختلاف کیا اور ان کا اختلاف بھی اس بات میں ہے کہ اگر ایک کو ایک کے بعد گواہ بنایا (تو کیا حکم ہے) تو علمائے کوفہ وغیرہم میں سے اکثر علماء نے کہا جب تک دونوں گواہ عقد نکاح کے وقت ایک ساتھ موجود نہ ہوں نکاح جائز نہ ہوگا۔

اعلان نکاح کی حدیث:

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں عن عائشة، عن النبی ﷺ، قال: أعلنوا هذا النكاح، واضربوا عليه بالغربال۔ (سنن إبن ماجه، جلد(۲)، كتاب النكاح، باب(۲۰) اعلان النكاح، ص۴۴۲-۴۴۳، حديث(۱۸۹۵)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸ء)

یعنی اس نکاح کا اعلان کرو اور اعلان کے لئے دف بجاؤ۔

قال السندي: "اضربوا عليه بالغربال" أي بالدف للإعلان۔ (تحقيق محمود على سنن ابن ماجه، جلد(۲)، كتاب النكاح، باب(۲۰) اعلان النكاح، ص۴۴۳، حديث(۱۸۹۵)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸ء)

علامہ عبدالھادی سندھی متوفی ۱۰۳۸ھ فرماتے ہیں "اضربوا عليه بالغربال" سے مراد، اعلان کے لئے دف بجانا ہے۔

اور امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ: أعلنوا هذا النكاح، واجعلوا فى المساجد، واضربوا عليه بالدفوف۔ (جامع ترمذی، جلد(۲)، كتاب(۹) النكاح، باب(۶) ماجاء فى اعلان النكاح، ص۱۷۵، حديث(۱۰۸۹)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء)

یعنی اس نکاح کا اعلان کرو اور اسے مسجد میں کرو اور اعلان کے لئے دف بجاؤ۔

علامہ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، طبرانی نے کبیر میں، ابونعیم نے حلیہ میں اور امام حاکم نے مستدرک میں ابن زبیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (مرقاة المفاتيح، جلد(۶)، كتاب النكاح، باب اعلان النكاح، الفصل الثانى، ص۲۱۷، مطبوعة: مكتبه إمداديه، ملتان)

سابقہ احادیث سے نکاح میں گواہی کا شرط ہونا مذکور تھا کہ گواہی کے بغیر نکاح نہیں اور دوسری احادیث میں نکاح کے اعلان کا حکم ہے۔

نکاح کے اعلان سے مراد:

پس اگر اعلان سے مراد گواہی لی جائے تو امر وجوب کے لئے ہوگا جیسا کہ علامہ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں أعلنوا هذا النكاح أي بالبينة فالأمر للوجوب۔

اس نکاح کا اعلان کرو یعنی گواہوں کے ساتھ تو امر وجوب کے لئے ہوگا۔

کیونکہ گواہوں سے اعلان حاصل ہو جاتا ہے جیسا کہ امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں إذبه يحصل الإعلان۔(فتح القدير، جلد(٣)، كتاب النكاح، ص١١١، مطبوعة: داراحياء التراث العربی، بيروت)

یعنی گواہوں سے اعلان حاصل ہو جاتا ہے۔

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں فنقول: الاعلان تحصل بحضور الشاهدين لوشرط كتمان العقد مع حضور الشاهدين صح العقد عندنا۔(البناية، جلد(٥)، كتاب النكاح، ص١٣، مطبوعة دارالكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ، ٢٠٠٠ء)

یعنی پھر ہم کہتے ہیں اعلان گواہوں کی موجودگی سے حاصل ہو جاتا ہے اگر چہ دو گواہوں کی موجودگی میں کئے گئے نکاح کو خفیہ رکھنے کی شرط لگائی جائے۔

اور اگر اعلان سے مراد شرعی اظہار لیا جائے تو بھی امر وجوب کے لئے ہوگا کیونکہ شرعی ظہور گواہوں سے ہوتا ہے۔

چنانچہ امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں وكلام المبسوط حيث قال ولأن الشرط لما كان الإظهار يعتبر فيه ماهو طريق الظهور شرعاً وذلك بشهادة الشاهدين فانه مع شهادتهما لايبقىٰ سرا و قول الكرخي نكاح السر مالم يحضره شهود فإذا حضروا فقد أعلن۔(فتح القدير، جلد(٣)، كتاب النكاح، ص١١١، مطبوعة: دار احياء التراث العربی، بيروت)

یعنی اور مبسوط کا کلام جیسا کہ انہوں نے فرمایا کہ شرط جب نکاح کا اظہار ہے تو نکاح کے اظہار میں شرعاً ظہور کے طریقے کا اعتبار کیا جائے گا اور شرعی ظہور دو گواہوں کے ساتھ ہے پس تحقیق دو گواہوں کی گواہی کے باوجود نکاح خفیہ نہیں رہتا اور امام کرخی کا قول ہے خفیہ نکاح وہ ہے جس میں گواہ حاضر نہ ہوں پس جب حاضر ہوں تو اس نکاح کا اعلان ہو گیا۔

اور اگر اعلان سے مراد صرف اظہار لیا جائے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو پھر امر استحباب کے لئے ہوگا۔

چنانچہ مشہور محدث علامہ ملا علی قاری متوفی ۱۰۱۴ھ لکھتے ہیں اعلان بالنکاح سے مراد

اگر گواہ ہیں تو امر وجوبی ہے اور اگر مراد محض اظہار ہے فالأمر للاستحباب کما فی قوله إجعلوه فی المساجد۔(مرقاة المفاتیح، جلد(٦)، کتاب النکاح، باب إعلان النکاح، الفصل الثانی، ص ٢١٧، مطبوعة: مکتبه إمدادیه، ملتان)

تو امر استحبابی ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ نکاح مسجدوں میں کرو۔

لہٰذا جو نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں ہوا ہو وہ درست ہو جائے گا اگر چہ اسے بقیہ لوگوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہو۔ لیکن تہمت سے بچنے کے لئے ان لوگوں کو بتا دینا چاہئے جن کو مذکورہ عورت کے مطلقہ ثلاثہ ہونے کا علم ہو۔ چنانچہ مفتی محمد وقار الدین متوفی ۱۴۱۳ھ لکھتے ہیں ''اور اس نکاح حلالہ کا علم ان لوگوں کو ہونا چاہئے جو اس کے مطلقہ ہونے کو جانتے ہیں ورنہ تہمت لگائیں گے کہ تین طلاق کے بعد بیوی کو رکھے ہوئے ہے''۔

(وقار الفتاویٰ، جلد (۳)، کتاب الطلاق، حلالہ کا بیان، اعلانیہ نکاح حلالہ کرنے کا حکم، ص ۲۱۸، مطبوعہ: بزم وقار الدین، کراچی)

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے بعد سابق شوہر کتنی طلاقوں کا مالک ہوگا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر زید اپنی بیوی کو طلاق مغلّظہ (یعنی تین طلاقیں) دے دے تو پھر وہ کسی دوسرے خاوند کے پاس رہنے کے بعد دوبارہ زید (یعنی پہلے شوہر) سے نکاح کرے تو اُسے کتنی طلاقوں کا اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر زید نے پہلے ایک یا دو طلاقیں دی ہوں اور اس عورت کے دوسرے شوہر سے نکاح وہمبستری اور شوہر ثانی کی طلاق یا وفات کے بعد، زید کے نکاح میں دوبارہ آنے کی صورت میں زید کو کتنی

طلاقوں کا اختیار ہوگا۔ بینوا بالبرھان و توجروا عند الرحمن

باسمہ سبحانہ وتعالی وتقدس

الجواب: دونوں صورتوں میں زید دوبارہ تین طلاق کا مالک ہو جائے گا۔ یہی امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

کفایہ میں ہے۔

وھذه المسئلة إختلف فيه أصحاب النبی علیه السلام ما قاله أبو حنيفة وأبو يوسف رحمهما الله قول إبن عباس و إبن عمر و إبراهيم النخعی و أصحاب عبد الله بن مسعور رضی اللہ عنہ۔(كفاية مع فتح القدير، جلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص ٣٧، مطبوعة: دار احياء التراث العربی، بيروت)

یعنی اس مسئلہ میں صحابہ کرام علیھم الرضوان کا اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف علیھما الرحمہ نے جو فرمایا وہ حضرت ابن عباس، ابن عمر، ابراہیم نخعی تابعی اور ابن مسعود کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔

پہلی دلیل: امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ روایت کرتے ہیں عن سعيد بن جبير قال كنت جالسا عند عبد الله بن عتبة بن مسعود إذ جاء ه أعرابی، فسأله عن رجل طلق إمرأته تطليقة أو تطليقتين ثم انقضت عدتها فتزوجت زوجا غيره فدخل بها ثم مات عنها أو طلقها ثم انقضت عدتها و أراد الأول أن يتزوجها على كم هی عنده؟ فالتفت إلى إبن عباس، وقال: ماتقول فی هذا، قال يهدم الزوج الثانی الواحدة والثنتين والثلاث، واسأل إبن عمر قال فلقيت إبن عمرفقال مثل ما قال إبن عباس۔(فتح القدير، جلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص ٣٦، مطبوعة: دار احياء التراث العربی، بيروت)

یعنی حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا میں صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق سے بائن کر دیا، اس عورت کی عدت گذر گئی تو اس نے کسی دوسرے شخص سے شادی کرلی اور دوسرے شوہر کا وطی کے بعد انتقال ہو گیا یا اس نے طلاق دے دی اور اس کی عدت بھی پوری ہو گئی۔ اب پہلا شوہر اس سے شادی کرنا چاہے تو وہ عورت پر کتنی طلاقوں کا مالک ہوگا۔ تو

وہ حضرت ابن عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ تو حضرت ابن عباس نے فرمایا دوسرا شوہر ایک، دو، تین سب طلاقوں کو ختم کر دیتا ہے، اور فرمایا جاؤ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے دریافت کرلو، انہوں نے حضرت ابن عمر سے پوچھا تو آپ نے بھی اس مسئلہ کا وہی جواب دیا جو حضرت ابن عباس نے دیا تھا۔

لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ شوہر اول نے اگر اپنی بیوی کو ایک یا دو یا تین طلاقیں دے کر چھوڑا ہو حلالہ شرعیہ کے بعد وہ ازسرنو تین طلاق کا مالک ہو جاتا ہے۔

دوسری دلیل: اور حدیث شریف میں ہے لعن اللہ المُحَلِّلِ والمحلل لہ۔ (سنن ابی داود، جلد(۲)، کتاب(۶) النکاح، باب(۱۶) فی تحلیل، ص۳۸۸، حدیث(۲۰۷۶)، مطبوعة: دار ابن حزم، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۸ھ، ۱۹۹۷ء)

یعنی حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جائے دونوں پر اللہ نے لعنت کی ہے۔

علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر غینانی متوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں سماہ محللاً وھو المُثبت للحل۔ (الھدایة، جلد(۱-۲)، الجزء(۲)، کتاب الطلق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص۴۰۱، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۱۰ھ- ۱۹۹۰ء)

یعنی اس میں نبی ﷺ نے زوج ثانی کو محلّل فرمایا ہے اور وہ حلت کو ثابت کرنے والا ہے۔

علامہ بدر الدین عینی متوفی ۸۵۵ھ، صاحبِ ہدایہ کے ان الفاظ کی شرح میں لکھتے ہیں أی للزوج الثانی ھو مثبت الحلّ۔ (البنایة، جلد(۵)، کتاب الطلق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص۴۸۳، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ۱۴۲۰ھ، ۲۰۰۰ء)

یعنی صاحب ہدایہ کا یہ قول زوج ثانی کے لئے ہے کہ وہ حِلّت کو ثابت کرنے والا ہے، لہٰذا مُحَلِّل اسے کہتے ہیں جو حلّت کو ثابت کرے اور زوج ثانی کو مُحَلِّل کہا گیا کیونکہ وہ حِلّت کو ثابت کرتا ہے۔

عورت کو تین طلاق دے کر جدا کرنے سے حرمت مغلظہ اور ایک یا دو طلاق سے بائن کرنے سے حرمت مخففہ لازم آتی ہے۔ جب دوسرا شوہر مغلظہ میں محلّل ہے تو مخففہ میں بطریق اولی محلّل ہوگا، جیسا کہ امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں لأنه لما کان محللا فی الغلیظة ففی الخفیفة أولی۔ (فتح القدیر، جلد(۴)، کتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فیما تحل به المطلقة، ص۳۷، مطبوعة: دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یعنی زوج ثانی جب حرمت غلیظہ میں محلّل ہے تو حرمت خفیفہ میں بطریق اولی محلّل ہوگا۔

لہٰذا زوج ثانی حرمت مغلظہ و مخففہ دونوں میں حِلّت کو ثابت کرتا ہے اور پھر حِلّت کی دو قسمیں ہیں حِلّت جدیدہ اور حِلّت سابقہ۔ اگر کہا جائے کہ وہ حِلّت سابقہ کو ثابت کرنے والا ہے تو تحصیل حاصل لازم آئے گا لہٰذا حِلّت سابقہ مراد نہیں ہو سکتی بلکہ حِلّت جدیدہ ہی مراد ہوگی۔

علامہ بدرالدین عینی متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں یعني الحل الجديد، لأنه لايجوز أن يكون المراد الحل السابق، لأنه تحصيل الحاصل وهو فاسد، لأن الحل السابق موجود فيما دون الثلث۔ الخ (البناية، جلد(٥)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص ٤٨٣، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ١٤٢٠ھ، ٢٠٠٠ء)

یعنی حلّت سے مراد حلّت جدیدہ ہے کیونکہ حلّت سابقہ مراد لینا جائز نہیں، اس لئے کہ وہ تحصیل حاصل ہے اور وہ فاسد ہے، کیونکہ حلّت سابقہ تو مادون الثلث (تین سے کم) میں موجود ہے۔

اور علامہ محمد بن محمود بن احمد حنفی لکھتے ہیں ثم الحل يثبت به اما أن يكون الحل السابق أو حلا جديدا لا سبيل إلى الأول لإستلزامه تحصيل الحاصل فتعين الثاني۔ (عناية بر حاشيه فتح القدير، جلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل فيما تحل به المطلقة، ص٣٧، مطبوعة: داراحياء والتراث العربي، بيروت)

یعنی پھر زوج ثانی سے جو حلّت ثابت ہوتی ہے وہ حلّت سابقہ ہوگی یا جدیدہ، پہلی مراد نہیں ہو سکتی کیونکہ اس سے تحصیل حاصل لازم آئے گا لہٰذا دوسری حلّت ہی متعین ہوگی۔

جب حلّت جدیدہ مراد ہے تو پھر اس حلّت کا سابقہ حلّت کے مغایر ہونا ضروری ہے، حلّت سابقہ ناقص تھی تو حلّت جدیدہ کا کامل ہونا ضروری ہوگا۔ اور حلّت کاملہ یہ ہے کہ شوہر اول پھر سے تین طلاق کا مالک ہو جائے۔

علامہ محمد بن محمود بن احمد حنفی لکھتے ہیں وبالضرورة يكون غير الأول والأول حل ناقص وكان الجديد كاملاً و هو مايكون بالطلقات الثلاث۔ (عناية بر حاشيه فتح القدير، جلد(٤)، كتاب الطلاق، باب الرجعة، فصل: فيما تحل به المطلقة، ص٣٧، مطبوعة: داراحياء التراث العربي، بيروت)

یعنی اور ضروری ہے کہ وہ حلّت پہلی حلّت کا غیر ہو پہلی حلّت ناقص تھی اور حلّت جدیدہ کامل ہوگی اور حلّت کاملہ تین طلاقوں کے مالک ہونے کے ساتھ ہوتی ہے۔

دوسری دلیل: حدیث شریف ہے رفاعہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض

کی یارسول اللہ ﷺ رفاعہ نے مجھے تین طلاقیں دے دیں تو میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کرلیا تو میں نے ان کو اپنے کپڑے کی مانند ڈھیلا (یعنی نامرد) پایا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو؟ عرض کی، ہاں! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہیں یہاں تک کہ تو اس کی اور وہ تیری مٹھاس چکھے۔

اس حدیث کے تحت شیخ احمد المعرف بملا جیون متوفی ۱۱۳۰ھ لکھتے ہیں هذا الحديث كما أنه يدل على إشتراط الوطى بعبارة النص فكذا يدل على محللية الزوج الثانى بإشارة النص و ذلك لأنه عليه السلام قال لها: "أ تريدين أن تعودى الى رفاعة" ولم يقل أتريدين أن تنتهى حرمتك۔

یعنی یہ حدیث جس کی طرح عِبَارَۃُ النَّص سے وطی (ہمبستری) کے شرط ہونے پر دلالت کرتی ہے اسی طرح اِشَارَۃُ النَّص سے زوج ثانی کے مُحلِّل (پہلے شوہر کے لئے حلال کرنے والا) ہونے پر بھی دال ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے؟'' آپ ﷺ نے عود (لوٹنے) کا لفظ فرمایا، اور یہ نہیں فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ تیری حرمت ختم ہو جائے

آگے لکھتے ہیں والعود هو الرجوع إلى حالة الأولىٰ و فى الحالة الأولىٰ كان الحلّ ثابتاً لها فإذا عادت الحالة الأولىٰ عاد الحلّ و تجدّد بإستقلاله۔

یعنی اور عود کے معنی پہلی حالت کی طرف لوٹنے کے ہیں اور پہلی حالت میں شوہر کے لئے حلّت ثابت تھی، جب پہلی حالت لوٹ آئی تو حلّت بھی جدیدہ مستقلاً لوٹ کر آ گئی۔

اور لکھتے ہیں و إذا ثبت بهذا النص الحل فيما عدم فيه الحلّ وهو الطلقات الثلث مطلقا ففيما كان الحلّ ناقصاً وهو مادون الثلث أولىٰ أن يكون الزوج الثانى متمِّما للحل الناقص بالطريق الأكمل۔ (نورالانوار، بحث كون الخاص على سبع تفريعات، ص ٢٠، مطبوعة: ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

یعنی جب اِس نص سے اُس جگہ حِلّت ثابت ہوگئی جہاں پر حِلّت معدوم تھی اور وہ تین طلاقوں کی صورت میں (معدوم) تھی اور جہاں حلّت ناقصہ موجود تھی وہ تین طلاقوں سے کم طلاقیں دینے کی صورت میں (ناقص) موجود تھی تو زوج ثانی کا ناقص حِلّت کو بطریق اکمل پورا کرنا اولیٰ ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر بائن کرے یا دو یا طلاقِ

مغلظ دے دے اور عدت گذر جانے کے بعد وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح کرلے بنکاح صحیح مجامعت کے بعد وہ شخص فوت ہو جائے یا طلاق دے دے اور وہ عورت دوسرے شوہر کی عدت بھی گذار لے پھر سابق شوہر سے دوبارہ نکاح کرے تو سابق شوہر، ہر صورت میں تین طلاقوں کا مالک ہو جائے گا۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

حلالہ کے بعد دوسرے شوہر کی عدت پہلے شوہر کے گھر گذارنا

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ حلالہ میں عموماً عورتیں دوسرے شوہر سے تین طلاق ملنے کے اس کے گھر عدت نہیں گذارتیں بلکہ حلالہ کے بعد پہلے شوہر کے گھر ہی رہتی ہیں۔ عورت کو عدت والا گھر چھوڑنا اور اس شخص کا اپنی معتدہ کو گھر سے نکال دینا شرعاً کیسا ہے؟ بینوا و توجروا

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ وتقدس

الجواب: عورت نے سابق شوہر کی عدت گذارنے کے بعد جب دوسرے شوہر سے نکاح کیا تو اب وہ دوسرے شوہر کی بیوی ہے پھر جب اس نے ہمبستری کے بعد اس عورت کو طلاق دی تو وہ عورت دوسرے شوہر کی معتدہ (یعنی دوسرے شوہر کی عدت میں) ہوگی نہ کہ پہلے شوہر کی۔

اللہ تعالیٰ کا حکم:

اور طلاق دینے والے شوہروں کو اور ان کی معتدہ عورتوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ ج لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْم بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ ﴾ (الطلاق: ١)

ترجمہ: اور اپنے رب اللہ سے ڈرو، عدت میں انہیں ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ آپ نکلیں۔ (کنز الایمان)

لہٰذا ''عورت کو عدت شوہر کے گھر پوری کرنی لازم ہے اور نہ شوہر کو جائز ہے کہ مطلقہ کو

عدت میں گھر سے نکالے اور نہ عورتوں کو وہاں سے خود نکلنا روا'' (خزائن العرفان)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ وَتِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ط وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ﴾ (الطلاق: ۱)

ترجمہ: اور یہ اللہ کی حدیں ہیں، اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھا اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ (کنزالایمان)

نکالنے کی اجازت:

ہاں ''اگر عورت فحش بکے اور گھر والوں کو ایذاء دے تو اس کو نکالنا جائز ہے کیونکہ وہ ناشزہ کے حکم میں ہے'' (خزائن العرفان)

چنانچہ قرآن میں ہے:

﴿ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ ﴾ (الطلاق: ۱)

ترجمہ: مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں۔ (کنزالایمان)

اور امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: الفاحشة المبينة أن تفحش المرأة على أهل الرجل و تؤذيهم

یعنی الفاحشه المبینة (صریح بے حیائی کی بات) یہ ہے کہ عورت مرد کے گھر والوں سے فحش بکے اور انہیں ایذاء دے۔

اور دوسری روایت میں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالی کے فرمان کی تفسیر میں فرمایا: أن تبذو على أهلها فإذا بذت عليهم فقد حل لهم إخراجها۔

یعنی اس فرمان کا مطلب اپنے اہل سے فحش گوئی ہے، پس جب ان سے فحش بکے تو اُن کے لئے اس عورت کو نکالنا حلال ہے۔

یہ بھی مروی ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا هو البذاء على أهل زوجها۔
یعنی شوہر کے گھر والوں سے فحش بکنا اور ان کو ایذا دینا (مراد) ہے۔

(سنن الکبریٰ، جلد(۷)، کتاب العدد، باب ماجاء فی قول اللّٰه عزوجل ﴿الا ان یاتین بفاحشة مبینة﴾، ص۷۰۸- ۷۰۹، حدیث(۱۵۴۸۵)، مطبوعة: دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ، ۱۹۹۹ء)

نکلنے کی اجازت:

اگر شوہر نے اسے طلاق بائن یا مغلظہ دی ہو اور وہ فاسق ہو جس سے اس عورت کے ساتھ بد فعلی کا خوف ہو اور وہاں کوئی ایسا نہ ہو جو اس کی نیت بد کو روک سکے تو ایسی صورت میں وہ عورت اس مکان سے نکل جائے کیونکہ یہ عذر ہے پھر جس مکان میں منتقل ہوئی وہاں سے نہ نکلے، بہتر طریقہ یہ ہے کہ مرد خود اس مکان سے نکل جائے اور عورت کو وہیں عدت گذارنے کے لئے چھوڑ دے کیونکہ عورت پر عدت والے گھر میں ٹھہرنا واجب ہے اور اُس پر واجب نہیں۔ اسی لئے بہتری اسی میں ہے کہ مرد گھر چھوڑ دے۔

امام ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں إلا أن یکون فاسقاً فحینئذ تخرج لأنه عذر والأولی أن یخرج هو۔ (فتح القدیر، جلد(٤)، کتاب الطلاق، باب العدة، فصل، ص٦٧، مطبوعة: دار احیاء التراث العربی، بیروت)
یعنی مگر جب شوہر فاسق ہو تو اس وقت عورت عدت کے گھر سے نکل سکتی ہے کیونکہ یہ عذر ہے اور بہتر یہ ہے کہ شوہر ہی نکل جائے۔

اسی طرح اگر گھر میں کوئی اور نہیں اور مکانِ آبادی کے کنارے پر ہو اور اسے وہاں جان یا مال کا خوف ہو یا صرف تنہا رہنے سے خوف کھاتی ہو، اس صورت میں بھی مکان بدلنے کی اجازت ہوگی۔ چنانچہ امام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں کہ ''اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں أن فاطمة کانت فی مکان وحش فخیف علی ناحیتها فلذلك أرخص لها رسول الله ﷺ۔ (سنن الکبریٰ، جلد(۷)، کتاب العدة، باب ماجاء فی قول الله عزوجل ﴿إلا ان یأتین بفاحشة مبینة﴾، ص۷۱۲، حدیث(١٥٤٩٥)، مطبوعة: دار الکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الأولی ١٤٢٠ھ، ١٩٩٩ء)
یعنی فاطمہ بنت قیس مکانِ وحشت میں تھیں تو اس کے آبادی کے کنارے پر ہونے پر خوف کیا گیا، پس اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے انہیں مکان بدلنے کی اجازت عنایت فرمائی۔

اور فاطمہ بنت قیس کو ان کے شوہر نے یمن جاتے ہوئے بیک وقت تین طلاقیں دے دی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے تینوں طلاقوں کو نافذ فرما دیا تھا لہذا وہ مطلقہ مغلظہ تھیں اور شوہر ان کے پاس نہ تھے۔

عذر پائے جانے کی صورت میں مطلقہ بائنہ کو مکان بدلنے کی شرعاً اجازت دی گئی ہے

نئے مکان کے تعین کا اختیار:

مگر نئے مکان کے تعین کا اختیار شوہر کے پاس رہے گا جیسا کہ علامہ علاؤ الدین حصکفی متوفی ۱۰۸۰ھ لکھتے ہیں وفی الطلاق إلی حیث شاء الزوج۔(درمختار، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب العدۃ، فصل فی الحداد، ص۵۳۷، مطبوعۃ: دارالفکر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء)

یعنی طلاق میں (عورت اس مکان کی طرف منتقل ہوگی) جہاں شوہر چاہے۔

اور علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں وتعیین المنزل الثانی للزوج فی الطلاق۔(رد المحتار، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب العدۃ، فصل فی الحداد، مطلب :الحق أن علی المفتی الخ، ص۵۳۷، مطبوعۃ: دار الفکر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۹ھ، ۱۹۷۹ء)

یعنی طلاق بائنہ میں دوسرے مکان کے تعین کا اختیار شوہر کو ہے۔

نیا مکان قریب ہو یا دور:

معتدہ اگر مطلقہ بائنہ یا مغلظہ ہو اور کسی شرعی عذر کی بناء پر مکان بدلنا پڑے تو ضروری نہیں کہ وہ مکان قریب ہی ہو دور بھی لیا جا سکتا ہے جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں عین إنتقالها إلی أقرب المواضع مما انهدم فی الوفاۃ و إلی حیث شاء ت فی الطلاق بحر۔(ردالمحتار، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب العدۃ، فصل فی الحداد، ص۵۳۷، مطبوعۃ: دارالفکر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء)

یعنی مکان منہدم ہونے کی صورت میں عدت وفات میں زیادہ قریب جگہ کی طرف عورت کا منتقل ہونا متعین ہوگا اور عدت طلاق میں جہاں عورت چاہے۔

اور جس مکان کی طرف منتقل ہو جائے پھر اسے نہ چھوڑے عدت وہیں پوری کرے

چنانچہ علامہ محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں وحکم ما إنتقلت إلیه حکم المسکن الأصلی فلاتخرج منه بحر۔(ردالمحتار، جلد(۳)، کتاب الطلاق، باب العدۃ، فصل فی الحداد، ص۵۳۷، مطبوعۃ: دارالفکر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۹ھ۔ ۱۹۷۹ء)

یعنی اور حکم اس مکان کا جس کی طرف عورت شرعی عذر کی وجہ سے منتقل ہوئی اصل رہائش کا سا ہے

پھر وہاں سے نہ نکلے۔

اور عورت کا دوسرے شوہر کی عدت سابق شوہر کے گھر گذارنا اور سابق شوہر کا غیر کی معتدہ کو اپنے گھر لانا کسی طرح بھی جائز نہیں کیونکہ وہ اب نہ اس کا شوہر ہے نہ عورت اس کی عدت میں ہے بلکہ وہ صرف ایک نامحرم ہے، لہذا ایسا کرنے سے عورت و سابق شوہر دونوں گنہگار ہوں گے۔اور اگر اس نے گھر سے نکالا ہو جس کی وہ عورت معتدہ ہے تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔

اور عورت پر شوہر کے ہی گھر میں عدت گذارنا شرعاً واجب ہے۔ جب تک کوئی شرعی عذر نہ پایا جائے اسی گھر میں رہے گی۔

کتبہ: عبدہ محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: عبدہ محمد احمد نعیمی غفرلہ

الجواب صحیح: محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف / مرتبہ
۱	جشن بہاراں	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
۲	ایصال ثواب اور گیارھویں	صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ
۳	اظہار حق	مفتی عبد المتین سہروردی صاحب
۴	اندھیرے سے اجالے کی طرف	مفتی عبد الحکیم شرف قادری صاحب
۵	رجب کی فاتحہ	علامہ سید شجاعت علی قادری علیہ الرحمہ
۶	فضل العلم والعلماء	حضرت علامہ مولانا نقی علی خان علیہ الرحمہ
۷	فتنہ طاہری کی حقیقت	مفتی قاری محبوب رضا خان علیہ الرحمہ
۸	محاسن کنز الایمان	مولانا ملک شیر محمد اعوان خان صاحب
۹	عملی گرفت پروفیسر	مفتی قاری محبوب رضا خان علیہ الرحمہ
۱۰	تین سگے بھائی	مولانا ضیاء اللہ قادری صاحب
۱۱	محبت کی نشانی	پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب
۱۲	پردہ اٹھتا ہے	ڈاکٹر اقبال اختر القادری صاحب
۱۳	متحدہ عرب امارات کا فتویٰ (جشن عید میلاد النبی ﷺ)	ابو حمزہ رضوی صاحب
۱۴	میلاد النبی یا وفات النبی	مفتی محمد اشرف القادری صاحب
۱۵	فتنہ جماعت المسلمین	مولانا لیاقت علی معصومی صاحب
۱۶	بد مذہبوں سے رشتے	مفتی جلال الدین امجدی صاحب
۱۷	ماتم جائز نہیں	مفتی محمد اشرف القادری صاحب
۱۸	وثائق بخشش شرح حدائق بخشش (اول)	مفتی غلام یٰسین امجدی صاحب
۱۹	وثائق بخشش شرح حدائق بخشش (دوم)	مفتی غلام یٰسین امجدی صاحب
۲۰	بول کہ لب آزاد ہیں تیرے	ڈاکٹر اقبال اختر القادری صاحب
۲۱	منکرین رسالت کے مختلف گروہ	علامہ ارشد القادری صاحب
۲۲	فتنہ گوہریہ	ابو حمزہ رضوی صاحب
۲۳	آئینہ شیعہ نما	علامہ فیض احمد اویسی صاحب
۲۴	نورانی سوالات	ابو حمزہ رضوی صاحب
۲۵	قصیدہ بردہ شریف	ابو حمزہ رضوی صاحب

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف / مرتبہ
۲۶	دعوت انصاف	علامہ ارشد القادری صاحب
۲۷	انوار الانتباہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ
۲۸	شفاعت سید المحبوبین	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ
۲۹	اہلسنّت وجماعت کون؟	علامہ ضیاء اللہ قادری صاحب
۳۰	کونڈوں کی فضیلت	علامہ حسن علی رضوی صاحب
۳۱	زیارت حرمین شریفین	علامہ مفتی عبد العزیز حنفی صاحب
۳۲	وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین	علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ
۳۳	عبادت واستعانت	علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ
۳۴	عصمت انبیاء	علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ
۳۵	شفا الوالہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمہ
۳۶	اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ	مولانا حسن علی رضوی میلسی صاحب
۳۷	گستاخ رسول کی شرعی سزا	علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ
۳۸	کرامات اعلیٰ حضرت	ڈاکٹر اقبال احمد رضوی صاحب
۳۹	تعویذ کا شرعی حکم	مفتی عبد اللہ نعیمی علیہ الرحمہ
۴۰	داڑھی کی اہمیت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ
۴۱	ضیاء الصرف	مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب
۴۲	الحقوق	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ
۴۳	جمال فاقہ مستی	ڈاکٹر ظفر اقبال نوری صاحب
۴۴	دعوت میت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ
۴۵	ظفر الاسلام	مولانا جمیل الرحمٰن رضوی علیہ الرحمہ
۴۶	امام احمد رضا علمائے دیوبند کی نظر میں	علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب
۴۷	المورود الروی	حضرت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ
۴۸	قرأت خلف الامام	مولانا فیض احمد اویسی صاحب
۴۹	ضیائے فارسی	مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب
۵۰	فضائل زکوٰۃ وصدقات	صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف / مرتبہ
۵۱	سیرت علامہ فضل حق خیر آبادی	علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ
۵۲	سفید جھوٹ	صاحبزادہ ابوالخیر سید جماعت علی شاہ
۵۳	خاکِ حجاز کے نگہبان	صلاح الدین محمود صاحب
۵۴	ازاحۃ العیب بسیف الغیب	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ
۵۵	سرور خاطر	حضرت علامہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمہ
۵۶	راہِ حق	مولانا سید مظفر شاہ قادری صاحب
۵۷	اسلامی زندگی	علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ
۵۸	راحت العاشقین	امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمہ
۵۹	خصائص مصطفےٰ ﷺ	علامہ سید محمود احمد رضوی علیہ الرحمہ
۶۰	قربانی صرف تین دن ہے	علامہ صدیق ہزاروی صاحب
۶۱	دس عقیدے	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ
۶۲	اخلاق الصالحین	مولانا محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمہ
۶۳	محمد رسول اللہ ﷺ قرآن میں	علامہ ارشد القادری صاحب
۶۴	اختلاف کیا، کیوں، کیسے؟	علامہ محمد منشا تابش قصوری صاحب
۶۵	تبلیغی جماعت	علامہ ارشد القادری صاحب
۶۶	ایک سفر (دہلی سے سہارنپور تک)	علامہ ارشد القادری صاحب
۶۷	فضائل مدینۃ الرسول	علامہ محبوب علی خان صاحب علیہ الرحمہ
۶۸	عقائد و معمولات اہلسنّت والجماعت	علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ
۶۹	احکام وہابیت	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ
۷۰	کفریہ کلمات	علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب
۷۱	صلوا علی الحبیب	ابوحمزہ رضوی صاحب
۷۲	امام احمد رضا ایک شخص ایک تحریک	علامہ ریاض حسین شاہ صاحب
۷۳	شب برات	علامہ محمد عنایت رسول قادری علیہ الرحمہ
۷۴	مسائل اعتکاف	علامہ مفتی محمد وقار الدین علیہ الرحمہ
۷۵	انوار القرآن	علامہ محمد منظور احمد فیضی صاحب

نمبر شمار	کتاب کا نام	مصنف / مرتبہ
۷۶	دیوبند سے بریلی (حقائق)	علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی صاحب
۷۷	دوائے دل	علامہ حسن میاں برکاتی علیہ الرحمہ
۷۸	انوارِ حج	ابوحمزہ رضوی صاحب
۷۹	بدر الانوار	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ
۸۰	ضیائے نماز	علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمہ
۸۱	دل کی آشنائی	علامہ ارشد القادری صاحب
۸۲	نقشِ خاتم	علامہ ارشد القادری صاحب
۸۳	مصطفیٰ کریم علیہ السلام کے خصائص	علامہ سید شاہ تراب الحق قادری صاحب
۸۴	ایہا الولد (اے لختِ جگر)	حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ
۸۵	انتخاب واقتباس	علامہ ارشد القادری صاحب
۸۶	رد الرفضہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ
۸۷	ناقابلِ تردید حقائق	علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ
۸۸	سیرتِ نبوی پر ایک اہم مقالہ	علامہ عبد الحامد بدایونی علیہ الرحمہ
۸۹	توحید اور شرک	علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمہ
۹۰	محبتِ رسول ﷺ	حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمہ
۹۱	جہاد کیوں اور کس لیے؟	علامہ ارشد القادری صاحب
۹۲	مزاراتِ اولیاء	علامہ عبد الحکیم شرف القادری صاحب
۹۳	نورِ ھدایت	حضرت علامہ مولانا غلام رسول صاحب
۹۴	بدمذھب سے نکاح	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ
۹۵	یادیں مٹائی نہ جائیں	علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ
۹۶	المعدن العدنی فی فضائل اویس القرنی	علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ
۹۷	ضیائے حج (سفرِ حج قدم بقدم)	ابوحمزہ رضوی صاحب
۹۸	تین اعتقادی رشتے	علامہ حسن علی رضوی میلسی صاحب
۹۹	آئینہ قیامت	علامہ حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ
۱۰۰	طلاقِ ثلاثہ کا شرعی حکم	علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب

فروغ اہلسنّت کے لئے...... امام اہلسنّت کا دس نکاتی پروگرام

۱۔ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

۲۔ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

۳۔ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں ان کی کاروائیوں پر دی جائیں۔

۴۔ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دے کر اس میں لگایا جائے۔

۵۔ ان میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریرًا و تقریرًا و وعظًا و مناظرۃً اشاعت دین ومذہب کریں۔

۶۔ حمایت مذہب ورد بدمذہباں میں مفید کتب ورسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

۷۔ تصنیف شدہ اور نو تصنیف شدہ رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کئے جائیں۔

۸۔ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظرہ یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبی اعداء کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

۹۔ جو ہم میں قابل کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انہیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

۱۰۔ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایت مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت وبلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم ودینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق ومصدوق ﷺ کا کلام ہے۔

(فتاوی رضویہ، جلد۱۲، صفحہ ۱۳۳)

درود پاک کے فضائل

جذب القلوب میں مندرجہ ذیل فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) ایک بار درود پاک پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں، دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(۲) درود پاک پڑھنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۳) درود پاک پڑھنے والے کا کندھا جنت کے دروازے پر حضور ﷺ کے کندھے مبارک کے ساتھ چھو جائے گا۔

(۴) درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب سے پہلے آقائے دوجہاں ﷺ کے پاس پہنچ جائے گا۔

(۵) درود پاک پڑھنے والے کے سارے کاموں کے لئے قیامت کے دن حضور ﷺ متولی (ذمہ دار) ہو جائیں گے۔

(۶) درود پاک پڑھنے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

(۷) درود پاک پڑھنے والے کو جانکنی میں آسانی ہوتی ہے۔

(۸) جس مجلس میں درود پاک پڑھا جائے اس مجلس کو فرشتے رحمت سے گھیر لیتے ہیں۔

(۹) درود پاک پڑھنے سے سید الانبیاء حبیب خدا ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔

(۱۰) رسول اللہ ﷺ خود درود پاک پڑھنے والے سے محبت فرماتے ہیں۔

(۱۱) قیامت کے دن سید دو عالم نور مجسم ﷺ درود پاک پڑھنے والے سے مصافحہ کریں گے۔

(۱۲) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

(۱۳) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے درود شریف کو سونے کی قلموں سے چاندی کے کاغذوں پر لکھتے ہیں۔

(۱۴) درود پاک پڑھنے والے کا درود شریف فرشتے دربار رسالت میں لے جا کر یوں عرض کرتے ہیں ، یارسول اللہ ﷺ! فلاں کے بیٹے فلاں نے حضور کے دربار میں درود پاک کا تحفہ حاضر کیا ہے۔

(۱۵) درود پاک پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیئے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیو بندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیئے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہِ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۱۳ از مولانا حسنین رضا)